189

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،13۔ ستمبر 2011

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات مال و کالونیز)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں)

1. چودھری عامر سلطان چیمہ: اس ایوان کی رائے ہے کہ غربت کے خاتمے کے لئے بنگلہ دیشی گرامین بنک جس کا بانی نوبل انعام یافتہ ہے کی طرز اور اغراض و مقاصد پر ایک Micro-Credit-Bank قائم کیا جائے جو دیہی اور مضافاتی علاقوں کے غریبوں کو بغیر کسی ضمانت کے چھوٹے قرضہ جات فراہم کرے جس سے وہ اپنی مہارتوں کو بروئے کار لا کر اپنی معاشی حالت سنوار سکیں اور قومی پیداواری عمل میں حصہ دار بن سکیں

2. محترمہ حمیرا اویس شاہد: اس ایوان کی رائے ہے کہ تنازعات کے حل اور مقامی جھگڑے طے کرنے کے لئے فوری انصاف مہیا کرنے کا حامل پنچائتی نظام بہت موثر ہے تاہم ضرورت اس امر کی ہے کہ دیہی کونسلوں / پنچایتوں / غیر رسمی نظام انصاف کو قانونی فریم ورک کے تحت لایا جائے۔ یہ ایوان سفارش کرتا ہے کہ اس نظام کو قانونی فریم ورک میں لا کر اس پنچائتی نظام کو مستحکم کرنے کے ساتھ ساتھ پنچایتوں کا کردار بھی متعین کیا جانا چاہیئے۔ پنچائیت آئین کی پابند ہو اور ان کا احتساب ہو سکے۔ انہیں اسلام اور آئین کے تحت حاصل انسانی حقوق کی خلاف ورزی کرنے کی اجازت نہ ہو۔

3. محترمہ نگہت ناصر شیخ: اس ایوان کی رائے ہے کہ یوٹیلٹی سٹور کی طرز پر پنجاب حکومت بھی متوسط طبقہ کو

سستی اور معیاری اشیاء کی فراہمی کی غرض سے فیئر پرائس شاپس قائم کرے۔

190

4. محترمہ سیمل کامران: اس ایوان کی رائے ہے کہ دیہی علاقوں اور شہروں سے دور مقامات پر ایم بی بی ایس ڈاکٹروں کا خدمات دینے سے احتزار سے صحت کی سہولیات کا میسر نہ آنا ایک المیہ ہے۔ اس صورتحال سے عطائی اور غیر مستند حکیم غریب لوگوں کا استحصال کر رہے ہیں اور ان کی زندگیوں سے کھیل رہے ہیں۔ چونکہ مسئلہ کے عملی حل کی ضرورت ہے لہذا اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت ایم بی بی ایس کے دو یا تین سالہ Condensed Course کا اجراء کرے اور کامیاب طلباء کو جونیئر ڈاکٹر یا Associate Doctor خدمات کا نام دیا جائے۔ خواہشمند طلباء کو داخلہ اس شرط پر دیا جائے کہ وہ کم از کم دس سال تک رورل ایریاز میں خدمات سرانجام دینے کا بونڈ دینے کو تیار ہیں۔

5. جناب طاہر اقبال چودھری: اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت صوبہ پنجاب میں پانچ مرلہ سکیم کے تحت مستحقین / غرباء کو بغیر کسی معاوضہ کے رہائشی پلاٹ الاٹ کرے اور گھر بنانے کے لئے آسان شرائط پر بغیر سود کے قرضہ کی سہولت بھی دے۔

191

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تیسواں اجلاس

منگل 13۔ ستمبر 2011

(یوم الثلاثۃ، 14۔ شوال المکرم 1432ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 47 منٹ پر زیر صدارت
جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری غلام رسول نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّ
اجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿٣٥﴾ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ
كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ
فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٣٦﴾

سورۃ إبراهیم35 تا36

اور جب ابراہیم نے دعا کی کہ میرے پروردگار اس شہر کو (لوگوں کے لئے) امن کی جگہ بنا دے اور مجھے اور میری اولاد کو اس بات سے کہ بتوں کی پرستش کرنے لگیں بچائے رکھ (35) اے پروردگار انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے سو جس شخص نے میرا کہا مانا وہ میرا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو تُو بخشنے والا مہربان ہے (36)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

لَمۡ یَاتِ نَظِیرُکَ فِیۡ نَظَر مثلِ تو نہ شُد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے تجھ کو شہِ دو سرا جانا
اَلۡبَحۡرُ عَلَیٰ والۡمَوۡج طغٰا من بے کس و طوفاں ہوش ربا
منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا موری نیّا پار لگا جانا
انا فی عطش و سخاک اتم اے گیسوئے پاک اے ابر کرم
برسن ہارے رم جھم رم جھم دو بوند ادھر بھی گرا جانا
بس خامہ خام نوائے رضا نہ یہ طرز میری نہ یہ رنگ مرا
ارشاد احبا ناطق تھا ناچار اس راہ پڑا جانا

سوالات

(محکمہ جات مال و کالونیز)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ مال اور کالونیز سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: On her behalf سوال نمبر 4031۔ (معزز خاتون ممبر نے محترمہ نگہت ناصر شیخ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

ہربنس پورہ لاہور، سول سروسز اکیڈمی کی اراضی پر قبضہ کی تفصیلات

*4031: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ہربنس پورہ لاہور میں سول سروسز اکیڈمی کی کل کتنی اراضی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس زمین پر ناجائز قابضین نے قبضہ کر رکھا ہے، کیا حکومت اس کو واگزار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ریونیو ریکارڈ کے مطابق بروئے انتقال نمبر 7596 مورخہ 11-06-1990 تبدیل حقوق ملکیت، رقبہ تعدادی 426 کنال کھاتہ نمبر 968، کھتونی نمبران 1700، 1731، 1665، 1658، 1125، 2027، 1836، 1732 واقع موضع ہربنس پورہ سنٹرل گورنمنٹ بحق سول سروسز اکیڈمی پنجاب منظور ہوا لہذا سول سروسز اکیڈمی کی کل اراضی 426 کنال ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ مطابق موقع رقبہ تعدادی 426 کنال میں سے رقبہ تعدادی 173 کنال 2 مرلے پر قدیم آبادی ڈیرہ حکیماں موجود ہے۔ یہ آبادی انتقال مذکورہ بالا منظور ہونے سے پہلے کی ہے تقریباً رقبہ تعدادی 74 کنال پر ناجائز چار دیواری ہائے تعمیر شدہ ہے۔ باقی ماندہ رقبہ 178 کنال 18 مرلے کاشتہ زرعی ہے جس پر مختلف لوگوں کا ناجائز قبضہ ہے۔ رقبہ ہذا کا کیس لاہور ہائیکورٹ لاہور میں زیر سماعت ہے۔ بعد از فیصلہ عدالت محکمہ مال رقبہ مندرجہ بالا کو واگزار کرانے کا ارادہ رکھتا ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! جواب کے جز (ب) میں لکھا گیا ہے کہ کافی زیادہ اراضی پر ناجائز قبضہ کیا گیا ہے جس کا کیس ہائیکورٹ میں چل رہا ہے۔ میں اس وقت یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کورٹ میں کیس کب سے ہے اور اس وقت اس کا status کیا ہے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کی latest position بھی same ہے۔ اس کیس میں 16-10-2006 کے لئے نوٹس جاری ہوا تھا اور ہائیکورٹ کے ڈویژن بنچ نے اس میں status-co دیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: یہ کیس عدالت میں ہے اس لئے ہمیں اس پر مزید بات نہیں کرنی چاہئے۔ اگلا سوال بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔۔۔ محترمہ تشریف نہیں رکھتیں اس لئے یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال شہزادر سول خان صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: On his behalf سوال نمبر 4453۔ (معزز خاتون ممبر نے جناب شہزاد رسول خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

ڈی ڈی او (سی) مظفر گڑھ کے پاس اشتمال کے زیر سماعت مقدمات و دیگر تفصیلات

*4453: جناب شہزادر سول خان: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) موجودہ ڈی ڈی او (سی) مظفر گڑھ اس پوسٹ پر کب سے کام کر رہا ہے؟

(ب) اس کا اس جگہ تعیناتی کے دوران کتنی دفعہ تبادلہ ہوا ہے ہر دفعہ تبادلہ روکنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) آفیسر مذکورہ نے تحصیل علی پور کے اشتمال کے کتنے فیصلے کئے ہیں؟

(د) آفیسر موصوف کے پاس تحصیل علی پور کے اشتمال کے کتنے مقدمات زیر سماعت ہیں؟

(ہ) کیا آفیسر موصوف نے اپنی تعیناتی کے دوران اشتمال کا کوئی موضع clear کیا ہے تو اس موضع کا نام بتائیں؟

(و) آفیسر موصوف تحصیل علی پور میں ایک ماہ کے دوران کتنے visit کرتا ہے؟

وزیر مال و کالونیز (راناثناء اللہ خان):

(الف) ڈی ڈی او (اشتمال) مظفر گڑھ مورخہ 2007-08-01 سے تاحال کام کر رہے ہیں۔

(ب) ڈی ڈی او (اشتمال) مظفر گڑھ کا تبادلہ ایک مرتبہ ہوا تھا جو کہ مقامی منتخب نمائندگان کی درخواست پر منسوخ ہو گیا تھا۔

(ج) ڈی ڈی او (اشتمال) مظفر گڑھ کی عرصہ تعیناتی کے دوران تحصیل علی پور میں کل 79 مقدمات زیر سماعت تھے جن میں سے 22 مقدمات کے فیصلے کئے جا چکے ہیں۔ باقی زیر سماعت ہیں۔

(د) ڈی ڈی او (اشتمال) مظفر گڑھ تحصیل علی پور میں 57 مقدمات زیر سماعت ہیں۔

(ہ) ڈی ڈی او (اشتمال) مظفر گڑھ تحصیل علی پور میں 12 مواضعات زیر اشتمال ہیں جن میں سے زیادہ تر اعلیٰ عدالتوں کے حکم سے نظر ثانی شدہ ہیں جو کہ مختلف مراحل پر ہیں موضع فتح پور جنوبی اور موضع نواں ڈیرہ کے خلاف عدالت عالیہ ہائیکورٹ نے حکم امتناعی جاری کیا ہوا ہے جبکہ موضع لنگرواہ، موضع سلطان پور، موضع مراد پور جنوبی، موضع گھلواں اول / دوم زیر تقسیم ہیں۔ موضع ڈمر والا کنفرم ہو کر مثل حقیت زیر تیاری ہے۔ موضع لنگرواہ، موضع بیٹ دیوان، موضع نواں ڈیرہ، دریائی مواضعات ہیں جن کی وجہ سے تقسیم اشتمال متاثر ہو رہی ہے۔ زیر اشتمال مواضعات کا فیلڈ ورک اور پراگرس عملہ فیلڈ اور آفیسر اشتمال کی قانونی ذمہ داری ہے۔ چونکہ بوجہ کمی عملہ فیلڈ و دیگر وجوہات کام کی رفتار نسبتاً سست ہے۔ آفیسر اشتمال علی پور کی سیٹ اکثر خالی رہی ہے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ موجودہ آفیسر اشتمال کو بھی بحکم BOR پنجاب تبدیل کر دیا گیا تھا اب دوبارہ ٹرانسفر ہو کر آئے ہیں۔ تاہم زیر دستخطی نے افسر اشتمال علی پور و عملہ فیلڈ کو ہدایت کی ہے کہ وہ بمطابق ٹارگٹ کام اشتمال مکمل کریں۔ موضع لنگرواہ اور موضع پھلن مورخہ 2009-12-31 تک کنفرم ہو جائیں گے۔

(و) ڈی ڈی او (اشتمال) مظفر گڑھ پروگرام کے مطابق DDO اشتمال عدالتی و دیگر انتظامی امور پڑتال ریکارڈ اشتمال و میٹنگ ہمراہ فیلڈ اسٹاف مہینے میں تقریباً دو، تین مرتبہ تحصیل علی پور کا دورہ کرتے ہیں۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! وصولی جواب کی تاریخ 18- جنوری 2010 ہے۔ میں محترم منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ مذکورہ بالا ڈی ڈی او کیا ابھی تک ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں؟ جب جواب دیا گیا تھا تو لکھا گیا تھا کہ 79 مقدمات میں سے انہوں نے 22 مقدمات کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اگر وہی ڈی ڈی او (آر) ہیں یا کوئی اور ہیں تو اب تک کتنے مقدمات نبٹائے جا چکے ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! out of 57 جو ہے تو ان فیصلہ شدہ کیسوں کی تعداد 46 ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! 57 ہے یا 79 ہے۔

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اب یہ تعداد 46 ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جز (ب) میں جواب دیا گیا ہے کہ "ڈی ڈی او (اشتمال) مظفر گڑھ کا تبادلہ ایک مرتبہ ہوا جو کہ مقامی منتخب نمائندوں کی درخواست پر منسوخ کیا گیا" تو میں وزیر موصوف سے پوچھوں گا کہ یہ تبادلہ کب ہوا تھا اور کون سے عوامی نمائندے اس تبادلے میں شامل تھے؟

جناب سپیکر: پھر پردہ نشینوں کے نام سامنے آئیں گے۔

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ناصر محمود خان صاحب وہاں پر ڈی ڈی او کلکٹر (اشتمال) مظفر گڑھ جو کہ 07-08-01 سے وہاں پر کام کر رہے ہیں۔ عوامی شکایات کے پیش نظر ان کا تبادلہ ہوا تھا۔ اس کے بعد مقامی عوامی نمائندوں کی مداخلت سے تبادلہ کینسل ہوا۔ 10-04-24 کو اس کا دوبارہ تبادلہ کیا گیا جس کے خلاف موصوف عدالت عالیہ میں چلے گئے جہاں رٹ نمبری 3882/2010 کے تحت انہوں نے حکم امتناعی حاصل کیا ہوا ہے جس کی بنیاد پر وہاں till today موجود ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا ہے، تشریف نہیں رکھتیں dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ نسیم لودھی صاحبہ کا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: on her behalf Question No. 6073 اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے محترمہ نسیم لودھی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔فوج کے زیر استعمال رقبہ سے متعلقہ تفصیل

*6073: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بھنگالی لاہور میں 13000 ایکڑ رقبہ فوج کے زیر استعمال ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس رقبے کو فوج فصل کاشت کرنے کے ساتھ ساتھ مختلف فارمز کے طور پر استعمال کرتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور میں 2345 ایکڑ رقبے پر فوج نے اپنا ملٹری فارم بنایا ہوا ہے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) موضع رکھ بھنگالی میں رقبہ تعدادی 22173 کنال 15 مرلے ملٹری ڈیری فارم کے زیر استعمال ہے۔

(ب) ہاں! یہ درست ہے کہ اس رقبہ کو ملٹری ڈیری فارم ڈیپارٹمنٹ رقبہ خود کاشت کرتی ہے اور کچھ رقبہ مختلف مزارعان کو برائے کاشت دیا ہوا ہے۔

(ج) درست ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ فوج کے زیر استعمال رقبہ جسے وہ کاشت کرتی ہے تو کیا محکمہ مال و کالونیز کا رقبہ ہے، اسے کن شرائط پر فوج کو دیا گیا ہے اور کیا اس طرح رقبہ کسی ڈیپارٹمنٹ کو کاشت کرنے کے لئے دیا جا سکتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): یہ ریونیو ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب کا ملکیتی رقبہ ہے اور یہ بالکل nominal سی قیمت پر مختلف اداروں کو دیا جاتا ہے جن میں آرمی بھی ملکی دفاع کے حوالے سے ایک ادارہ ہے۔ یہ تو صرف لاہور کا ذکر ہے اس کے علاوہ بھی انہیں مختلف purposes جن میں defence purpose بھی ہے اور ڈیری فارمنگ بھی یہاں پر قائم کیا ہوا ہے تو اس مقصد کے لئے بھی موضع رکھ بھنگالی میں رقبہ تعداد 22173 کنال 15 مرلے ملٹری ڈیری فارم کے زیر استعمال ہے اور اسی طرح سے اوکاڑہ میں بھی کافی بڑا رقبہ انہیں دیا جاتا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہاں لکھا گیا ہے کہ کچھ رقبہ مختلف- +مزارعین کو بھی دیا گیا ہے یعنی پرائیویٹ لوگوں کو دیا گیا ہے تو کیا پرائیویٹ لوگوں کو دینے والے رقبے کے rates زیادہ ہوتے ہیں اور سرکاری تنظیموں کو دیئے جانے والے رقبے کے rates کم ہوتے ہیں تو کیا اس میں کوئی فرق ہے یا ایک ہی طریق کار کے مطابق سب کو دیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو رقبہ کسی ادارے یا مزارع کے پاس گزشتہ 30 سال سے ہے تو یقیناً اُس کا rate وہ تو نہیں ہو گا جو آج سے دو سال پہلے کا ہے۔ مختلف مزارعین اور مختلف اداروں کے لئے مختلف اوقات میں مختلف rate ہوتا ہے لیکن یہ بالکل nominal ہوتا ہے لیکن یہ رقبہ حکومت پنجاب کی ملکیت ہی رہتا ہے اور یہ صرف ایک لیز کی شکل ہوتی ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا لیز لینڈ کو sublet کرنے کی اجازت ہے؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں تو نہیں ہے کیوں جی، رانا صاحب!

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں دوبارہ عرض کروں گا کہ لیز کی شرائط پر منحصر ہے۔ لیز document جو sign ہوتا ہے اگر اس میں ہی یہ اختیار لیز لینے والے کو دے دیا جائے تو then he can sublet

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! اس میں انہوں نے لکھا ہوا ہے کہ انہوں نے sublet کیا ہوا ہے تو کیا اس particular case میں انہیں اس کی اجازت ہے اور کیا انہوں نے شرائط کے مطابق ایسا کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یقیناً انہوں نے شرائط کے مطابق ہی sublet کیا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 6393 ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔پٹواریوں کے ذاتی سٹاف اور فیس کی زائد وصولی کا مسئلہ

*6393: **محترمہ سیمل کامران:** کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ مال کے پٹواری فرد انتقال وراثت وغیرہ کی فیس مقرر کردہ فیس سے زائد وصول کرتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تمام پٹواری اپنے دفاتر سے اکثر غائب رہتے ہیں اور انہوں نے اپنے طور پر پرائیویٹ کلرک رکھ کر سرکاری ریکارڈ ان کے سپرد کر رکھا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ تمام پٹواریوں نے خالی فرد اور پر فارموں پر دستخط کر کے مذکورہ ملازموں کے حوالے کئے ہوئے ہیں جو من مرضی کی فیس وصول کر کے انہیں مکمل کر کے سائلین کو دیتے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ فرد پر صرف پٹواری کے دستخط ہونا لازمی ہیں؟

(ہ) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا لاہور کے پٹواریوں کے ذاتی ملازم رکھنے سرکاری ریکارڈ ان کے قبضے میں دینا اور منہ مانگی فیس وصول کرنے والوں کے خلاف حکومت کسی قسم کی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست نہیں۔بورڈ آف ریونیو کی جانب سے مقرر شدہ فیس کے مطابق داخل خزانہ سرکار کرائی جاتی ہے۔

(ب) یہ درست نہیں۔ البتہ بعض اوقات مقدمات کے سلسلے میں پٹواری عدالتی اوقات میں عدالتوں میں ہوتے ہیں اس کے بعد پٹوار خانے جاتے ہیں۔جہاں تک کلرک کا تعلق ہے قانون اس کی اجازت نہیں دیتا۔

(ج) یہ درست نہیں۔قانون کے مطابق پٹواری فرد اپنی تحریر سے جاری کرتا ہے پر فارمے کا اس سے کوئی تعلق نہ ہے۔

(د) فرد پر لینڈ ریکارڈ مینوئل کے تحت پٹواری دستخط ثبت کرتا ہے، اب موجودہ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے مقامی افسران نے گرداور اور تحصیلدار کو بھی دستخط کرنے کی ہدایت فرمارکھی ہے۔

(ہ) جہاں تک لاہور کے پٹواریوں کے ذاتی ملازم رکھنے، سرکاری ریکارڈ قبضے میں دینے اور منہ مانگی فیس وصول کرنے کا تعلق ہے اس کی وضاحت بالترتیب جز(ب،ج) میں کر دی گئی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!میں معزز وزیر موصوف سے ایک درخواست کرنا چاہوں گی کہ اس سوال کے جز(الف)اوراس کے جواب کی بھی پہلی سطر پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر مال و کالونیز(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!"یہ درست نہیں، بورڈ آف ریونیو کی جانب سے مقرر شدہ فیس کے مطابق داخل خزانہ سرکار کرائی جاتی ہے"۔ محترمہ اس سوال کے ذریعے سے جو بات کرنا چاہتی ہیں یا ریکارڈ پر لانا چاہتی ہیں تو ان کا سوال یہ ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ محکمہ مال کے پٹواری فرد انتقال وراثت وغیرہ کی فیس مقرر کردہ فیس سے زائد وصول کرتے ہیں"؟اس میں تو کوئی دوسری رائے نہیں ہے کہ پٹواری کلچر کیا ہے اور تھانہ کلچر کیا ہے اور یقیناً میں سمجھتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: قانون کے مطابق یہی ہے۔

وزیر مال و کالونیز(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!جی، ہم میں سے یہاں پر بیٹھے ہوئے تمام معزز ممبرز پٹواریوں کے حالات سے بھی بخوبی آگاہ ہیں کہ وہ کیا وصول کرتے ہیں اور کیا آگے جمع کراتے ہیں اور تھانہ کلچر سے بھی بخوبی آگاہ ہیں۔ میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ اس کا ایک ہی حل ہے کہ اس ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کر دیا جائے لیکن اس حوالے سے کافی مشکلات اور complications ہیں جن پر کام ہو رہا ہے اور اگر آنے والے دو تین سالوں تک بھی یہ معاملہ حل ہو جائے تو تب ہی جا کر پٹوار کلچر سے جان چھوٹ سکتی ہے ورنہ ٹھیک ہے انہوں نے کہا ہے کہ کیا وہ زائد فیس وصول کرتے ہیں تو محکمہ کی طرف سے دیا گیا جواب بھی آپ دیکھ لیں کہ وہ بڑا ٹیکنیکل ہے کہ "مقرر شدہ فیس کے مطابق داخل خزانہ سرکار

کرائی جاتی ہے۔"پٹواری سے متعلق محکمہ نے بھی لکھ کر نہیں بھیجا کہ وہ مقرر کردہ فیس لیتا ہے یا اس سے زائد لیتا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں بڑی مشکور ہوں لاء منسٹر صاحب کی کہ انہوں نے ایک سچا اور کھرا جواب دیا لیکن میرا سوال تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ محکمہ مال کے پٹواری زائد فیس وصول کرتے ہیں"تو محکمہ نے بہت categorically لکھا ہے کہ "یہ درست نہیں ہے"۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ وہ چیز ہے جسے آپ، میں اور اس ایوان میں بیٹھے ہوئے تمام لوگ جن کا زمیندارہ سے تعلق ہے، ہم سے بہتر اس چیز کو کوئی نہیں جانتا کہ اکثر لوگوں کو ایک فرد لینے کے لئے اپنے جانور بیچنے پڑتے ہیں اور جب معزز وزیر اعلیٰ صاحب I am not talking about میاں محمد شہباز شریف particular کوئی بھی وزیر اعلیٰ صاحب تشریف لے کر جاتے ہیں یا وزیر اعظم صاحب تشریف لے کر جاتے ہیں تو ڈی سی او صاحب کن لوگوں کو احکامات جاری کرتے ہیں؟ وہ سارے خرچے کون برداشت کرتا ہے پھر الیکشن کے وقت سیاسی جماعتوں کے جلسے ہوتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: یہ بالکل غلط ہے۔

محترمہ سیمل کامران: وہ سارے خرچے ایک پانچویں سکیل کا ملازم برداشت کرتا ہے۔یہاں پر محکمہ نے جو جواب دیا ہے وہ سراسر غلط ہے اور یہ آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی جانتی ہوں لیکن میری یہ humble سی submission ہے کہ کب تک یہ محکمے اس ایوان کے ساتھ اور اس ایوان کے لوگوں کے ساتھ اسی طرح ٹیکنیکل words کے ذریعے کھیلتے رہیں گے۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے بتا دیا ہے کہ ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ ہو رہا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! انہوں نے ایک صحیح جواب دے دیا لیکن ڈیپارٹمنٹ نے جو لکھا ہے کہ یہ درست نہیں ہے۔ اس پر ڈیپارٹمنٹ کے خلاف کیا کارروائی ہو گی اس بارے میں categorically مجھے بتا دیں؟

جناب سپیکر: کوئی particular case آئے گا تو وہ اس پر action کریں گے۔ جی، رانا صاحب! ان کو ذرا بتا دیں اور ان کو satisfy کریں۔

وزیر مال و کالونیز(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے یہ بات کی ہے کہ جب کوئی سرکاری کام ہوتا ہے تو اوپر سے پٹواریوں کو کہا جاتا ہے کہ آپ اس ڈیوٹی کو بجالائیں۔ اسے آپ ایک بہانہ سمجھ لیں یا

excuse سمجھ لیں جو پٹواری صاحبان پیش کرتے ہیں کہ ہم کیا کریں؟ ہمیں اوپر سے کہا جاتا ہے۔ ہم نے فلاں انتظام بھی کرنا ہوتا ہے، فلاں انتظام بھی کرنا ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ کسی کے visit کو manage کرنے میں اتنا خرچ نہیں ہوتا اور اس کے لئے گورنمنٹ کے علیحدہ فنڈز بھی ہوتے ہیں۔ یہ پٹواری صاحبان کی طرف سے صرف lame excuse ہے جبکہ صورتحال یہ ہے کہ پٹواری صاحبان لاہور میں ایک ایک فرد کے۔۔۔

جناب سپیکر: ان کو صرف پٹواری کہہ دیں، صاحبان چھوڑ دیں۔ مہربانی کریں، وہ صاحبان نہیں ہیں۔

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان کا اپنا ایک تقدس ہے۔ ہو سکتا ہے کہ پٹواریوں میں کچھ اچھے بھی ہوں۔ ہم A to Z کسی کو condemn نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: اللہ کرے اچھے ہوں۔

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو اربن سنٹرز ہیں اور یہ آپ کے علم میں بھی ہے کہ وہاں پر ایک ایک فرد کے دس دس لاکھ روپے لئے جاتے ہیں۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ ایک آدمی بیٹھا رشوت لے رہا ہے تو رشوت دینے والا بھی تو اپنا کوئی نہ کوئی معاملہ چھپانے یا بڑھانے کے لئے اتنی بڑی رقم دے رہا ہے۔ اس کا ایک ہی حل ہے کہ یہ discretion ختم ہو جائے۔ پٹواری کے پاس یہ اختیار رہے کہ وہ کسی کی زمین کو بڑھا سکے یا کم کر سکے اور نہ کسی اور کے پاس یہ اختیار رہے کہ وہ پٹواری کو راضی کر کے اپنے اثاثوں میں اضافہ کر سکے۔ اس کا حل یہی ہے کہ یہ ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کیا جائے۔ اس کے لئے ورلڈ بنک کے تعاون سے گورنمنٹ بڑی تیزی سے کام کر رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں لاء منسٹر کے جواب سے مطمئن ہوں کیونکہ انہوں نے وہی بات کی ہے جو زمینی حقائق کے مطابق ہے لیکن محکمے کی جانب سے جو سارے issue کو بالکل deny کیا گیا ہے اس بارے میں، میں نے پوچھا تھا کہ غلط جواب آنے پر ان کے خلاف کیا ہو گا؟

جناب سپیکر: اس کے خلاف ایسے نہیں ہوتا، بس چھوڑیں۔ جی، میاں نصیر احمد!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: اب میں نے اگلے سوال کے لئے پکار دیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرا ایک ٹیکنیکل سا سوال ہے اس سے ماحول میں کوئی بدمزگی پیدا نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر: چلیں، پھر ہم اس کو سوال کے طور پر نہیں لیتے اس کو پوائنٹ آف آرڈر شمار کر لیتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری لاء منسٹر سے گزارش یہ تھی کہ انہوں نے جو کمپیوٹرائزڈ سسٹم کی بات کی ہے یہ issue پچھلے دور حکومت میں بھی چار پانچ سال تک چلتا رہا۔ اس حکومت کو بھی چار سال ہو گئے ہیں۔ یہ اتنا مشکل پراجیکٹ نہیں ہے کہ اس کے software development کے لئے دس سال لگ جائیں۔ اس میں حکومت کا IT ڈیپارٹمنٹ کام کر رہا ہے یا اس کو آگے sub contract کیا ہوا ہے؟ یہ دس سال کا منصوبہ بالکل نہیں ہے۔ یہ بہت ضروری ہے اس لئے یہ بتا دیں کہ اب تک یہ کہاں تک پہنچے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے پاس یہ پیپر ہے جس میں اس پراجیکٹ کی تفصیلات اور complications کا ذکر ہے۔ یہ پیپر میں جناب محسن لغاری صاحب کو دے دیتا ہوں وہ اس کو پڑھ لیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ لغاری صاحب سے ذرا مشورہ بھی کر لیں وہ بڑے expert ہیں۔

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے اسی لئے کہا ہے کہ میں ان کی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال میاں نصیر احمد کا ہے۔ کیا وہ تشریف رکھتے ہیں۔۔۔؟ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال سردار خالد سلیم بھٹی کا ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 6504 ہے۔ اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

تحصیل بورے والا محکمہ مال کے ملازمین سے متعلقہ تفصیلات

*6504: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل بورے والا (وہاڑی) میں محکمہ مال کے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ب) کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی کب سے خالی ہیں؟

(ج) اس تحصیل میں کتنے پٹوار حلقہ جات ہیں، پٹوار حلقہ جات کے آفس کہاں کہاں ہیں؟

(د) اس تحصیل میں کتنے پٹواری کام کر رہے ہیں؟

(ہ) پٹواریوں کی کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

(و) کن کن پٹواریوں کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ انکوائریاں چل رہی ہیں؟

(ز) کن کن پٹواریوں کے پاس ایک سے زائد حلقہ جات کا چارج ہے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) تحصیل بورے والا میں جتنے ملازمین کام کر رہے ہیں:- 127

تحصیلدار (1)، نائب تحصیلدار (4)، قانونگو (9)، پٹواریان (76)

اسسٹنٹ (1)، سینئر کلرک (3)، جونیئر کلرک (10)، نائب قاصد (18)، ڈرائیور (2)، مالی (3)

(ب)

نام عہدہ	گریڈ	خالی اسامیاں	عرصہ
نائب تحصیلدار	14	2	3سال
سٹینو گرافر	12	1	4ماہ
پٹواریان	9	12	8سال
نائب قاصد	1	9	5سال
مالی	1	3	5سال

(ج) کل پٹوار سرکل تحصیل ہذا 88 ہیں پٹوار سرکل کے آفس اپنے اپنے سرکل میں ہیں۔

(د) اس تحصیل میں کل تعدادی 76 پٹواری کام کر رہے ہیں۔

(ہ) پٹواریوں کی 12 اسامیاں خالی ہیں۔

(و) اس وقت تحصیل ہذا کے پٹواریوں کے خلاف کوئی انکوائری زیر سماعت نہ ہے۔

(ز) جن پٹواریان کے پاس ایک سے زائد حلقہ جات ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام پٹواری	نام پٹوار سرکل
1	لیاقت علی پٹواری	357/EB
2	عابد حسین پٹواری	223/EB
3	شوکت علی پٹواری	445/EB
4	عبدالخالق پٹواری	193/EB
5	رحمت علی پٹواری	152/EB

6	ریاست علی پٹواری	451/EB
7	انور محمود پٹواری	291/EB
8	ظفر اقبال پٹواری	287/EB
9	محمد اسماعیل پٹواری	102/EB
10	لیاقت علی پٹواری	311/EB
11	عزیز الرحمن پٹواری	485/EB
12	محمد انور زلفی پٹواری	گھرانہ

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! انہوں نے جز (ج) میں جواب دیا ہے کہ کل پٹوار سرکل تحصیل ہذا 88 ہیں پٹوار سرکل کے آفس اپنے اپنے سرکل میں ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس وقت کتنے پٹوار سرکل آفس پر ناجائز قبضہ ہو چکا ہے؟

جناب سپیکر: جی، بتائیں کہ 88 پٹوار سرکل میں سے کتنے پر ناجائز قبضہ ہو چکا ہے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم سردار خالد سلیم صاحب نے جو سوال کیا ہے اس سوال میں جز (الف) سے (ز) تک کسی پٹوار سرکل پر ناجائز قبضے سے متعلق تو کوئی بات نہیں پوچھی گئی۔ جو جواب میرے پاس ہے اس کے مطابق کسی پٹوار سرکل پر ناجائز قبضے کی اطلاع نہیں ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میری معلومات کے مطابق اس وقت آدھے سے زیادہ پٹوار سرکل آفس پر ناجائز قابضین قبضہ کئے ہوئے ہیں۔ محکمہ مال نے آدھے سے زیادہ یا تو اپنے نام پر الاٹ کروالئے ہیں یا اپنے رشتہ داروں کے نام پر الاٹ کروالئے ہیں۔ انہوں نے تو یہاں تعداد لکھی ہے کہ 76 پٹواری کام کر رہے ہیں جبکہ اصل میں وہاں پر 85 پٹواری تنخواہیں لے رہے ہیں اور تمام کے تمام پٹواری بورے والا شہر میں مختلف محلوں میں اپنے اپنے دفتر بنائے ہوئے ہیں۔ کسی پٹواری کا کسی پٹوار سرکل آفس پر کوئی لینا دینا ہے اور نہ ہی وہ وہاں پر بیٹھتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سردار صاحب نے جو بات کی ہے یقیناً اُن کا حلقہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کی بات کو ہمیں prima facie رد کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ سیکرٹری بورڈ آف ریونیو یہاں آفیسرز گیلری میں موجود ہیں اور انہوں نے بھی سردار صاحب کی بات سن لی ہے۔ میں سیکرٹری صاحب کو specifically کہوں گا کہ وہ within a week اس سارے معاملے کی

انکوائری کر کے رپورٹ پیش کریں اور اس رپورٹ کی کاپی میں سردار صاحب کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال بھی سردار صاحب آپ کا ہی ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! اگلا سوال نمبر 6505 ہے۔ اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

تحصیل بورے والا- محکمہ مال کی اراضی سے متعلقہ تفصیلات

*6505: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل بورے والا میں محکمہ مال کی کتنی اراضی کس کس موضع میں ہے؟

(ب) کتنی غیر آباد اور کتنی اراضی آباد ہے؟

(ج) کتنی اراضی ٹھیکہ/پٹا/لیز پر دی گئی ہے اس سے سالانہ کتنی آمدن ہوتی ہے؟

(د) کتنی اراضی پر کن کن لوگوں نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے؟

(ہ) یہ قبضہ کب سے ہے اور اس کے خلاف محکمہ نے کیا کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

(و) اس اراضی کو کب تک واگزار کروایا جائے گا؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) کل اراضی 1363A-03K-06M ہے تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(ب) کل آباد اراضی 1310A-03K-19M جبکہ 52A-07k-07M غیر آباد اراضی ہے-

(ج) کل اراضی 983A-06K-13M لیز پر دی گئی ہے جس کی سالانہ آمدن مبلغ -/1,99,96,830 روپے متوقع ہے- فہرست تفصیل جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(د) 375A-04K-06M رقبہ زیر قبضہ ہے- تفصیل جھنڈی (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(ہ) محکمہ ان کے خلاف بھرپور اقدامات کر رہا ہے-

(و) جلد یہ اراضی سرکار واگزار کرالی جائیگی-

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! جواب کے جز (د) میں محکمے نے لکھا ہے کہ 375A-04K-06M رقبہ پر ناجائز قبضہ ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے اس رقبہ کو واگزار کرانے کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں اس کی تفصیل بتادیں اور جن ناجائز قابضین کو تاوان یا penalty ڈالی گئی ہے اس کی کتنی رقم وصول کر کے خزانہ میں جمع کرائی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سوال کے جز (د) میں جو جواب دیا گیا ہے اور اس کی جو present position ہے کہ 375A-04K-06M جگہ اس وقت ناجائز قبضے میں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس پر سے قبضہ ابھی ختم نہیں کرایا جا سکا۔ اس پر بڑے بھرپور طریقے سے کام کیا گیا ہے اور پورے پنجاب میں تقریباً 45 ہزار 196 ایکڑ سرکاری اراضی جس کی مالیت 49۔ ارب روپے بنتی ہے وہ واگزار کروائی گئی ہے اور اسے مفاد عامہ کے منصوبوں یا open auction میں ڈال دیا گیا ہے۔ جب process مکمل ہو گا تو اس کے مطابق جگہ نیلام ہو جائے گی اور یہ رقم قومی خزانے میں جمع ہو جائے گی۔ اس جگہ پر جو لوگ ناجائز قابض ہیں ان سے متعلق تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اب اس پر گورنمنٹ نے ایک پالیسی جاری کی ہے کہ جو لوگ ناجائز قابض ہیں اگر وہ اس کے مطابق اپنے آپ کو regularize کر لیں تو انہیں یہ جگہ پانچ سال اور دو سال کے لئے دوبارہ دی جا سکتی ہے۔ پورے پنجاب میں پانچ سالہ لیز کی مد میں تقریباً 23 کروڑ اور دو سالہ لیز کی مد میں 22 کروڑ روپے recover کئے گئے ہیں۔ صرف بورے والا تحصیل کی آمدن 84 لاکھ 48 ہزار 375 روپے ہے۔ اس کام پر گورنمنٹ پوری توجہ دے رہی ہے اور انشاء اللہ with the passage of time یا تو سارے لوگ اپنے آپ کو اس ambit میں لے آئیں گے اور regularize کروا لیں گے یا پھر یہ زمین واگزار کروا لی جائے گی۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! جتنی رقم انہوں نے بتائی ہے یہ تو دوبارہ ڈی ڈی او (آر) نے موقع پر جا کر auction کی ہے۔ یہ وہ رقم بتائی ہے جو 375 ایکڑ کے بارے میں، میں نے mention کی جس پر ناجائز قبضہ ہے اس میں سے کتنی رقم وصول کی ہے، کتنا تاوان ڈالا گیا ہے اور کتنی رقم جمع کروائی ہے تو اس کی مجھے ذرا علیحدہ تفصیل بتائی جائے؟

جناب سپیکر: انہوں نے 84 لاکھ 48 ہزار روپے بتا تو دیا ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! وہ 375 ایکڑ کے متعلقہ ہے یا باقی جو زمینیں auction کی گئی ہیں اس کا ہے؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یقیناً جس رقبہ کے متعلق جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ اس پر ناجائز قبضہ ہے تو اگر اس میں فیس جمع کروا دیں تو پھر وہ ناجائز قبضہ نہ رہا۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میرا دوسرا سوال جز (و) سے ہے کہ کیا منسٹر صاحب مجھے یہ بتا سکتے ہیں کہ واگزار کرانے کے لئے وہ کوئی specific time دے سکتے ہیں کہ کتنے عرصہ میں یہ 375 ایکڑ زمین پر قبضہ ختم کروالیا جائے گا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں، میں معزز ممبر کو یقین دلاتا ہوں کہ کوشش کی جائے گی کہ within next three month میں ہو جائے چونکہ بورے والا میں 375 ایکڑ اراضی کافی بڑا رقبہ ہے اس پر progress کی جائے اور اس کا قبضہ واگزار کروایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 6541 ہے اور اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سودی کاروبار کرنے سے متعلقہ تفصیلات

*6541: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت سودی کاروبار کرنے والے لوگوں کو لائسنس جاری کرتی ہے اگر ایسا ہے تو یہ لائسنس جاری کرنے کا اختیار کس کے پاس ہے، کس قانون کے تحت یہ لائسنس جاری کئے گئے ہیں اور کن شرائط پر؟

(ب) اس سلسلہ میں لاہور میں کتنے لوگوں کو لائسنس جاری کئے گئے ہیں ان کی تفصیل کیا ہے نیز ان میں پٹھانوں کی تعداد کیا ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ لائسنسوں کو منسوخ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) سودی کاروبار کی ممانعت کا ایکٹ 2007 مورخہ 12۔ جون 2007 کو پنجاب اسمبلی نے پاس کیا تھا مابعد 28۔ جون 2007 کو گورنر پنجاب نے بطور قانون توثیق کی۔ دفعہ 3 ایکٹ 2007 میں تحریر ہے کہ صوبہ پنجاب میں کوئی بھی شخص انفرادی یا اجتماعی طور پر اپنے آپ کو سودی کاروبار میں ملوث نہ کرے گا۔ زیر بحث ایکٹ کی موجودگی میں کسی بھی شخص کو لائسنس جاری نہ کیا جا رہا ہے۔ ایکٹ 2007 جھنڈی (الف) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) جز (الف) میں ملاحظہ ہو۔

(ج) جز (الف) میں ملاحظہ ہو۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا اس میں ضمنی سوال ہے کہ یہاں پر انہوں نے جز (الف) میں کہا ہے کہ اس کی اجازت نہیں دی جا رہی تو میں نے صرف یہ پوچھنا تھا کہ کیا قانون پاس ہونے کے بعد سود کا کاروبار رک چکا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں، میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ سود پر پیسے دینے کا جو کاروبار ہے اس کی نوعیت change ہو گئی ہے۔ جب یہ ایکٹ 2007 پاس ہوا تھا یعنی پہلے یہ تھا کہ لوگوں کے پاس لائسنس بھی تھے، کچھ لوگ لائسنس کے بغیر ہی سر عام یہ کاروبار کرتے تھے اور انہیں کوئی پوچھنے اور روکنے والا نہیں تھا۔ اب اس کے بعد یہ ہوا کہ جب قانونی طور پر لائسنس نہیں رہا یا کسی کو اجازت نہیں دی جا رہی تو اب ان سود خوروں نے ایک نیا طریقہ ایجاد کر لیا ہے کہ جس کسی کو پیسے دینے ہوتے ہیں اس کی پراپرٹی کا اقرار نامہ لکھوا لیتے ہیں یعنی اس کا مکان اگر دس لاکھ روپے کا ہے اور اس کو یہ دو لاکھ روپیہ دے رہے ہیں تو یہ اس کا مکان 8 لاکھ میں ہو گا تو اس کو 2 لاکھ روپے بیعانہ دے کر اس کا اقرار نامہ تحریر کروا لیں گے یا پھر چیک لے لیں گے اس طرح سے استحصال ہو رہا ہے لیکن اس کی

لوگوں میں awareness پیدا کی جائے تاکہ اس قسم کے جال میں پھنسیں اور نہ ہی اس طرح سے ان لوگوں کا کاروبار چلے لیکن کسی کو لائسنس جاری کیا گیا ہے اور نہ ہی اس کو کوئی کاروبار کے طور پر اپنا سکتا ہے اور کر سکتا ہے۔

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ صاحبہ!

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! یہ ایکٹ 2007 میں پاس ہوا، اس میں 1960 کا Ordinance repeal کیا تھا اور Revenue Department نے on the record مانا تھا کہ ایک لائسنس بھی issue نہیں ہوا تو 1960 onward جتنے بھی سود کے کاروبار کرنے والے ہیں ان کو ایک بھی لائسنس جاری نہیں ہوا لیکن یہ کاروبار 2007 تک ہوتا رہا۔ آپ نے جو اس ایکٹ کے تحت اس سود خوری کے خلاف کمیٹی بنائی تھی۔ ہم نے پچھلے دو مہینے میں پندرہ ایف آئی آر درج کرائیں۔ لاء منسٹر صاحب آپ کی توجہ چاہوں گی۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! ان کی بات سنیں۔

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! ہم نے ان victims کے خلاف ایک ثبوت کے ساتھ وہ ایف آئی آر درج کروائی ہوئی تھیں اور آئی جی صاحب نے بہت مدد کی لیکن جو اصل مسئلہ ہے وہ یہ ہے کہ ہم گرفتاری نہیں کر پاتے، even جہاں پر ثبوت مہیا کر دیئے گئے ہیں، جہاں پر victims نے وہ contracts بھی دکھا دیئے کہ یہ 10 لاکھ پر اڑھائی لاکھ روپے سود دینے کے باوجود ان کی جان نہیں چھوٹی وہ لسٹ بھی کمیٹی کے پاس ہے وہ جو تمام بڑے لاہور کے money lenders ہیں وہ اتنا بڑا مافیا ہے کہ میں آپ اور لاء منسٹر صاحب سے مدد مانگتی ہوں کہ کیا ثبوت اور ایف آئی آر درج کرانے کے باوجود ہم ان money lenders اور اس مافیا پر ہاتھ نہیں ڈال سکتے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! I must acknowledge کہ یہ Bill جو اس معزز ایوان سے 2007 میں پاس ہوا تھا۔ اس میں محترمہ حمیرا اویس شاہد صاحبہ اور محترم محسن خان لغاری صاحب کی بڑی effort تھی وہ اسے Private Members Bill کے طور پر لائے تھے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اب اس کے بعد میرا خیال ہے کہ کوئی چھ ماہ پہلے اجلاس میں انہوں نے یہ معاملہ اٹھایا تھا کہ اس طرح سے اس کی violation ہو رہی ہے اس میں مجھے یاد پڑتا ہے کہ شاید آپ نے ایک کمیٹی بنائی تھی اور اس کمیٹی کے ذمہ لگایا تھا کہ اس میں ایک awareness campaign بھی چلائی جائے۔ دوسرا یہ کہ اس قسم کے جو prominent cases ہیں ان کو پکڑ کر ان میں سے لوگوں کو سزا دلائی جائے تاکہ دوسروں کو اس بارے کچھ احساس ہو یا خوف ہو۔اس کمیٹی کے بارے میں میرے علم میں نہیں ہے کہ اس میں کوئی دوبارہ پیشرفت نہیں ہوئی تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کمیٹی کو activate کیا جائے۔ معزز ایوان کی کمیٹی اس بات کو ensure کرے کہ اس معاملے میں لوگوں کو aware بھی کیا جائے اور جو prominent cases ہیں ان میں لوگوں کو سزا ملے تاکہ اس قانون کا خوف ایسے لوگوں کے دلوں میں جائے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!۔۔۔

محترمہ ساجدہ میر:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ !ذرا ایک منٹ،رانا صاحب!اصل بات یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ کیس بھی رجسٹرڈ ہوتے ہیں اور اس کے بعد پھر کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آتی۔

وزیر مال وکالونیز(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میں نے بھی وہی کہا ہے کہ وہ کمیٹی جو اس معزز ایوان کی بنائی گئی تھی اگر وہ ان معاملات کو monitor کرے اور گورنمنٹ کی اس سلسلے میں مدد کرے کہ جو cases ہیں ان میں اگر کوئی گرفتاری نہیں ہو رہی تو اس چیز کو expedite کرایا جائے لیکن میرا خیال ہے کہ یہ کمیٹی بنی تھی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!اس کمیٹی کا حصہ میں بھی ہوں۔

وزیر مال وکالونیز(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میرا خیال ہے اس میں رپورٹ پیش نہیں ہوئی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات :جناب سپیکر!اس کمیٹی نے ہی پرچے کٹوائے ہیں ،کمیٹی ہی یہ سب کچھ کروا رہی ہے لیکن ہم گرفتاری نہیں کروا سکے جیسا کہ حمیرا اویس شاہد صاحبہ نے ابھی کہا ہے۔قصور میں بھی ابھی ایک واقعہ ہوا ہے اور میں نے ایف آئی آر حمیرا اویس شاہد کے ساتھ مل کر کٹوائی ہے۔

جناب سپیکر:جی،ایسے بے شمار واقعات ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! جی، بالکل لیکن گرفتاری نہیں ہو رہی۔ آپ Custodian of the House ہیں آپ اس پر کوئی ruling دیجئے۔

جناب سپیکر: آپ نے جو FIRs درج کرائی ہیں ان کی کاپی مجھے بھی دیں تو میں پھر اس کا کوئی سد باب کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ اس میں awareness پیدا کی جائے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ وہ لوگ جو سود کا کاروبار کرتے ہیں، وہ لوگ جو پیسے لیتے ہیں اور دیتے ہیں اور پولیس بھی ان کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ آیا کہ لاء منسٹر صاحب! ایک قانون بن چکا ہے پولیس کے پاس کون سا ایسا اختیار ہے کہ ایک دو کو ہتھکڑی لگے۔ لاہور میں ایسے لوگ ہیں، آپ سبزی منڈی اور اکبری منڈی جا کر دیکھیں کہ کئی لوگ اپنے گھروں اور دکانوں سے فارغ ہو چکے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اگر آپ لاہور کا بھی اندازہ لگا لیں تو آپ کے سامنے ہزاروں کیس آ جائیں گے لیکن لاء منسٹر صاحب نے پولیس کے لئے کیا طریقہ اختیار کیا ہے کہ ان کو awareness کیسے دی جائے؟

جناب سپیکر: جی، وہ پابند ہیں پولیس پہلے ہی ایسے کیسوں میں notice لینے کی پابند ہے۔ جی، اگلا سوال چودھری ظہیر الدین خان صاحب کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ایسی بہت ساری کمپنیاں بھی ہیں جو لوگوں کو service charges کے نام پر پیسے دیتی ہیں اور ان سے سود وصول کرتی ہیں ان میں کشف، اخوت اور ایسے بہت سارے نام ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ اس کو writing میں لائیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! kindly Committee اس پر بھی غور کرے۔

جناب سپیکر: جی، کمیٹی اس پر بھی غور کرے گی۔ جی، چودھری ظہیر الدین صاحب۔۔۔ نہیں ہیں۔ ان کا سوال نمبر 6547 dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال رانا آصف محمود صاحب کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: سوال نمبر On his behalf Question No. 6725 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز خاتون ممبر نے رانا آصف محمود کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع سیالکوٹ، محکمہ کی اراضی و دیگر تفصیلات

*6725: رانا آصف محمود: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں محکمہ کی کتنی اراضی کس کس جگہ ہے؟

(ب) کتنی اراضی پٹا / لیز / ٹھیکہ پر دی گئی ہے، کتنی خالی پڑی ہے؟

(ج) اس اراضی سے حکومت کو سالانہ کتنی آمدن ہوئی ہے؟

(د) کتنی اراضی پر لوگوں نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے ان کے نام اور زیر قبضہ اراضی کی تفصیل بتائیں؟

(ہ) ان سے اراضی واگزار کروانے کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں کل 12696A-0K-19M مختلف محکمہ جات کی اراضی ہے جو کہ چھوٹے چھوٹے قطعات کی شکل میں ہے اور اکثر مواضعات میں شامل ہے۔

(ب) گورنمنٹ کی لیز پالیسی کے مطابق جو صوبائی حکومت کا رقبہ Compact Block کی شکل میں رقبہ زیر کاشت تھا۔ان کی لیز ہائے کا پراسس زیر کار در ضلع ہے۔جہاں تک محکمہ کی لیز کا تعلق ہے۔ہر محکمہ اپنے ملکیتی رقبہ کو خود لیز مینجمنٹ کا بااختیار ہے۔

(ج) چونکہ صوبائی حکومت کے رقبہ کی لیز کا عمل زیر کار ہے۔لیز پراسس مکمل ہونے پر گورنمنٹ کو آمدن کا تخمینہ پیش کیا جا سکتا ہے۔

(د) ضلع سیالکوٹ میں صوبائی حکومت / مختلف محکمہ جات کا 992A-6K-5M زیر قبضہ ناجائز قابضین ہیں۔ جو رقبہ بلا litigation اور زیر کاشت اور بلاک ہائے کی شکل میں تھا۔اس پر گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق لیز کا عمل زیر کار ہے۔اس رقبہ میں سے litigation کی بابت بھی انفارمیشن موصول ہوئی ہے۔باقی ماندہ رقبہ ناجائز قابضین سے واگزاری کا عمل زیر کار ہے۔ فہرست ناجائز قابضین مرتب شدہ کی از سر نو جدید پڑتال کا عمل جاری ہے۔ جلد ہی اس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کر دیا جائے گا۔

(ہ) بیشتر رقبہ کی بابت مقدمات مختلف عدالت ہائے میں زیر سماعت ہیں۔باقی ماندہ ناجائز قابضین کے خلاف واگزاری کے لئے تحریک جاری ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب والا! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو اراضی لیز یا پٹا پر دی گئی ہے یہ کن لوگوں کو دی گئی ہے، کیا ان میں سرکاری ملازمین اور فوجی افسران شامل ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر مال و کالونیز (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ جو زمین آرمی کو دی جاتی ہے تو اس میں پھر بعد میں ان کا اختیار ہوتا ہے کہ وہ کس کو الاٹ کریں۔ وہ مختلف خدمات کے صلہ میں مختلف افسران کو مختلف عرصہ کے لئے پانچ، دس یا بیس سالہ عرصہ کے لئے زمین الاٹ کرتے ہیں۔ اس کی تفصیل بھی ایوان کی میز پر موجود ہے۔ محترمہ اس میں سے دیکھ سکتی ہیں کہ کن لوگوں کو اور کتنے کتنے عرصہ کے لئے زمین الاٹ کی گئی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا اس میں دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (د) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ واگزاری کا عمل زیر کار ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ کب سے زیر کار ہے اور کب تک مکمل ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر مال و کالونیز (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ناجائز قابضین سے زمین واگزار کرانے کا عمل تو ہمیشہ جاری رہتا ہے اور اس سلسلے میں پچھلے تین سالوں میں کافی توجہ بھی دی گئی ہے اور جس طرح سے میں نے کہا کہ 49۔ ارب کے قریب۔۔۔

جناب سپیکر: وہ آپ نے پہلے ہی بتا دیا ہے۔ اس وقت جو موجود تھے انہوں نے سن لیا ہے۔ اگلا سوال بھی رانا صاحب کا ہے۔ رانا آصف محمود صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے ان کا سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال چودھری ظہیر الدین صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے؟

چودھری ظہیر الدین خان: جی، میں آ گیا ہوں۔ میرا سوال نمبر 6838 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

تحصیل جڑانوالہ کو ضلع کا درجہ دینے کی تفصیلات

*6838: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل جڑانوالہ کی انتظامی حیثیت تبدیل کرتے ہوئے اس کے بڑے دیہاتوں کھرڑیانوالہ اور مکوآنا کو جڑانوالہ سے علیحدہ کر کے فیصل آباد کا حصہ بنایا جا رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تحصیل جڑانوالہ ضلع بنائے جانے کے میرٹ پر پورا اترتی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت تحصیل جڑانوالہ کو فیصل آباد کے ساتھ ملانے کی بجائے ضلع کا درجہ دینے پر غور کر رہی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) تحصیل جڑانوالہ کی انتظامی حیثیت تبدیل کئے جانے یا اس کے علاقوں کو فیصل آباد میں شامل کئے جانے کی کوئی تجویز حکومت پنجاب محکمہ مال کے زیر غور نہ ہے۔

(ب) تحصیل جڑانوالہ کو ضلع بنائے جانے کی کوئی تجویز فی الوقت حکومت پنجاب محکمہ مال کے زیر غور نہ ہے۔ اگر اس طرح کی کوئی تجویز پیش کی گئی تو علاقے کے معاشی، جغرافیائی اور انتظامی پہلوؤں کا جائزہ لیا جائے گا اور عوامی نمائندگان کی رائے عوامی نمائندگی کے اداروں مثلاً ضلع کونسل / تحصیل کونسل وغیرہ کی منظور شدہ قرار دادوں کو مدنظر رکھتے ہوئے، اس بارے میں کوئی فیصلہ کیا جائے گا۔

(ج) جزہائے بالا کے جوابات کے پیش نظر جزو ہذا متعلقہ نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری ظہیر الدین خان: جناب والا! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا پنجاب کے اندر اس وقت تحصیل جڑانوالہ سے بڑی تحصیل موجود ہے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! سوال میں تو یہ بات شامل نہیں تھی لیکن میں یہ کہہ سکتا ہوں یا میرے علم میں ہے کہ واقعی جڑانوالہ ایک بہت بڑی تحصیل ہے اور شاید اس سے بڑی تحصیل پنجاب میں نہ ہو۔

چودھری ظہیر الدین خان: وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ میرا سوال irrelevant تھا تو میں اس میں relevancy پیدا کرنے کے لئے عرض کر دیتا ہوں کہ کچھ عرصہ پہلے تحصیل چنیوٹ کو ضلع کا درجہ دیا

گیاہے اور وہ اس تحصیل سے بہت چھوٹی تھی۔ جڑانوالہ سے متعلق حکومت کی طرف سے یہ جواب آیا ہے کہ فی الحال ایسی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔ کیا اس کا merit accept کرنے کے بعد حکومت کا اپنے tenure کے دوران اس کو ضلع کا درجہ دینے کا ارادہ ہے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سوال کا جو جز (ب) ہے اس میں یہ عرض کر دیا گیا ہے کہ فی الوقت یہ حکومت پنجاب محکمہ مال کے زیر غور نہ ہے۔ اگر اس طرح کی کوئی تجویز پیش کی گئی تو علاقے کے معاشی، جغرافیائی اور انتظامی پہلوؤں کا جائزہ لیا جائے گا اور عوامی نمائندگان کی رائے، عوامی نمائندگی کے اداروں کی رائے سے اس کا فیصلہ کیا جائے گا۔ چنیوٹ بھی جب ضلع بنا ہے تو چودھری صاحب کے علم میں یہ بات ہو گی کہ وہاں کے عوامی نمائندوں کی اس سلسلے میں کافی struggle تھی ،انہوں نے اس بارے میں کافی کام کیا۔ جڑانوالہ کے جو عوامی نمائندے ہیں جن میں چودھری صاحب بھی شامل ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ان کے ساتھ شامل ہو جائیں گے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): ان کا تو یہ سوال پہلی مرتبہ آیا ہے ان کی طرف سے تو اس قسم کی کوئی تجویز آئی ہے اور نہ ہی کبھی کوئی مطالبہ آیا ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب والا! یہ بجا ہے کہ میری طرف سے کبھی کوئی تجویز نہیں آئی لیکن۔۔۔

جناب سپیکر: پہلے کبھی اس کا تحرک ہوا ہے؟

چودھری ظہیر الدین خان: جناب والا! local level پر اس کا تحرک رہا ہے۔ پچھلی حکومت میں یہ منصوبہ drop ہو گیا تھا۔ اب میں اس جواب کے بعد کہ اس پر کسی قسم کی کوئی قرارداد یا تحرک نہیں ہے۔ میں on the floor of the House اس بات کا اعادہ کرنا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ میں اپنی طرف سے اس کی قرارداد پیش کروں گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چودھری صاحب نے جو فرمایا ہے کہ اس بارے میں وہ قرارداد پیش کریں گے۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ اس قرارداد کے ساتھ ایک statement of

reasons بھی لگائیں اور اس میں یہ جواب دیں کہ پچھلے پانچ سالوں میں جب چودھری صاحب سیاہ و سفید کے مالک تھے تو اس وقت انہوں نے جڑانوالہ کو ضلع کا درجہ کیوں نہیں دیا؟

جناب سپیکر: چلیں! جب کوئی اچھی یاد آ جائے تو بہتر ہے۔

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): اس وقت ضلع کا درجہ کیوں نہیں دیا؟ جڑانوالہ تحصیل اس وقت بھی سب سے بڑی تحصیل تھی اور اس کی اُس وقت بھی آبادی اتنی ہی تھی۔

جناب سپیکر: چلیں کوئی بات نہیں۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں نے تو پہلے ہی عرض کر دیا ہے کہ پچھلی حکومت میں ہماری تجویز مستحسن انجام تک نہیں پہنچ پائی تھی۔ ہمارا صوبہ سب سے بڑا صوبہ، سب سے پرانا صوبہ اور بڑا صوبہ رہے گا اس میں تبدیلیاں آتی رہتی ہیں۔ چنیوٹ بھی پہلے ہمارے دور میں ضلع نہیں تھا لیکن اب بن گیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اپنی قرارداد میں اس کی reasoning بھی دوں گا اور یہاں پر اپنی short statement میں verbally عرض کروں گا۔ شکریہ

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! میری پہلے اس سلسلے میں observation ہے اس کے بعد ضمنی سوال ہے۔ یہاں پر یہ کہا گیا کہ پہلے کبھی اس point کو agitate نہیں کیا گیا۔ میں ریکارڈ کو درست کرنا چاہوں گا کہ 05-2001 کے دوران ٹی ایم اے کی طرف سے باقاعدہ قرار داد پاس کر کے گورنمنٹ کو پیش کی گئی تھی کہ تحصیل جڑانوالہ پنجاب کی سب سے بڑی تحصیل ہے اس لئے اس کو ضلع کا درجہ دیا جائے لیکن اس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا۔

جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت اس سلسلے میں کوئی پالیسی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے یا اس بات کا انتظار کر رہی ہے کہ عوام اس پر agitate کریں یا کوئی جلوس نکالیں۔ چنیوٹ کو بھی اسی طریقے سے ضلع بنایا گیا وہاں پر جلوس نکلے، ہڑتالیں ہوئیں اور روڈ بلاک ہوئے۔ حکومت اس بات کا کیوں انتظار کر رہی ہے؟ حکومت اس سلسلے میں کوئی میرٹ پالیسی کیوں نہیں بناتی کہ اگر کوئی علاقہ اس criteria پر پہنچ گیا ہے تو خود بخود upgrade ہو جائے۔ گورنمنٹ کی طرف سے initiate کیا جانا چاہئے اور اس وقت پھر تجاویز لینی چاہئیں کہ آپ اس بات پر رضامند ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ الٹی گنگا کیوں بہہ رہی ہے کہ پہلے عوام agitate کریں، مطالبہ کریں پھر ضلع بنایا جائے۔ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس قسم کی پالیسیاں مرتب کرے کہ جب کوئی علاقہ ایک

criteria پر پورا اُتر جائے تو اس کو خود بخود upgrade کر دیا جائے۔ کیا حکومت کوئی ایسی پالیسی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: اس سلسلے میں ایک شعر تو ہے مگر اب مجھے وہ پوری طرح سے یاد نہیں آرہا۔

وہی مدعی وہی قاتل وہی منصف
اقرباء میرے کریں خون کا دعویٰ کس پر

بہر حال آپ تینوں حضرات ہی تشریف فرما ہیں تو اس سلسلے میں کوئی بہتری کی سوچیں۔ شکریہ

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! میرے سوال کا تو جواب آیا ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جواب میں نے دے دیا ہے بس اب چھوڑ دیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! میری سمجھ کمزور ہے، شعر کی ویسے بھی مجھے سمجھ نہیں آتی۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب! بتادیں ان کو اب کیا کریں یہ تو پوچھ کے ہٹیں گے؟

وزیر مال و کالونیز (راناثناء اللہ خان): جناب والا! میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ کیا حکومت اس بارے میں policy decision کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟ اس میں کوئی harm نہیں ہے جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ اس سلسلے میں کوئی پالیسی بن جائے۔ اس policy guidance کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان سے زیادہ بہتر ادارہ کون سا ہے۔ یہاں پر debate کی جائے اور اس کے بعد کوئی criteria recommend کیا جائے تو گورنمنٹ یقیناً اُس پر عمل کرے گی۔

جناب سپیکر: شکریہ

چودھری ظہیر الدین خان: جناب والا! میں اس کی تائید کرنا چاہتا ہوں۔ وزیر قانون صاحب کی طرف سے ایک احسن تجویز آئی ہے۔ اگلا تحرک شاید میرے دوست میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن صاحب کی طرف سے ہی ہو جائے اور میں اس میں بطور debater حصہ لوں گا۔

جناب سپیکر: نہیں، انہیں گلہ ہے آپ سے کہ آپ نے ان کے لئے کچھ نہیں کیا۔ انہوں نے تو ٹی ایم اے کی طرف سے منظور کرا کے بھیجا تھا۔ جی، محترمہ مائزہ حمید صاحبہ!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! آپ اس سلسلے میں سوال ملاحظہ کریں کہ مائزہ حمید صاحبہ نے۔۔۔

جناب سپیکر: پہلے تو آپ سوال کا نمبر بولیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): سوال نمبر 6848 On her behalf (معزز ممبر نے محترمہ مائزہ حمید کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

ضلع رحیم یار خان، سرکاری اراضی کی تفصیلات

*6848: محترمہ مائزہ حمید: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع رحیم یار خان میں سرکاری اراضی کس کس موضع میں کتنی کتنی ہے؟

(ب) کتنی اراضی لیز/پٹا/ٹھیکہ پر دی گئی ہے اور اس سے سالانہ کتنی رقم حکومت کو وصول ہو رہی ہے؟

(ج) کتنی اراضی خالی اور بنجر کس کس جگہ پر پڑی ہے؟

(د) کتنی اراضی پر کن کن لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے ان کے نام، ولدیت، پتاجات اور موضع مع سرکاری اراضی کی تفصیل بتائیں؟

(ہ) کیا حکومت ناجائز قابضین سے سرکاری اراضی واگزار کروانے اور اس کو بے زمین کاشتکاروں میں تقسیم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ضلع رحیم یار خان میں کل سرکاری اراضی 20340 ایکڑ اور 8 مرلہ ہے۔

تحصیل وار تفصیل درج ذیل ہے:-

تحصیل رحیم یار خان	16938A-1K-0M
تحصیل خانپور	31A-1K-17M
تحصیل صادق آباد	988 A- 0 K-0M
تحصیل لیاقت پور	2382 A- 5 K-11M

تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) 12265 ایکڑ اراضی سرکار 228 مستحق افراد/خاندانوں کو پانچ سالہ لیز پر نیلام کی گئی ہے اس سے سالانہ کرایہ کی مد میں -/3,38,22,146 روپے وصول ہوئے ہیں جو خزانہ سرکار

میں جمع ہو چکے ہیں-ایک سالہ عارضی کاشت سکیم کے تحت سال 2010 میں کوئی الاٹمنٹ ہوئی کیونکہ ممنوعہ زون رقبہ سرکار موجود ہی نہ تھا-اس کے علاوہ 3381 ایکڑ سرکاری اراضی 236 زرعی گریجویٹس کو مبلغ -/500 روپے فی ایکڑ کے حساب سے تقسیم کی گئی ہے-اس مد میں -/1048818 روپے وصول ہوئے ہیں جو کہ خزانہ سرکار میں جمع کرائے جا چکے ہیں- موجودہ 5 سالہ لیز سکیم اور زرعی گریجویٹس سکیم کی کارروائی مکمل ہونے پر ٹھیکیداران سے مزید رقم کرایہ کی مد میں وصول ہو گی-

(ج) 2232 ایکڑ زمین خالی پڑی ہے-

(د) ضلع ہذا کی تحصیل رحیم یار خان میں 8416 کنال اراضی پر ناجائز قابضین عرصہ دراز سے رہائشی مکانات تعمیر کر کے رہائش پذیر ہیں-برائے ملاحظہ جھنڈی(ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

تحصیل خان پور میں 176 کنال پر پاکستان رینجرز کا قبضہ ہے-ان ناجائز قابضین کے خلاف کارروائی ضابطہ زیر دفعہ 34/32 کالونی ایکٹ 1912 کی جا رہی ہے-اس قدر کثیر تعداد میں رہائشی بستیوں کے مکینوں کو بے دخل نہ کیا جا سکتا ہے-فوری بے دخلی کی صورت میں Law & Order کا مسئلہ پیش آ سکتا ہے تاہم مرحلہ وار سرکاری اراضی آپریشن کے ذریعے خالی کروائی جا رہی ہے-

(ہ) حکومت پنجاب کی پالیسی مجریہ 2010 کے تحت جس ناجائز قابض کے پاس دو فصلوں کی ناجائز کاشت تھی اور وہ اسی علاقے کا رہائشی تھا جہاں زمین واقع تھی اس کو نیلام عام میں بولی کا پہلا حق دیا گیا ہے اس طرح سرکاری اراضی تقسیم کی جا رہی ہے اور بقایا رقبہ پر کارروائی کی جا رہی ہے-

چوہدری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): بنجر اراضی کتنی خالی اور کس کس جگہ پر پڑی ہے-اس کا جواب ملاحظہ کریں کہ---

جناب سپیکر: آرڈر پلیز-Order in the House جی، بسراء صاحب!

چوہدری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): اس کا جواب دیا گیا ہے کہ 2232 ایکڑ زمین خالی پڑی ہے- سوال تھا کہ کتنی اراضی خالی اور بنجر کس کس جگہ پر پڑی ہے-اب ہم اس کو کیا تصور کریں کہ 2232 ایکڑ کہاں پر کس جگہ پر ہے-رحیم یار خان کی چار تحصیلیں ہیں---

جناب سپیکر: جو انہوں نے پوچھا ہو گا وہ بتا دیا گیا ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ ملاحظہ کریں کہ یہ ضلع رحیم یار خان میں ہے اور یہاں 2232 ایکڑ زمین خالی پڑی ہے۔ یہ زمین کہاں پر ہے، کس تحصیل میں ہے اور کس موضع میں ہے لاء منسٹر صاحب مجھے اس کی تفصیل بتا دیں۔

جناب سپیکر: پھر آپ اس کے لئے کیا کریں گے ؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ گورنمنٹ کی پراپرٹی ہے۔

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ جواب میں موجود ہے کہ 2232 ایکڑ زمین خالی پڑی ہے اگر معزز ممبر اس کی تفصیل چاہتے ہیں کہ یہ کس کس موضع میں ہے تو میں ان کو تفصیل لے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: ان کی تسلی کرائیں۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ موضع وار تفصیل چاہئے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جواب غلط ہے۔ انہوں نے بڑا simple کہہ دیا ہے۔ آپ سوال دیکھ لیں کہ کتنی اراضی خالی اور بنجر کس کس جگہ پر پڑی ہے۔ وہ تو آ گیا کہ 2232 ایکڑ زمین ہے مگر اگلے حصے کا جواب نہیں آیا کہ کس کس جگہ پر پڑی ہے لیکن لاء منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ جواب آ گیا ہے لہٰذا اب آپ ہی فرما دیں۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب بتا دیں گے۔

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر یہ سوال ہوتا کہ کتنی اراضی خالی۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ ذرا سوال کو پڑھ لیں۔

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سوال یہی ہے کہ کتنی اراضی خالی اور بنجر کس کس جگہ پر پڑی ہے۔ اگر تو سوال یہ ہوتا کہ کس کس موضع میں پڑی ہے تو پھر جواب میں موضع جات کے نمبر دے دیئے جاتے۔ یہ 2232 ایکڑ اراضی ضلع رحیم یار خان کی حدود میں ہی خالی پڑی ہے لیکن اگر یہ تحصیل اور موضع وار تفصیل چاہتے ہیں تو وہ ان کو فراہم کر دی جائے گی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب کو پورے معاملے کا پتا نہیں ہے چونکہ وہ on board نہیں ہیں اس لئے اب صرف وضاحت دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ تفصیل آپ کو بھیج دی ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): یہی تو میں کہنے لگا ہوں۔میرے بڑے ہی معصوم لاء منسٹر صاحب کو یہ بھی نہیں پتا کہ اس کا جواب آ گیا ہے اس کی تفصیل آ گئی ہے وہ میرے پاس ہے لیکن ان کے پاس نہیں ہے۔

جناب سپیکر: یہ ان کا ہی دیا ہوا جواب ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! نہیں۔یہ among the minister and the department coordination ہے کہ ڈیپارٹمنٹ کہاں کھڑا ہے اور وزیر صاحب کہاں کھڑے ہیں؟ اس لئے اب یہ خود غور فرمائیں اور روشنی ڈال دیں کہ اب میں کیا کہوں چونکہ تفصیل تو میرے پاس پڑی ہے۔

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جز (ج) میں جو جواب دیا گیا ہے میں اس کی بات کر رہا ہوں۔باقی جس جس آدمی کے پاس جتنی جتنی زمین ہے کسی کے پاس چار ایکڑ ہے، کسی کے پاس دس ایکڑ ہے اس کی پوری تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: چلیں ٹھیک ہے۔اگلا سوال بھی محترمہ مائزہ حمید صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 6849 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز خاتون ممبر نے محترمہ مائزہ حمید کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ای ڈی او (آر) رحیم یار خان کے پاس زیر التواء کیسز کی تفصیلات

*6849: محترمہ مائزہ حمید: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ای ڈی او (آر) رحیم یار خان کے پاس اس وقت کل کتنے کیسز زیر کارروائی ہیں؟

(ب) کتنے کیسز کب سے اور کس کس بناء پر زیر التواء ہیں اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ج) زیر التواء کیسز کو کب تک نمٹا دیا جائے گا؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) 280 کیسز زیر کارروائی ہیں۔

(ب)

i) عدالت ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) رحیم یار خان میں بروز سوموار، بدھ اور جمعرات مال واشتمال کیسز کی سماعت کی جاتی ہے۔زیر کارروائی کیسز بوجہ آئے دن ہڑتال وکلاء صاحبان فیصلہ نہ ہو پا رہے ہیں۔

ii) مزید برآں دیگر سرکاری امور از قسم وصولی زرعی انکم ٹیکس وصولی مطالبہ سرکار وغیرہ کی انجام دہی کی وجہ سے منگل اور جمعہ کے ایام میں سماعت نہ کی جاتی ہے۔

iii) زیر سماعت 280 کیسز کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

ابتدائی سماعت	56
طلبی مدعاعلیہان	89
بحث	135

(ج) زیر سماعت کیسز میں سب سے زیادہ اہمیت اور ترجیح پرانے کیسز کو نمٹانے میں دی جاتی ہے ما بعد نئے کیسز کو مرحلہ وار سماعت کے لئے ترجیح دی جاتی ہے۔تاہم زیر سماعت کیسز کو کوشش کر کے جلد از جلد نمٹایا جائے گا۔اس کے لئے وکلاء صاحبان کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ وہ اپنا اپنا مؤقف بصورت تحریری بحث ریکارڈ پر لائیں تا کہ ان کی عدم موجودگی میں بھی فیصلہ جات کو ممکن بنایا جائے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! سوال تھا کہ کتنے کیس زیر سماعت ہیں تو اس کا جواب آیا کہ 280 کیس زیر سماعت ہیں اور یہ جواب 6۔دسمبر 2010 کو آیا ہے لہذا میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کی latest position بتائیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ کو کیسز کی latest position بتائیں۔

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کی latest تفصیل بھی اسی طرح سے ہے کہ 280 کیسز ہی زیر سماعت ہیں۔

جناب سپیکر: جی، 280 کیسز ہی زیر سماعت ہیں۔آپ کا پھر ضمنی سوال ہے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جی، یہ کیسز ای ڈی او (آر) کے پاس زیر سماعت ہیں ابھی تک ان کا فیصلہ کیوں نہیں ہو سکا؟

جناب سپیکر: Court کا process ہوتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس process میں نئے کیسز بھی داخل ہوتے رہتے ہیں اور پھر وہ سماعت میں dispose of بھی ہوتے رہتے ہیں۔ انہوں نے جو سوال پوچھا تھا اس میں ابتدائی سماعت، طلبی اور بحث کی stages پر جو کیس ہیں ان کی تفصیل جواب میں دی گئی ہے۔

چودھری محمد شفیق: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آج آپ بھی آ جائیں۔

چودھری محمد شفیق: جناب سپیکر! میرا یہ ضمنی سوال ہے کہ کیا اس وقت یہ کیسز ای ڈی او (آر) کے پاس موجود ہیں اور ان کی سماعت جاری ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یقیناً یہ کیسز ای ڈی او کی عدالت میں زیر سماعت ہوں گے لیکن جس تاریخ کو اس سوال کا جواب دیا گیا ہے اس کے مطابق ہی information دی جا سکتی ہے باقی as it is today اس کے متعلق تو بات نہیں ہو سکتی لیکن چونکہ اب ای ڈی او کی سیٹ کمشنر اور ایڈیشنل کمشنر میں convert ہو گئی ہے تو یقیناً یہ کیس متعلقہ عہدے کو جس عہدے نے succeed کیا ہے وہاں منتقل ہو کر زیر سماعت ہوں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ نسیم لودھی صاحبہ کا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! On her behalf

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! وہ ہماری پارٹی سے ہیں اور فیصلہ ہوا ہے کہ جس پارٹی کے ممبر کا سوال ہو گا اس کی غیر موجودگی میں اسی پارٹی کے ممبران سوال دریافت کریں گے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں پہلے سے کھڑی ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! right تو میرا بنتا ہے لیکن میں یہ right ان کو دیتی ہوں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 6911 ہے۔ (معزز خاتون ممبر نے محترمہ نسیم لودھی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

لاہور-میانی صاحب قبرستان کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*6911: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں موجود میانی صاحب قبرستان کا کل کتنا رقبہ ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ میانی صاحب قبرستان میں قبضہ مافیا نے متعدد جگہ پر قبضہ کر کے وہاں پر مختلف لوگوں کو دکانیں کرایہ پر دے رکھی ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) میانی صاحب کا کل رقبہ 1206 کنال 68 مربع فٹ ہے۔

(ب) میانی صاحب قبرستان میں جو دکانات ہیں وہ میانی صاحب قبرستان کی ملکیت ہیں اور ماہانہ فیس تہہ بازاری کے تحت لوگوں کو دی گئی ہیں۔ جن کا کرایہ / فیس تہہ بازاری میانی صاحب کے اکاؤنٹ میں جمع ہوتا ہے۔ کسی بھی قبضہ مافیا کے پاس کوئی دکان نہ ہے جو اس نے کرایہ پر دی ہوئی ہو۔

محترمہ ساجدہ میر: میری استدعا ہے کہ اس سوال کے جز (ب) کا جواب منسٹر صاحب پڑھ کر سنا دیں۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سوال نمبر 6911 کے جز (ب) کا جواب اس طرح ہے کہ میانی صاحب قبرستان میں جو دکانات ہیں وہ میانی صاحب قبرستان کی ملکیت ہیں اور ماہانہ فیس تہہ بازاری کے تحت لوگوں کو دی گئی ہیں، جن کا کرایہ / فیس تہہ بازاری میانی صاحب کے اکاؤنٹ میں جمع ہوتا ہے۔ کسی بھی قبضہ مافیا کے پاس کوئی دکان نہ ہے جو اس نے کرایہ پر دی ہوئی ہو۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! دکانوں کے کرائے کی مد سے کتنی رقم میانی صاحب قبرستان کے اکاؤنٹ میں جمع ہوتی ہے؟

جناب سپیکر: رانا صاحب! محترمہ پوچھ رہی ہیں کہ دکانوں کا کتنا کرایہ میانی صاحب قبرستان کے اکاؤنٹ میں جمع کرایا جاتا ہے۔ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ Kindly order اپنی سیٹ پر ہو جائیں۔

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کل دکانوں کی تعداد 22 ہے اور ان کا ماہانہ کرایہ تقریباً 54 ہزار کے لگ بھگ ہے اس میں چھ دکانوں پر سول کورٹ میں کیسز چل رہے ہیں اسی طرح

37 پھٹہ جات ہیں جہاں لوگ پھول وغیرہ لے کر بیٹھے ہوتے ہیں ان کی ماہانہ آمدنی 48 ہزار روپے ہے اس طرح اس مد میں ٹوٹل ایک لاکھ 24 ہزار روپے کی آمدنی ہوتی ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میانی صاحب قبرستان مختلف حصوں میں تقسیم ہے راستے میں ایک روڈ بھی نکلتا ہے، اگر اتنے پیسے قبرستان کے اکاؤنٹ میں اس کمیٹی کے پاس جاتے ہیں تو کیا آپ نے قبرستان کی حالت دیکھی ہے؟ وہاں کسی کو دفن کرنے کے لئے جائیں تو وہاں ایک قبر پکی کروانے کے لئے ڈی سی او صاحب نے پچاس ہزار روپے فیس مقرر کی ہوئی ہے لیکن قبرستان کا سائز تو پھر بھی کم ہوتا جا رہا ہے۔ آپ ہر مہینے جا کر دیکھیں تو قبرستان کا سائز کم ہو رہا ہے۔ منسٹر صاحب کہتے ہیں کہ وہاں 37 دکانیں ہیں لیکن میں نے count کیا ہے وہاں سو زیادہ دکانیں ہیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے تو محکمے کا دیا ہوا جواب ہی آپ کو بتانا ہے۔ منسٹر صاحب! اس معاملے کی ذرا تسلی کرا دیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! یہ presumption ہے کہ ان کے subordinates انہیں صحیح بتائیں اگر وہ غلط بتائیں تو پھر آپ direction دیں یا منسٹر صاحب اس کی انکوائری کریں۔ جیسے یہ محترمہ کہہ رہی ہیں میں نے کل بھی کہا تھا کہ اس ایوان میں ایک ممبر کا استحقاق ہے محترمہ نے کہا ہے کہ یہ دکانیں سو سے زیادہ ہیں لہذا آپ اس کی انکوائری کرا لیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شاہ صاحب! اپنی بات جاری رکھیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ محترمہ ساجدہ میر صاحبہ نے کہا ہے کہ میانی صاحب قبرستان میں سو سے زیادہ دُکانیں ہیں۔ منسٹر صاحب کا فرمان ہے کہ وہاں پر 30 یا 37 کے قریب دُکانیں ہیں۔ محترمہ منسٹر صاحب کے جواب کو challenge کر رہی ہیں۔ presumption یہ ہے کہ محکمہ کبھی جھوٹ نہیں بولے گا، حقائق کے اوپر بات کرے گا اور سچ بتائے گا۔ تو اس لئے اس معاملے کو probe کیا جانا اب ضروری ہو گیا ہے اور اسی موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے میں یہ بھی کہوں گا کہ آپ نے مہربانی کرتے ہوئے پنجاب ہاؤس کے حوالے سے بننے والی کمیٹی میں مجھے ممبر نامزد کیا تھا مگر آج چار مہینے ہو گئے ہیں لیکن اس بابت کچھ نہیں ہو سکا۔ اس وقت رانوں کی حکومت ہے سپیکر رانا، ڈپٹی سپیکر

رانا، وزیر قانون رانا اور چودھری ظہیر الدین بھی رانا ہیں تو اس لئے ہمارے اوپر بھی کچھ ترس کر لیا کریں۔ کہا جاتا ہے کہ:

> King is a person whose words are more effective than his whip. If he uses the whip he is not a king then he is "Sais"

وہ گھوڑوں کو سُدھارنے والا سائیس ہے۔ چار مہینے ہو گئے ہیں اور آپ اب دیکھ لیں کہ آپ کی بات میں کیا وزن ہے؟ آج تک پنجاب ہاؤس والے معاملے کا کچھ بھی نہیں ہوا اگر اس کا کوئی حل نہیں نکلنا تو پھر اس کمیٹی کو ختم کر دیں اور کہہ دیں کہ کچھ نہیں ہو سکتا۔ ایسی باتوں سے آپ کی credibility in doubt آ رہی ہے، وہ بہت low ہو رہی ہے اور ہمیں آپ سے یہ توقع نہیں ہے۔ آپ جیسے smart and energetic آدمی کے الفاظ میں اتنی جرأت اور قوت نہ ہو میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت مہربانی۔ جی، وزیر قانون صاحب! اس بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! مزنگ چونگی اور فتح شیر روڈ سے آپ دُکانوں کو count کرنا شروع کریں تو یہ سو سے بھی زیادہ ہو جائیں گی۔ یہ غلط جواب دیا گیا ہے لہذا اس پر کمیٹی بنائی جائے۔ جن لوگوں نے ناجائز قبضے کئے ہوئے ہیں ان سے چھٹکارا حاصل کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: معزز ایوان سے میری یہ گزارش ہے کہ آپ on the floor of the House جو بات کرتے ہیں وہ باقاعدہ ریکارڈ ہوتی ہے اور اس کو pursue بھی کیا جاتا ہے۔ اب آپ کی بات آ چکی ہے اس پر وزیر قانون کا جواب سُن لیتے ہیں اور اس کے بعد اس کا فیصلہ کر لیں گے۔ جی، وزیر قانون!

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے محکمہ سے جو تفصیلی جواب حاصل کیا ہے اس کے مطابق تو انہوں نے categorically کہا ہے کہ وہاں پر 22 دکانیں اور 37 کے قریب پھٹہ جات ہیں کہ جہاں پر لوگ پھول وغیرہ لے کر بیٹھے ہوئے ہیں اور دونوں کو ملا کر یہ تعداد تقریباً 60 کے لگ بھگ بنتی ہے۔ اب محترمہ ساجدہ میر صاحبہ کا کہنا ہے کہ وہاں پر سو کے قریب دکانیں ہیں۔ میں ذاتی طور پر وہاں پر صرف ایک مرتبہ معزز ممبر خواجہ عمران نذیر کے والد صاحب کے جنازے پر گیا تھا۔ میری observation تو نہیں ہے لیکن اگر محترمہ فرماتی ہیں تو اس کو چیک کرا لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! جب ایوان کے اندر ایک سوال آتا ہے تو وہ پھر ایوان کی ملکیت ہوتا ہے۔ اس بارے میں mover کے ساتھ ایک کمیٹی بنا دیتے ہیں۔ کمیٹی وہاں پر جا کر visit کر کے اپنی رپورٹ مرتب کرے اور ایوان کو inform کرے گی۔ اس کے اُوپر اگر محکمہ نے غلط جواب دیا ہو گا تو اس پر فوری طور پر کارروائی کی جائے گی۔ اس کمیٹی میں محترمہ نسیم لودھی صاحبہ کیونکہ ان کا سوال ہے، ساجدہ میر صاحبہ، محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ اور رانا ارشد صاحب شامل ہوں گے۔ یہ کمیٹی کل تک ایوان کو apprise کرے گی۔ اگر محکمہ کا جواب غلط ہوا تو پھر کل کی sitting میں ہی ہم اس پر کارروائی کریں گے۔

سید ناظم حسین شاہ: بہت بہت شکریہ۔ پنجاب ہاؤس کے معاملے کا بھی کچھ کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پنجاب ہاؤس کے معاملے کا بھی اسی طرح فیصلہ ہو گا آپ بے فکر رہیں۔ اب اگلا سوال محترمہ انیلہ اختر چودھری صاحبہ کا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! On her behalf Question No. 7022 (معزز ممبر نے محترمہ انیلہ اختر چودھری کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

شیخ علاؤالدین: جی، ہاں اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

تحصیل چونیاں، سرکاری اراضی کی تفصیلات

*7022: محترمہ انیلہ اختر چودھری: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل چونیاں میں سرکاری اراضی کس کس موضع میں کتنی کتنی ہے؟

(ب) کتنی اراضی لیز/پٹا/ٹھیکہ پر دی گئی ہے اور اس سے سالانہ کتنی رقم حکومت کو وصول ہو رہی ہے؟

(ج) کتنی اراضی خالی اور بنجر کس کس جگہ پڑی ہوئی ہے؟

(د) کتنی اراضی پر کن کن لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے ان کے نام، ولدیت، پتاجات اور موضع مع سرکاری اراضی کی تفصیل بتائیں؟

(ہ) کیا حکومت ناجائز قابضین سے سرکاری اراضی واگزار کروانے اور اس کو بے زمین کاشتکاروں میں تقسیم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) کل اراضی 31192K-0M ہے موضع وار تفصیل بر فلیگ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تحصیل چونیاں میں رقبہ ملکیتی صوبائی حکومت تعدادی 2664K-12M پٹا پر حکومت کی عارضی کاشت سکیم کے تحت دیا گیا ہے جس کی سالانہ آمدنی مبلغ -/3891500 روپے ہے تفصیل بر فلیگ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تفصیل اراضی خالی اور بنجر بر فلیگ (سی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

خالی اراضی	2685k–4M
بنجر اراضی	10100K–0M

(د) تفصیل ناجائز قابضین بر فلیگ (ڈی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

زرعی رقبہ	14950K–15M
رہائشی رقبہ	791K–9M

(ہ) سرکاری اراضی ناجائز قابضین سے واگزار کروائی جا رہی ہے اور حکومت کی پالیسی کے مطابق پٹا/لیز پر حکومت کی حالیہ پالیسی کے مطابق بے زمین کاشتکاروں کو دی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال جز (الف) کے حوالے سے ہے کہ جن لوگوں کو یہ اراضی دی گئی ہے اس کی leasing authority کون ہے اور یہ اراضی کیسے lease ہو رہی ہے، ایک تو یہ بتایا جائے کہ اس کو lease کون کر رہا ہے اور دوسرا یہ بھی بتایا جائے کہ کیا یہ سالانہ، پانچ سالہ یا 33 سالہ lease ہے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بنیادی طور پر اس کی leasing authority تو بورڈ آف ریونیو ہے اور بورڈ آف ریونیو کے نیچے ڈویژن اور ضلع کی سطح پر آفیسرز ہوتے ہیں جو کہ ان lease documents کو sign کرتے ہیں۔ موجودہ پالیسی کے تحت پانچ اور دو سال کے لئے یہ زمین lease پر

دی جاتی ہے لیکن یہ extendable ہوتی ہے اس لئے وہاں پر لوگ کافی عرصہ سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ شیخ صاحب کے علم میں ہوگا کہ وہاں پر لوگ بیس بیس، تیس تیس سالوں سے بیٹھے ہوئے ہیں۔

شیخ علاؤلدین: جناب سپیکر! کچھ علاقہ تو ایسا ہے کہ جو حکومت نے recently auction کیا ہے اور اگر اس کی valuation دیکھی جائے تو حکومت کو valuation کے لحاظ سے اتنی income نہیں ہو رہی۔ دوسرا اس میں جو بنجر زمین بتائی گئی ہے وہ بھی بہت costly ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان بنجر زمینوں پر جو تجاوزات ہیں اور وہاں پر دن رات کمرشل اور نان کمرشل construction ہو رہی ہے کیا حکومت اس کی روک تھام کے لئے کوئی steps لینا چاہتی ہے؟ میں اس بارے میں personally بھی دلچسپی لے رہا ہوں لیکن محکمہ ریونیو کے عملے کے ساتھ مل ملا کر وہاں پر دن رات construction کا کام ہو رہا ہے۔ وہاں پر کیتن کلاں اور واں کھارا کے علاقے انتہائی زرخیز ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جواب کے ساتھ ناجائز قابضین کی ایک فہرست دی گئی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے وہ دیکھی ہے۔ ابھی تین منٹ پہلے یہ فہرست مہیا کی گئی ہے۔ یہ فہرست محرک کو دی جانی چاہئے تھی لیکن ان کو نہیں دی گئی۔ اب میں یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ اس زمین کی income حکومت کو پوری نہیں مل رہی اور دوسرا یہاں پر جو بنجر زمین ظاہر کی گئی ہے اصل میں وہ بہت زیادہ income land ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! شیخ صاحب نے جو بات فرمائی ہے یقیناً درست ہے کیونکہ یہ ان کا حلقہ ہے اور وہاں پر روز ان کا آنا جانا ہے۔ یقیناً ان ناجائز قابضین نے وہاں پر کچھ construction بھی کی ہوگی۔ بہر حال میں نے اس سلسلے میں پہلے بھی عرض کیا ہے کہ پچھلے تین سالوں کے دوران تقریباً 46 ہزار ایکڑ جگہ ناجائز قابضین سے واگزار کرائی گئی ہے۔ اس سلسلے میں ایک خصوصی کمیٹی تشکیل دی گئی ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب خود اس کو head کر رہے ہیں۔ اس حوالے سے بھرپور طریقے سے کام ہو رہا ہے۔ شیخ صاحب نے جن علاقوں کا ذکر کیا ہے میں ان کے بارے میں بورڈ آف ریونیو سے کہوں گا کہ وہ ان علاقوں میں اپنی proceedings کو مزید بہتر کریں۔ وہاں پر ناجائز قابضین یا تو اپنے آپ کو regularize کرائیں یا پھر ان سے یہ زمین واگزار کرائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر مال و کالونیز(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

چنیوٹ کی تین یونین کونسلز کو ضلع جھنگ میں شامل کرنے کی تفصیلات

*4400: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چنیوٹ کی تین یونین کونسلز کو ضلع جھنگ میں شامل کیا گیا ہے؟

(ب) ضلع جھنگ میں شامل کی گئی تین یونین کونسلز کون کون سی ہیں، ان کے ناموں کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) ضلع جھنگ میں شامل کی گئی یونین کونسلز کو کس اتھارٹی نے چنیوٹ سے نکال کر اس ضلع میں شامل کیا؟

وزیر مال و کالونیز(رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ تحصیل لالیاں، ضلع چنیوٹ کی دو یونین کونسل نمبرز 9&10 اور تحصیل بھوانہ ضلع چنیوٹ کے چار مواضعات چک نمبرز 228(JB)، 246، 227، 226 کو بروئے نوٹیفکیشن مورخہ 19-08-2009 ضلع جھنگ میں شامل کیا گیا تھا۔ بعد ازاں مسمی رائے منیر ظفر کی رٹ پٹیشن پر عدالت عالیہ لاہور نے مذکورہ نوٹیفکیشن کو بروئے حکم 23-11-2009 کالعدم قرار دے دیا اور عدالت عالیہ کے حکم کے پیش نظر وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہی منظوری سے ان مواضعات کو دوبارہ ضلع چنیوٹ میں شامل کر دیا گیا ہے۔

(ب) جیسا کہ جز(الف) میں دیا گیا ہے۔

(ج) مذکورہ بالا مواضعات کو وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم سے چنیوٹ سے نکال کر ضلع جھنگ میں شامل کیا گیا اور بعد ازاں عدالت عالیہ کے حکم کے پیش نظر وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہی منظوری سے ان مواضعات کو دوبارہ ضلع چنیوٹ میں شامل کر دیا گیا ہے۔

بھلوال میں سرکاری اراضی و دیگر تفصیلات

*5156: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل بھلوال میں سرکاری اراضی کس کس موضع میں کتنی کتنی ہے؟

(ب) کتنی اراضی لیز/پٹا/ٹھیکہ پر دی گئی ہے اور اس سے سالانہ کتنی رقم حکومت کو وصول ہو رہی ہے؟

(ج) کتنی اراضی خالی اور بنجر کس کس جگہ پڑی ہوئی ہے؟

(د) کتنی اراضی پر کن کن لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے، ان کے نام، ولدیت، پتاجات اور موضع مع سرکاری اراضی کی تفصیل بتائیں؟

(ہ) کیا حکومت ناجائز قابضین سے سرکاری اراضی واگزار کروانے اور اس کو بے زمین کاشتکاروں میں تقسیم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) تحصیل بھلوال میں سرکاری اراضی 6954 کنال 17 مرلے ہے موضع وار تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تحصیل بھلوال میں سال 2010 تک کسی کو لیز/پٹا/ٹھیکہ پر سرکاری اراضی نہ دی گئی ہے تاہم حکومت پنجاب نے مورخہ 13 جنوری کو پٹا سکیم جاری کر دی ہے اور اس پر کام ہو رہا ہے۔

(ج) 902 کنال 3 مرلے سرکاری اراضی خالی اور بنجر پڑی ہوئی ہے۔

(د) تحصیل بھلوال میں 5062 کنال 14 مرلے سرکاری اراضی پر مختلف لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے نام اور ولدیت جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) نئی سکیم مجریہ 13۔ جنوری 2010 کے تحت ناجائز قابضین کو بولی میں حصہ لینے کی اجازت ہے اس طرح وہ پچھلی رقم ادا کر کے پٹادار بن سکتے ہیں۔

نیا ضلع بنانے کا طریق کار و دیگر تفصیلات

*6404: میاں نصیر احمد: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ پنجاب میں نیا ضلع بنانے کا طریق کار کیا ہے؟

(ب) کیا مستقبل قریب میں صوبہ پنجاب میں کوئی نیا ضلع بنانے کا منصوبہ حکومت پنجاب کے زیر غور ہے؟

(ج) کیا حکومت بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر لاہور کو independent ضلع بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) صوبہ پنجاب میں نیا ضلع بنانے کے لئے اس علاقے کے معاشی، معاشرتی، جغرافیائی اور انتظامی پہلوؤں کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ عوامی نمائندگان کی رائے اور عوامی نمائندگی کے اداروں مثلاً ضلع کونسل / تحصیل کونسل وغیرہ کی منظور شدہ قرار دادوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کی حدود کے تعین کے بعد وزیر اعلیٰ کی منظوری سے محکمہ مال نئے ضلع کے قیام کا نوٹیفکیشن جاری کرتا ہے۔

(ب) فی الوقت پنجاب میں کوئی نیا ضلع بنانے کی تجویز حکومت پنجاب محکمہ مال کے عملاً زیر غور نہ ہے۔

(ج) دوسرے اضلاع کی طرح لاہور بھی پہلے سے ہی ایک independent ضلع ہے۔

ضلع فیصل آباد۔ رجسٹری فیس کی مد میں آمدنی کی تفصیلات

*6547: چوہدری ظہیر الدین خان: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع فیصل آباد میں 2008-09 اور 2009-10 کے دوران رجسٹری فیس کی مد میں حکومت کو کتنی آمدنی ہوئی؟

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران رجسٹری فیس کی شرح کیا تھی اور کس قانون کے تحت وصول کی گئی اور شرح مقرر کرنے کا معیار کیا ہے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ضلع فیصل آباد میں رجسٹری فیس کی مد میں 2008-09 اور 2009-10 کے دوران 28,83,53,076 آمدن ہوئی ہے۔

2008-09	157640330
2009-10 (اپریل 2010 تک)	130712746
میزان	288353076

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران رجسٹری فیس کی وصولی شرح جائیداد کی مالیت کا ایک فیصد ہے۔

رجسٹریشن فیس بمطابق قانون

Section78 of the Registration Act, 1908(XVI of 1998) read with section 21 of the general Clauses Act, 1878 Government of Punjab.

کے تحت وصول کی جاتی ہے۔

ضلع سیالکوٹ، پٹوار حلقوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6726: رانا آصف محمود: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں پٹوار حلقوں کی کل تعداد کتنی ہے؟

(ب) اس ضلع میں پٹواری کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں، کتنی خالی پڑی ہیں؟

(ج) خالی اسامیاں پر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کتنے پٹواریوں کے پاس ایک سے زائد حلقہ جات کا اضافی چارج ہے؟

(ہ) کتنے پٹواریوں کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ اور قانونی کارروائیاں ہو رہی ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں پٹوار حلقوں کی کل تعداد 304 ہے۔

(ب) اس ضلع میں پٹواری کی منظور شدہ اسامیاں مع نائب دفاتر قانونگو پرگنہ محرران NTO برانچ 322 ہیں، ان میں سے 36 اسامیاں خالی پڑی ہیں۔

(ج) خالی اسامیاں پر نہ کرنے کی وجہ گورنمنٹ کی طرف سے عائد شدہ پابندی ہے۔

(د) ضلع سیالکوٹ میں 32 پٹواریوں کے پاس اضافی چارج ہے۔

(ہ) 10 پٹواریوں کے خلاف محکمانہ انکوائری ہو رہی ہے جس میں لاپروائی، غفلت، حکم عدولی وغیرہ کے الزامات ہیں۔

صوبہ میں پٹواریوں کی بھرتی پر پابندی کی تفصیلات

*7081: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں پٹواری کی بھرتی پر پابندی عائد ہے یہ پابندی کب سے عائد ہے تاریخ وسال بتایا جائے؟

(ب) اس وقت صوبہ میں پٹواری کی خالی اسامیوں کی تعداد کیا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بھرتی پر عائد پابندی اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال وکالونیز (راناثناءاللہ خان):

(الف) درست ہے۔ حکومت پنجاب (S&GAD) کی چٹھی نمبری:SOR-IV(S&GAD)10-7/2010 مورخہ 12-05-2010 کی رو سے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے سکیل 6 تا 15 کی نئی بھرتیوں پر پابندی عائد ہے۔ تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس وقت صوبہ پنجاب میں پٹواریوں کی خالی اسامیوں کی تعداد 1383 ہے۔ (تفصیل جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ج) جز ہذا کا تعلق براہ راست محکمہ سروسز سے ہے۔ اس وقت صوبہ بھر میں نئی بھرتیوں پر پابندی ہے جیسے ہی چیف منسٹر صاحب اور چیف سیکرٹری صاحب بھرتیوں پر سے پابندی ختم کریں گے تب نئی بھرتیاں شروع کر دی جائیں گی۔ اس سلسلہ میں مزید وضاحت عرض ہے کہ آخری بھرتیاں سال 2006 میں ہوئی تھیں موجودہ دور حکومت میں 22-04-2008 سے لے کر اب تک کوئی نئی بھرتیاں نہیں ہوئی ہیں۔

صوبہ میں نائب تحصیلدار کی بھرتی پر پابندی کی تفصیلات

*7083: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر مال وکالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں نائب تحصیلدار کی بھرتی پر پابندی عائد ہے یہ پابندی کب سے عائد ہے تاریخ وسال بتایا جائے؟

(ب) اس وقت صوبہ میں نائب تحصیلدار کی خالی اسامیوں کی تعداد کیا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بھرتی پر پابندی اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال و کالونیز(راناثناء اللہ خان):

(الف) صوبہ میں گریڈ11اور اس سے اوپر کی اسامیاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ پر کی جاتی ہیں جس پر پابندی نہ ہے بورڈ آف ریونیو پہلے ہی 138 نائب تحصیلدار بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن بھرتی کر چکاہے اور اب بھی صوبہ بھر کے اضلاع کو اس ضمن میں اطلاع دی جاچکی ہے کہ ان کے پاس جو اسامیاں(Class(A نائب تحصیلدار کی خالی ہیں وہ بورڈ آف ریونیو کو بھجوائی جائیں تاکہ ان پر پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ بھرتی کی جاسکے۔

(ب) اس وقت پنجاب میں نائب تحصیلدار کی 66عدد اسامیاں خالی ہیں جن میں سے 31عدد براہ راست بھرتی کوٹا کی ہیں اور35 عدد بی کلاس پروموشن کوٹا کی ہیں۔

(ج) نائب تحصیلدار کی بھرتی پر کوئی پابندی عائد نہ ہے۔

ضلع خانیوال، محکمہ کی اراضی کی الاٹمنٹ کی تفصیلات

*7111:جناب محمد حفیظ اختر چودھری:کیاوزیر مال وکالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم مئی2008 سے آج تک ضلع خانیوال میں کتنی اراضی کن کن افراد کو الاٹ کی گئی ان کے نام،پتاجات اور اراضی کی تفصیل بتائیں؟

(ب) یہ اراضی کن کن شرائط پر الاٹ کی گئی اور کن کن سکیموں کے تحت الاٹ کی گئی؟

(ج) یہ اراضی الاٹ کرنے کے لئے درخواستیں طلب کی گئیں اگر ہاں تو یہ درخواستیں کب طلب کی گئیں؟

(د) کتنے افراد نے درخواستیں جمع کروائیں اور کس کس کو زمین الاٹ ہوئی اور کتنے لوگوں کو زمین الاٹ نہیں ہوئی؟

(ہ) اس ضلع میں تعینات کتنے محکمہ مال کے ملازمین/افسران نے اس عرصہ کے دوران زمین الاٹ کروائی ان کے نام،عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(و) کیا حکومت نے ڈی سی او یا اس کے کسی عزیز کو بھی زمین الاٹ کی ہے اگر ہاں تو کس کس جگہ کس کس سکیم کے تحت کتنی اراضی الاٹ ہوئی ہے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یکم مئی 2008 سے دسمبر 2009 تک اراضی عارضی کاشت سکیم میں الاٹ نہ کی گئی۔ بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور کے نوٹیفکیشن سال 2010 کے مطابق ضلع خانیوال میں درج ذیل الاٹمنٹ کی گئی۔

1۔	عارضی کاشت سکیم برائے 5 سال	181=
2۔	عارضی کاشت سکیم برائے 1 سال	102=
3۔	زرعی گریجویٹس سکیم	22=
	کل الاٹمنٹ	305=

آرمی ویلفیئر سکیم کے تحت کل 61 افراد کو رقبہ سرکار الاٹ کیا گیا یہ الاٹمنٹ MFRO ملتان کی سفارش پر کی گئی۔

(ب) مطابق ہدایات بورڈ آف ریونیو پنجاب درج ذیل ہدایات کے تحت مستحق افراد کو الاٹمنٹ کی گئی۔

1۔ ایسے افراد جن کا ملکیتی رقبہ 14 ایکڑ سے کم تھا۔

2۔ ایسے افراد جن کی چک ہذا میں کاشت موجود تھی۔

3۔ ایسے افراد جو کہ چک / ریونیو حلقہ کے رہائشی تھے۔ ایک خاندان کو ایک ہی لاٹ دی گئی۔

4۔ یہ الاٹمنٹ عارضی کاشت سکیم، گریجویٹ سکیم اور آرمی ویلفیئر کے تحت الاٹ کی گئی۔

(ج) گورنمنٹ کی ہدایات کے مطابق عارضی کاشت اور گریجویٹ سکیم کے تحت درخواست ہائے مورخہ یکم فروری 2010 سے طلب کی گئیں۔

(د) ضلع خانیوال میں کل عارضی کاشت سکیم کے تحت 3095 درخواست ہائے جمع کروائی گئیں جبکہ گریجویٹ سکیم کے تحت جمع کروائی گئی درخواست ہائے کی تعداد 437 تھی۔ ان میں سے کل 305 افراد کو رقبہ سرکاری کی الاٹمنٹ مطابق قواعد بورڈ آف ریونیو کی گئی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جبکہ 3227 افراد کو الاٹمنٹ نہ کی گئی۔

(ہ) مطابق رپورٹ اسسٹنٹ کمشنر صاحبان کسی بھی سرکاری ملازم یا افسر کو کوئی سرکاری رقبہ کسی سکیم میں نہ الاٹ کیا گیا۔

(و) حکومت نے ڈی سی او یا ان کے کسی عزیز کو کوئی الاٹمنٹ نہ کی ہے۔

لاہور۔بورڈآف ریونیو کے پاس گاڑیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7161: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیاوزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) بورڈآف ریونیو پنجاب لاہور کے پاس گاڑیوں کی کل تعداد کتنی ہے اور یہ کن کن افسران کے زیر استعمال ہیں، ان کے نمبرز اور ماڈلز کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) کیا گاڑیاں گورنمنٹ کے قانون / پالیسی کے تحت مجاز افسران کو الاٹ کی جاتی ہیں؟

(ج) کیا قانون کے مطابق BS-17 کے افسران کو گاڑیاں الاٹ کی جاتی ہیں؟

(د) جنرل ڈیوٹی پر کتنی گاڑیاں مامور ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) بورڈآف ریونیو پنجاب لاہور میں افسران کے زیر استعمال گاڑیوں کی تعداد 27 ہے۔نمبرز اور ماڈل کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ گاڑیاں گورنمنٹ کے قانون / پالیسی کے تحت مجاز افسران کو ہی الاٹ کی جاتی ہیں۔

(ج) قانون کے مطابق BS-17 کے افسران کو گاڑیاں الاٹ نہیں کی جاتیں۔

(د) جنرل ڈیوٹی پر صرف تین گاڑیاں مامور ہیں۔

ضلع حافظ آباد۔اراضی کی تفصیلات

*7163: چودھری محمد اسد اللہ: کیاوزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع حافظ آباد میں (متروکہ) و نزول اراضی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو ہر کیٹیگری میں کتنی کتنی اراضی ہے اور یہ کہاں کہاں واقع ہے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ ضلع حافظ آباد میں متروکہ اراضی ہے جبکہ نزول اراضی نہ ہے۔

(ب) ضلع حافظ آباد میں متروکہ اراضی 4467 کنال اور 05 مرلہ ہے جس کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع وہاڑی، کاشتکاروں کو زمین تقسیم کرنے کی تفصیلات

*7164: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال 1999 سے آج تک ضلع وہاڑی میں حکومت نے کل کتنی زمین کاشت کاروں میں تقسیم کی؟

(ب) مذکورہ زمین کن کن علاقوں میں کب کس کے حکم سے تقسیم کی گئی؟

وزیر مال و کالونیز(رانا ثناء اللہ خان):

(الف) سال 1999 سے آج تک کل اراضی بقدر 1355 ایکڑ 02 کنال 13 مرلہ ضلع وہاڑی میں کاشتکاروں کو تقسیم کی گئی۔

(ب) اس کی بابت تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع ننکانہ صاحب میں سید والا بڑا گھر کے نام سے تحصیل ہیڈ کوارٹر بنانے کی تفصیلات

*7196: رائے محمد اسلم خان: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع ننکانہ صاحب کتنی تحصیلوں پر مشتمل ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل شاہکوٹ اور تحصیل سانگلہ ہل میں یونین کونسلز کی تعداد دس دس ہے اور تحصیل ننکانہ صاحب 37 یونین کونسلز پر مشتمل ہے؟

(ج) کیا حکومت تحصیل ننکانہ صاحب جو اتنی بڑی تحصیل ہے اس میں سید والا بڑا گھر کے نام سے نیا تحصیل ہیڈ کوارٹر بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) اگر جواب ہاں میں ہے تو حکومت کب تک عمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال و کالونیز(رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ضلع ننکانہ صاحب تین تحصیلوں شاہکوٹ، سانگلہ ہل اور ننکانہ صاحب پر مشتمل ہے۔

(ب) تحصیل شاہ کوٹ 09، تحصیل سانگلہ ہل 11 اور تحصیل ننکانہ صاحب 37 یونین کونسلز پر مشتمل ہے۔

(ج) موجودہ سیلابی نقصانات، عوامی بحالی کے اقدامات اور معاشی حالات کی بناء پر نئے تحصیل ہیڈ کوارٹر کی سر دست کوئی تجویز حکومت پنجاب کے زیر غور نہ ہے۔

(د) جز (ج) کے جواب میں اس کا جواب دیا جا چکا ہے۔

سال 2000 تا 2010، صحافیوں کو الاٹ کردہ پلاٹس سے متعلقہ تفصیلات

*7266: میاں نصیر احمد: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے صحافیوں کو 2000 سے 2010 کے دوران پلاٹ الاٹ کئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ عرصہ کے دوران صحافیوں کے لئے ہاؤسنگ کالونی بھی بنائی گئی؟

(ج) اگر جوابات اثبات میں ہیں تو مذکورہ عرصہ کے دوران جن صحافیوں کو پلاٹ الاٹ کئے گئے اوران سے جو معاوضہ حاصل کیا گیا، مکمل تفصیل سے جواب ایوان میں فراہم کیا جائے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) پنجاب حکومت بورڈ آف ریونیو پنجاب نے ایسی کوئی الاٹمنٹ نہ کی ہے۔

(ب) موضع ہربنس پورہ میں بروئے انتقال نمبر 2228 بحکم جناب ایڈیشنل سیکرٹری کالونی بورڈ آف ریونیو پنجاب تبدیلی حقوق قبضہ رقبہ تعدادی 952 کنال 15 مرلہ برائے تعمیر صحافی کالونی درج ہے کہ 26-09-2005 کو منظور ہوا اور موقع پر صحافی کالونی موجود ہے۔

(ج) اس کی تفصیل بھی صحافی فاؤنڈیشن سے لی جانی مناسب ہے ریونیو ریکارڈ میں تحصیل کینٹ / ہربنس پورہ میں کوئی اندراج نہ ہے۔

ضلع خانیوال، منظور شدہ اسامیاں و دیگر تفصیلات

*7425: رانا بابر حسین: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع خانیوال میں ای ڈی او (ریونیو) کے تحت کل منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں؟

(ب) کتنی اسامیاں پر ہیں اور کتنی کس کس گریڈ کی خالی ہیں؟

(ج) اس وقت ان ملازمین میں سے کس کس کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے؟

(د) کتنے ملازمین عرصہ تین سال سے زائد اس ضلع میں مختلف جگہوں پر کام کر رہے ہیں؟

(ہ) کتنے ملازمین کو کس کس بناء پر سزا ہوئی ہے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ضلع خانیوال میں منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام اسامی	گریڈ/ سکیل	تعداد منظور شدہ اسامی
1	سپرنٹنڈنٹ	16	3
2	نائب تحصیلدار	14	16
3	پی اے	15	6
4	ایچ وی سی	15	2
5	سٹینوگرافر	12	19
6	کمپیوٹر آپریٹر	12	6
7	اسسٹنٹ / ہیڈ کلرک	14	18
8	سینئر کلرک	9	23
9	جونیئر کلرک	7	94
10	سٹور کیپر	5	4
11	ٹیلی فون آپریٹر	5	7
12	ڈرائیور	4	24
13	دفتری	2	4
14	نائب قاصد	1	149
15	ڈاک رنر	1	4
16	درجہ چہارم	1	50
17	قانونگو	11	26
18	پٹواری	9	234
میزان			689

(ب) تفصیلات بابت تعینات شدہ اہلکاران اور خالی اسامیاں حسب ذیل ہیں:

نمبر شمار	نام اسامی	گریڈ/ سکیل	تعینات شدہ	خالی اسامی
1	سپرنٹنڈنٹ	16	3	0
2	نائب تحصیلدار	14	13	3
3	پی اے	15	2	4
4	ایچ وی سی	15	2	0
5	اسسٹنٹ / ہیڈ کلرک	14	18	0
6	سٹینوگرافر	12	1	18
7	سینئر کلرک	9	23	0

8	جونیئر کلرک	7	94	0
9	سٹور کیپر	5	0	4
10	ٹیلی فون آپریٹر	5	0	7
11	ڈرائیور	4	15	9
12	دفتری	2	1	3
13	نائب قاصد	1	132	17
14	ڈاک رنر	1	2	2
15	درجہ چہارم	1	34	16
16	قانونگو	11	21	5
17	پٹواری	9	200	34
	میزان		561	128

(ج) آٹھ پٹواریوں کے خلاف محکمانہ اور قانونی کارروائی چل رہی ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام ملازم جس کے خلاف انکوائری زیر سماعت ہے۔
1	طاہر حمید بابر جونیئر کلرک ڈی او(آر) آفس خانیوال کے خلاف بوگس نقل جاری کرنے کی بناء پر انکوائری زیر سماعت ہے۔
2	محمد ایاز پٹواری ڈی ٹی او(آر) آفس خانیوال کے خلاف رشوت کے الزام میں محکمانہ انکوائری زیر سماعت ہے۔
3	شاہد یوسف پٹواری ڈی ٹی او(آر) آفس میاں چنوں کے خلاف ریکارڈ میں ردوبدل کے الزام میں محکمانہ کارروائی زیر سماعت ہے۔
4	ملک محمد اکرم پٹواری ڈی ڈی او(آر) آفس میاں چنوں کے خلاف ریکارڈ میں ردوبدل کے الزام میں محکمانہ کارروائی زیر سماعت ہے۔
5	محمد عارف پٹواری ڈی ڈی او(آر) آفس کبیروالہ کے خلاف ٹی ایم اے فیس جمع نہ کروانے اور بوگس انتقال درج کرنے کے الزام میں محکمانہ کارروائی زیر سماعت ہے۔
6	اطہر عباس زیدی نائب تحصیلدار، محمد شفیق قانونگو اور محمد ضیغم پٹواری ڈی ڈی او(آر) آفس میاں چنوں کے خلاف سانحہ بم دھماکا چک نمبر L-15/129 میاں چنوں غلط سروے رپورٹ مرتب کرنے کی بناء پر انکوائری زیر سماعت ہے۔
7	محمد رمضان سٹینو گرافر ڈی ڈی او(آر) آفس خانیوال کے خلاف غیر حاضری کی بناء پر انکوائری زیر سماعت ہے۔
8	بدر دین نائب تحصیلدار/NTO کے خلاف نااہلی کی بناء پر انکوائری زیر سماعت ہے۔

(د) ضلع ہذا میں 66 ملازمین تین سال سے زائد عرصہ سے مختلف جگہوں پر تعینات ہیں۔
(ہ) سات ملازمین کو مختلف الزامات میں سزا دی گئی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام ملازم
1	واجد علی پٹواری ڈی ڈی او(آر) آفس میاں چنوں کو ریکارڈ میں ردوبدل کرنے کی بناء پر ملازمت سے برطرف کیا گیا۔
2	صادق محمد پٹواری کو ڈی ڈی او(آر) آفس کبیر والہ کے ریکارڈ میں ردوبدل کی بناء پر دو سال ضبطی سروس کی سزا ہوئی۔
3	سرفراز پٹواری کو ڈی ڈی او(آر) آفس کبیر والہ سے غیر حاضری کی بناء پر دو سال ضبطی سروس کی سزا ہوئی۔
4	احمد شکیل جونیئر کلرک ڈی او(آر) آفس خانیوال کو کرپشن کی بناء پر جبری ریٹائرمنٹ کی سزا ہوئی۔
5	اکبر علی لودھی جونیئر کلرک ڈی او(آر) آفس خانیوال کو نااہلی کی بناء پر پانچ سال سروس ضبط کرنے کی سزا ہوئی۔
6	محمد منشاء قادری جونیئر کلرک ڈی او(آر) آفس خانیوال کو کرپشن کی بناء پر جبری ریٹائرمنٹ کی سزا ہوئی
7	محمد الیاس جونیئر کلرک ڈی او(آر) آفس خانیوال کو غیر حاضری کی بناء پر جبری ریٹائرمنٹ کی سزا ہوئی

موروثی مزارعین کے نوٹیفکیشن سے متعلقہ تفصیلات

*7430: راؤ کاشف رحیم خان: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ پنجاب میں موروثی مزارعین کا نوٹیفکیشن کرنے کی مجاز اتھارٹی کون ہے، اسے کب اور کتنے عرصہ بعد جاری کیا جاتا ہے اور آخری دفعہ مذکورہ نوٹیفکیشن کب جاری ہوا؟

(ب) کیا مذکورہ نوٹیفکیشن میں توسیع ہوتی ہے، اگر ہاں تو کیوں اور کون کرتا ہے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) صوبہ پنجاب میں موروثی مزارعین کو مالکانہ حقوق دینے کی غرض سے پنجاب ٹیننسی ایکٹ 1887 میں سال 1952 میں ترمیم کر کے دفعہ 114 کا اضافہ کیا گیا جس کے تحت بعض قسم کے موروثی مزارعین کو بلامعاوضہ مالکانہ حقوق دیئے گئے لیکن جو مزارعین لگان بصورت نقدی یا بصورت نقدی و بٹائی دیتے تھے صوبائی حکومت کی طرف سے وضع ہونے والے قواعد کے تحت مقرر شدہ معاوضہ مقررہ مدت کے اندر ادا کر کے مالکانہ حقوق حاصل کر سکتے تھے، دفعہ 114 مذکور کے تحت صوبائی حکومت نے 1953 میں قواعد وضع کئے جن کے تحت

موروثی مزارعین نے مقرر کردہ معاوضہ کی رقم دو سال کے اندر ادا کرنی تھی لیکن بہت سے موروثی مزارعین مقررہ میعاد کے اندر معاوضہ جمع نہ کرا سکے، حکومت نے مقررہ میعاد میں توسیع کی جس کی قانونی حیثیت مشکوک ہونے کی وجہ سے ہنگامی قانون پنجاب مزارعین (توثیق و توسیع میعاد برائے ادائیگی معاوضہ) 1969 نافذ ہوا-اس ہنگامی قانون میں وقتاً فوقتاً ترمیم کی جاتی رہی اور برائے ادائیگی معاوضہ مدت میں آخری توسیع بذریعہ قانون نمبر XII مجریہ 10- نومبر 1992 کو 31- دسمبر 1996 تک توسیع کی گئی-

(ب) عدالت عظمیٰ کے شریعت اپیلیٹ بنچ نے سرحد ٹیننسی ایکٹ 1950 کی دفعہ 4 اور قواعد سرحد ٹیننسی (لینڈلارڈ کے لئے معاوضہ کی قائمی) 1981 (جو کہ پنجاب میں لاگو قانون کی طرز پر تھے) ان کو اس بناء پر غیر اسلامی قرار دیا کہ قرآن و سنت کی روشنی میں جو شخص کسی مردہ زمین کو اپنی محنت اور خرچ سے آباد کرے وہ اس کا مالک ہے-عدالت عظمیٰ کا متعلقہ حکم (1) 1989 SCMR 2012 میں شائع ہوا-عدالت عظمیٰ نے نظر ثانی کی درخواست پر اپنے فیصلہ جو کہ PLD 1991 SC 760 میں رپورٹ ہوا میں پنجاب ٹیننسی ایکٹ 1887 کی دفعات 5 تا 11 کا جائزہ لیا اور یہ وضاحت کی کہ جن لوگوں کو سرحد ٹیننسی ایکٹ میں موروثی کاشتکار کہا گیا قانون ہی کی رو سے وہ مختلف ہو سکتے ہیں-بے شک ان میں سے بیشتر قسمیں ایسی ہی ہیں جن کو شرعاً زمین کا مالک نہیں کہا جا سکتا لہذا اصل مالکوں کی مرضی کے بغیر انہیں معاوضہ کے ساتھ یا بلا معاوضہ زمینوں کا مالک قرار نہیں دیا جا سکتا لیکن کچھ قسمیں ایسی بھی ہیں جن کو بلا معاوضہ مالک قرار دینے میں نہ صرف یہ کہ کوئی شرعی قباحت نہیں ہے بلکہ یہ کہ ان کا شرعی حق ہے اور ان کے اس حق کے قانونی اعتراف کے لئے کوئی معاوضہ طلب کرنا قرآن و سنت کے احکام کے خلاف ہے-عدالت عظمیٰ کے اس فیصلہ کی روشنی میں حکومت پنجاب ضروری قانون سازی پر غور کر رہی ہے-

صوبہ میں اراضی کے مالکانہ حقوق دینے کی تفصیلات

*7533: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

یکم جنوری 2007 سے 2009 تک صوبے کن کن اضلاع میں کل کتنے افراد کو کل کتنی اراضی کے مالکانہ حقوق دیئے گئے، زمین و پلاٹ کن مقاصد کے تحت الاٹ کئے گئے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

یکم جنوری 2007 سے 2009 تک صوبہ میں مالکانہ حقوق پر دی گئی اراضی کی ضلع وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع چنیوٹ، محکمہ مال میں بھرتی کی تفصیلات

*7534: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

ضلع چنیوٹ میں سال 2008 سے اب تک گریڈ ایک تا 16 کے کتنے افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام گریڈ اور عہدہ جات سے آگاہ کریں؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

ضلع چنیوٹ میں مورخہ 07-04-2010 کو مختلف اسامیوں کی بھرتی عمل میں لائی گئی مگر بھرتی کے جملہ قواعد و ضوابط مکمل نہ ہونے کی وجہ سے مذکورہ بھرتی منسوخ کر دی گئی جو کہ فی الوقت برائے حتمی فیصلہ لاہور ہائیکورٹ لاہور زیر التواء ہے۔

صوبہ میں سیلاب کی وجہ سے متاثر ہونے والے اضلاع کی تفصیلات

*7572: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں حالیہ سیلاب اور بارشوں کی وجہ سے کون کونسے اضلاع متاثر ہوئے ہیں ان کے نام بتائیں؟

(ب) ہر ضلع میں کتنے دیہات اور شہر متاثر ہوئے ہیں؟

(ج) ہر ضلع میں کتنے ایکڑ پر فصلیں متاثر ہوئی ہیں؟

(د) ہر ضلع میں حکومت نے سیلاب اور بارشوں کے متاثرین کی بحالی کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) صوبہ پنجاب میں حالیہ سیلاب اور بارشوں کی وجہ سے گیارہ اضلاع متاثر ہوئے ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں۔ راجن پور، ڈیرہ غازیخان، مظفر گڑھ، لیہ، رحیم یار خان، میانوالی، خوشاب، بھکر، جھنگ، ملتان، سرگودھا۔

(ب) کل دیہات 2079 متاثر ہوئے ہیں اور ان کو آفت زدہ قرار دیا گیا ہے۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1- راجن پور	421 دیہات
2- ڈیرہ غازی خان	141 دیہات
3- مظفر گڑھ	589 دیہات
4- لیہ	122 دیہات
5- رحیم یار خان	134 دیہات
6- میانوالی	132 دیہات
7- خوشاب	39 دیہات
8- بھکر	58 دیہات
9- جھنگ	322 دیہات
10- ملتان	61 دیہات
11- سرگودھا	60 دیہات

(ج) متاثرہ اضلاع میں تقریباً 17 لاکھ 12 ہزار ایکڑ پر فصلیں جن میں کپاس، چارا، چنے، گنا اور چاول شامل ہیں تباہ ہوئیں۔

(د)

(I) متاثرین کو وافر مقدار میں کھانے پینے کی اشیاء اور کپڑے وغیرہ فراہم کئے ہیں۔

(ii) متاثرین کو طبی سہولیات موقع پر فراہم کی گئیں۔

(iii) فوت شدگان کے لواحقین کو تین لاکھ روپے فی کس کے حساب سے ادائیگی کی گئی ہے۔

(iv) متاثرین کی بحالی کے لئے وطن کارڈ کے ذریعے بیس ہزار روپے فی خاندان کے حساب سے ادائیگی کر دی گئی ہے۔

(v) متاثرہ کسان جن کی ملکیت پچیس ایکڑ تک ہے کو پچاس کلو گرام گندم کا بیج اور ایک بیگ یوریا کھاد فی ایکڑ کے حساب سے مفت فراہم کیا جا رہا ہے۔

(vi) متاثرین کی رہائش کے لئے ماڈل ویلیج تعمیر کئے جا رہے ہیں۔

(vii) ونٹر پلان کے تحت 7 لاکھ کمبل و رضائیاں متاثرین سیلاب میں تقسیم کی جا رہی ہیں۔

فیصل آباد چک نمبر 156 تحصیل جھمرہ میں سرکاری زمین و ناجائز قابضین کی تفصیلات

*7621: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) چک نمبر 156ر۔ب تحصیل جھمرہ ضلع فیصل آباد میں محکمہ کی سرکاری زمین کتنی ہے؟

(ب) کتنی زمین ایسی ہے جن پر لوگوں نے قبضہ کیا ہوا ہے؟

(ج) جن لوگوں نے قبضہ کیا ہوا ہے ان کے نام و پتاجات اور یہ کب سے قابض ہیں؟

(د) جو لوگ سرکاری زمین پر ناجائز قابض ہیں ان سے قبضہ چھڑوانے کے لئے کوئی کارروائی کی گئی اگر ہاں تو کون کون سے افسران واہلکاران مذکورہ کارروائی میں شامل تھے؟

(ہ) کیا حکومت مذکورہ چک کی سرکاری زمین ناجائز قابضین سے واگزار کروا کے غریب لوگوں کو 5مرلہ سکیم کے تحت الاٹ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر مال و کالونیز (راناثناء اللہ خان):

(الف) کل رقبہ سرکار 1456 کنال ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

بقایا سرکار	1176K-18M
ریزرو چراگاہ	307K-04M
نیلام شدہ	1148K-16M
غیر نیلام شدہ	28K-02M
مقبوضہ محکمہ تعلیم	51K-00M
محکمہ صحت	16K-14M
مقبوضہ اہل اسلام غیر ممکن قبرستان	75K-19M
مقبوضہ باشندگان دیہہ کچی آبادی	17K-00M
7مرلہ جناح آبادی سکیم	43K-15M
خالی باقبضہ	63K-18M
غیر ممکن مکانات ناجائز قبضہ	38K-18M

(ب) کل اراضی ناجائز قبضہ 38K-18M

(ج) فہرست ناجائز قابضین مع نام و پتاجات اور جب سے قابض ہیں کی تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) رقبہ از قسم چراگاہ ہے جو کہ ریزرو برائے آبادی دیہہ ہوتا ہے رقبہ مذکورہ آبادی دیہہ کے ملحقہ ہے ناجائز قابضین عرصہ دراز سے پختہ مکانات تعمیر کر کے بیٹھے ہیں اور رقبہ مذکورہ کو اضافی آبادی دیہہ منظور کروانا چاہتے ہیں جس وجہ سے کارروائی نہ ہو سکی۔تاہم ناجائز قابضین کے

خلاف برائے کارروائی زیر دفعہ 32/34 کالونی ایکٹ کرنے کے لئے نوٹس برائے سماعت جاری کر دیئے گئے ہیں۔

(ہ) مطابق ہدایت نئی پالیسی حکومت پنجاب قبضہ جات واگزار کروا کر 5 مرلہ سکیم کے تحت غریب لوگوں کو پلاٹ الاٹ کئے جا سکتے ہیں جو کہ متعلقہ حکومت پنجاب ہے۔

ضلع چنیوٹ میں پٹوار حلقوں کی تعداد ودیگر تفصیلات

*7653: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع چنیوٹ میں پٹواریوں کے کل کتنے حلقے ہیں؟

(ب) کتنے حلقوں میں پٹواری متعین ہیں اور کتنے حلقے خالی پڑے ہوئے ہیں؟

(ج) خالی حلقوں میں حکومت کب تک مستقل پٹواری مقرر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) ضلع کے کتنے ایسے پٹواری ہیں جو عرصہ تین سال سے زائد ایک ہی جگہ پر تعینات ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ضلع چنیوٹ میں پٹواریان کے کل حلقہ جات 125 ہیں۔

(ب) ضلع ہذا میں 101 حلقہ جات پر پٹواری متعین ہیں اور 24 حلقہ جات خالی ہیں۔

(ج) فی الحال حکومت پنجاب S&GAD کی طرف سے بھرتی پر پابندی عائد ہے لہذا حکومت کی طرف سے پابندی اٹھنے کے بعد پٹواریان کی خالی اسامیوں پر بھرتی کی جائے گی۔

(د) ضلع ہذا میں 41 پٹواریان عرصہ تین سال سے زائد ایک ہی جگہ پر تعینات ہیں۔

ضلع رحیم یار خان، قواعد کے برعکس تعینات پٹواریوں کی ٹرانسفر کی تفصیلات

*7674: میاں شفیع محمد: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ کی پالیسی کے مطابق پٹواری کی کسی مقام / موضع میں تعیناتی کا زیادہ سے زیادہ عرصہ کتنا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ضلع رحیم یار خان میں اکثر پٹواری محکمانہ پالیسی کے برعکس کافی عرصہ سے ایک ہی جگہ پر تعینات ہیں؟

(ج) پورے ضلع میں کتنے پٹواری حضرات ایسے ہیں جو عرصہ تین سال سے زائد ایک ہی جگہ تعینات ہیں ان کے نام، موضع تعیناتی کے ساتھ تفصیل بیان فرمائی جائے؟

(د) حکومت ان پٹواریوں کو رولز کے تحت فوری ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، جو تین سال سے زائد ایک ہی جگہ تعینات ہیں؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) محکمہ کی پالیسی کے مطابق پٹواری کی موضع میں تعیناتی کا عرصہ تین سال ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔بہر حال کافی پٹواریان کو تبدیل کر دیا گیا ہے اور باقی زیر تجویز ہیں۔

(ج) ضلع رحیم یار خان میں 83 پٹواری ایسے ہیں جو عرصہ تین سال سے زائد ایک ہی جگہ تعینات ہیں، ان کے نام، موضع تعیناتی کی تفصیل تحصیل وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) حکومت کی ہدایات کے مطابق تین سال سے زائد ایک ہی حلقہ میں تعینات پٹواریان میں سے کافی پٹواریان کا تبادلہ کر دیا گیا ہے جو رہ گئے ہیں ان کا تبادلہ بھی زیر غور ہے۔

ضلع گجرات میں سیٹلمنٹ اراضی کے کام کی ابتداء و دیگر تفصیلات

*7737: چودھری عرفان الدین: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع گجرات میں سیٹلمنٹ اراضی کا کام کب شروع ہوا اور کب مکمل ہونا تھا، اس کا کل تخمینہ لاگت کیا تھا؟

(ب) مذکورہ ضلع میں سیٹلمنٹ اراضی کا کام کتنے موضع جات کا ہونا ہے؟

(ج) اب تک کتنے موضع جات کی سیٹلمنٹ ہو چکی ہے اور اس پر کتنے اخراجات ہو چکے ہیں؟

(د) پورے ضلع کی سیٹلمنٹ اراضی کا کام کب مکمل ہو گا؟

وزیر مال و کالونیز (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ضلع گجرات میں اراضی کی سیٹلمنٹ کا کام نومبر 2004 میں شروع ہوا اور مطابق شیڈول 2013-14 میں ختم ہو جائے گا۔ سال 04-2003 سے لے کر 15۔ فروری 2011 تک تقریباً -/6,54,95,435 روپے تک اخراجات ہو چکے ہیں۔

(ب) ضلع گجرات میں 1084 موضعات کا کام بندوبست کیا جانا ہے۔

(ج) ضلع گجرات میں 543 مواضعات کا کام بندوبست مکمل ہو کر مسل حقیت داخل دفتر تحصیل کروادی گئی ہیں۔ تحصیل وار تفصیل درج ذیل ہے:

تحصیل گجرات	540	275	265	50.92%
تحصیل کھاریاں	433	203	230	46.88%

تحصیل سرائے عالمگیر	111	65	46	58.55%
کل میزان	1084	543	541	50.09%

15۔ فروری 2011 تک کام بندوبست پر تقریباً-/65495435 روپے اخراجات ہو چکے ہیں۔جس میں سے افسران و عملہ کی تنخواہیں اور Contingency Bills بھی شامل ہیں۔

(د) مطابق شیڈول ضلع گجرات میں سال 14-2013 تک کام بندوبست مکمل ہو جائے گا۔

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 66 ملک محمد عباس راں صاحب کی طرف سے ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

ڈی ایس پی دہلی گیٹ (ملتان) کے معزز ممبر کے خلاف الزامات

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 25۔اگست 2011 بوقت 00-6 بجے شام میں سابق گورنر پنجاب مخدوم سجاد حسین قریشی کی برسی میں شمولیت کے لئے جارہا تھا کہ جب میری جیپ قلعہ کہنہ قاسم باغ ملتان میں داخل ہوئی تو آگے پولیس نے barrier لگایا ہوا تھا جس کے آگے دو وارڈن کھڑے تھے اور ڈی ایس پی دہلی گیٹ سعادت اپنی سرکاری گاڑی میں بیٹھا ہوا تھا۔انہوں نے میری گاڑی کو روکا میں نے اپنا تعارف کروایا مگر ڈی ایس پی نے کہا کہ آپ گاڑی واپس لے جائیں۔آپ آگے پیدل جا سکتے ہیں۔میں نے کہا کہ درگاہ کے سامنے جو گاڑیاں پارک ہوئی ہیں اگر یہ گاڑیاں وہاں پارک ہو سکتی ہیں تو میری گاڑی بھی وہاں پر پارک ہو سکتی ہے اور وہاں پر کافی جگہ بھی ہے مگر ڈی ایس پی مذکور بضد رہا اور مجھے اس نے روکے رکھا میں نے دوبارہ ڈی ایس پی سے کہا کہ درگاہ حضرت ذکریا صاحب کو ایک ایم پی اے سے کیا خطرہ ہو سکتا ہے؟ ڈی ایس پی نے میری گاڑی زبردستی واپس کروائی وہاں پر میرے حلقہ کے لوگ بھی موجود تھے اس نے میرے ساتھ بحث و مباحثہ شروع کر دیا اور میرے خلاف مختلف قسم کے من گھڑت الزامات لگائے۔میں نے اس سے کہا کہ آپ میرے خلاف من گھڑت الزامات لگا رہے ہیں اس پر وہ مزید سیخ پا ہو گیا اور میرے خلاف بولتا رہا۔میں نے اس کے اس روّیہ کے خلاف سی پی او ملتان اور آر پی او ملتان کو بھی شکایت کی مگر اس کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہوئی ہے۔ڈی ایس پی مذکورہ نے میرے

خلاف جو من گھڑت الزامات اور دیگر غلط زبان استعمال کی ہے اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! اب میں آپ سے اپنی مختصر گزارش پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے آپ کی خدمت میں جو تحریک استحاق پیش کی ہے اس طرح کے واقعات ہمارے ساتھ اکثر و بیشتر رونما ہوتے ہیں۔ اگر ہم اپنی ان تمام باتوں کو یہاں پر اسمبلی میں لے کر آئیں اور اپنی Privilege Motions move کرتے رہیں تو میرے خیال میں شاید اسمبلی کا کام بھی رُک جائے۔ میری گزارش ہے کہ اس اسمبلی کا ممبر ہونے کے بعد عزت کروانے کے لئے کیا یہ ضروری ہے کہ وہ بندہ وزیر اعلیٰ ہو، وہ بندہ سپیکر ہو، وہ منسٹر ہو یا وہ اپوزیشن لیڈر ہو؟ کیا ایک ممبر کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ پنجاب حکومت کے زیر انتظام ادارے کم از کم ہماری عزت تو کریں اگر وہ ہمارے جائز مسائل حل نہیں کرتے تو کیا ہمیں اُن سے اپنی عزت کروانے کا حق ہے؟ میرے ساتھ جو تین چار واقعات پیش آئے ہیں میں وہ آپ کو بتا دیتا ہوں۔ میں ایک دن اسلام آباد سے واپس آتے ہوئے اپنی گاڑی پر ٹھوکر نیاز بیگ چوک سے گزر رہا تھا تو وہاں پر Entry of Lahore کے نام پر ایک ناکا ہے۔ صبح 5 بجے کا ٹائم تھا اور میرے ساتھ میرا ڈرائیور تھا، میری گاڑی کو سپاہی نے روکا اور گاڑی کے آگے ایم پی اے کی پلیٹ دیکھ کر کہا "او! تہاڈے دوواں چوں ایم پی اے کہڑا اے؟" میں یہ حقیقت بتا رہا ہوں۔ میں نے کہا کہ جناب! میں ایم پی اے ہوں۔ اُس نے کہا "تیرا ناں کیہہ اے؟" میں نے کہا، "جی، محمد عباس۔" "او توں کتھوں ایم پی اے ایں؟" میں نے کہا، "ملتان سے ایم پی اے ہوں۔" اُس نے کہا، "کتھوں آ ریا ایں؟" میں نے کہا، "جی، اسلام آباد سے آ رہا ہوں۔" پھر وہ کہتا ہے، "کتھے جانا ای؟" میں نے کہا، "سر، لاہور جانا ہے، جا سکتا ہوں؟" تو اُس نے کہا، "چلو جاؤ۔" یہ واقعہ آج سے ایک سال پہلے کا ہے۔ میں اس واقعہ پر تحریک استحقاق نہیں لے کر آیا۔ میں نے عرض کیا ہے کہ ہم کس کس کے خلاف تحریک استحقاق لے کر آئیں گے؟

جناب سپیکر! میں ایک اور واقعہ عرض کرتا ہوں کہ میں ملتان سے آ رہا تھا اور میرا گھر جوڈیشل کالونی لاہور میں ہے تو اُسی ٹھوکر نیاز بیگ ناکا پر مجھے روکا۔ میرے ساتھ میرا بیٹا بیٹھا ہوا تھا جو لاء گریجویٹ ہے۔ شاید آپ اُسے جانتے ہوں وہ آپ سے کافی مانوس ہے۔ تو مجھے سپاہی نے کہا کہ گاڑی search کروائیں۔ میں چونکہ اپنی حیثیت جانتا تھا تو میں خاموشی سے بیٹھا رہا۔ میرا بیٹا چونکہ نوجوان تھا، نیا خون تھا، لاء گریجویٹ بھی تھا تو اُس نے کہا کہ ایم پی اے صاحب ہیں۔ سپاہی نے کہا، "میں نے آپ

کو کہا ہے کہ گاڑی search کروائیں اور یہ بھی بتائیں کہ ایم پی اے کے پاس کس قسم کا اسلحہ ہے؟"تو میرے بیٹے نے کہا کہ "بھئی! آپ کو بتا دیا ہے کہ ایم پی اے ہیں، آپ اُن کا کارڈ چیک کر لیں اور آپ جو اسلحہ کی بات کر رہے ہیں تو لائسنسی اسلحہ کوئی بھی بندہ خواہ وہ ایم پی اے ہو یا ایم پی اے نہ ہو وہ اپنی گاڑی میں اپنی self protection کے لئے لے کر جا سکتا ہے۔ جب سپاہی نے دیکھا کہ یہ ایم پی اے تو نہیں بولتا لیکن یہ لڑکا بولنے والا ہے تو اُس نے سوچا کہ جان بچائیں تو کہنے لگا، اچھا چلو، جاؤ جاؤ۔ ہم وہاں سے چلے گئے تو میرے بیٹے نے مجھے کہا کہ آپ اپنا تعارف کیوں نہیں کرواتے؟ میں نے کہا، بیٹا! آپ نیا خون ہو، ابھی آپ کو پتا نہیں ہے۔ میں نے کئی مرتبہ تعارف کروایا ہے اور میں تعارف کروانے کے بعد بے عزت ہوا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ تعارف کے بغیر میری بے عزتی کر لیں تاکہ ان کو پتا ہی نہ چلے کہ یہ ایم پی اے ہے یا نہیں۔

جناب سپیکر! میں ایک دن ایس ایس پی (آپریشن) لاہور کو ملنے کے لئے گیا تو آگے پولیس کا سپاہی کھڑا تھا۔ میں نے اُسے اپنا تعارف کروایا کہ جی مجھے ایس ایس پی (آپریشن) لاہور سے ملنا ہے۔ اُس نے کہا کہ گاڑی وہاں روڈ کے اوپر پارک کر دیں۔ میں نے کہا کہ آئی جی کے دفتر میں بھی ایم پی ایز کی گاڑی اندر جاتی ہے۔ اُس نے کہا کہ میں نے آپ کو کہا نہیں کہ آپ گاڑی وہاں پر پارک کر دیں۔ میں نے اُسی میں اپنی بھلائی سمجھی اور مزید بحث نہ کی۔ میرے سامنے اے ایس آئی اور سب انسپکٹر اپنی پرائیویٹ گاڑیوں میں باوردی اندر جا رہے تھے لیکن ایک ایم پی اے کی گاڑی کو باہر پارک کروا دیا۔ میں نے سوچا کہ عزت بچاؤ، بجائے اس کے کہ کچھ لوگ اکٹھے ہو جائیں اور اُن کو پتا چلے کہ ایک ایم پی اے کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! ایک دفعہ میرے حلقہ سے کچھ دوست آئے تو انہوں نے کہا کہ ہم نے واہگہ بارڈر پر پریڈ دیکھنی ہے۔ میں نے کہا کہ چلتے ہیں آپ کو دکھا دیتے ہیں۔ ہم وہاں پہنچے تو واہگہ بارڈر سے کافی پیچھے رینجرز کا جوان کھڑا تھا۔ میں نے اُسے اپنا تعارف کروایا۔ پہلے تو اُسے سمجھ ہی نہیں آئی کہ ایم پی اے کیا ہوتا ہے۔ اُس نے کہا کہ آپ ایم پی کے کیا ہو؟ میں نے کہا کہ ایم پی تو ملٹری پولیس ہوتی ہے، میں ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب ہوں، آپ میرا کارڈ بھی دیکھ سکتے ہیں میرے ساتھ میرے دوست ہیں اور میں نے ان کو پریڈ دکھلانی ہے۔ اُس نے کہا کہ گاڑی اُدھر پارک کر دیں اور آگے پیدل جائیں۔ وہاں سے آگے تقریباً آدھے کلومیٹر کا سفر تھا۔ میں نے کہا کہ یہ گاڑیاں تو جا رہی ہیں۔ اُس نے کہا کہ یہ وہ گاڑیاں ہیں جن کو allow کیا ہوا ہے جبکہ آپ کو اجازت نہیں ہے۔ یقین جانیں کہ مجھے بڑی شرمندگی ہوئی کہ میرے

ساتھ حلقے کے بندے تھے اگر میں اکیلا ہوتا تو خیر تھی کیونکہ اب ہم بے عزتی پروف اور use to ہو چکے ہیں۔ میں گاڑی پارک کر کے اُن دوستوں کو لے کر گیا، انہیں پریڈ دکھلائی تو مجھے انہوں نے بار بار کہا کہ یار! آپ ایم پی اے ہو، آپ اسمبلی میں نہیں بولتے کہ اُس نے آپ کے ساتھ یہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ ہمارے ساتھ اس سے بھی زیادہ کچھ ہوتا ہے اور یہ تو کچھ بھی نہیں ہوا تو اب ہمیں بے عزت ہونے کی عادت پڑ گئی ہے۔ میں نے اُن سے کہا کہ اب اس بات کو حلقے میں زیادہ مشتہر نہ کرنا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راں صاحب! میرا خیال ہے کہ ایم پی ایز کی کافی تعریف ہو گئی ہے تو اب ہم لاء منسٹر سے جواب سُن لیتے ہیں۔

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! میری دو اور گزارشات ہیں آپ وہ سُن لیں۔ میرا حوصلہ دیکھیں کہ میں ایسی چیزوں کو چار سال سے برداشت کر رہا ہوں۔ میں ایک دفعہ فورٹریس سٹیڈیم cross کر کے سی ایم ایچ جا رہا تھا وہاں پر آرمی کی چیک پوسٹ ہے انہوں نے مجھے روکا تو میں نے آرمی کے جوان کو اپنا تعارف کروایا، اُس نے کہا کہ آپ نے میری بات نہیں سُنی کہ گاڑی اُدھر لگا دیں اور چیک کروائیں۔ میں نے کہا، جی میری کیا مجال ہے۔ میں نے گاڑی لگائی تو پولیس کا بندہ آیا تو میں نے اُس سپاہی کو بتایا کہ یار! میں ایم پی اے ہوں، غلطی سے سی ایم ایچ جا رہا ہوں۔ اُس نے کہا کہ یار! پہلے بتا دینا تھا اب تو ہم چیک ہی کر چکے ہیں۔ میں نے کہا، میرے پاس کون سی توپ تھی یا میں کوئی اُسامہ بن لادن کا ساتھی ہوں کہ میں پکڑا جاؤں گا۔ خیر میں سی ایم ایچ گیا تو وہاں پر بھی انہوں نے کہا کہ ایم پی اے کی گاڑی کو سی ایم ایچ داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے جبکہ وہاں سے عام گاڑیاں اندر جا رہی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر آپ مریض ہیں تو ہم آپ کو wheel chair سے لے جائیں گے۔ میں نے کہا کہ آپ کی مہربانی ہے اور میں نے کہا کہ میں بے عزت ضرور ہوتا ہوں لیکن میں معذور نہیں ہوں۔

جناب سپیکر! میں کل اپنے ڈی ایس پی سرکل کو ملنے کے لئے گیا اور اُس کا اردلی پچھلے دس سال سے وہاں پر تعینات ہے اور وہ مجھے بڑی اچھی طرح سے جانتا ہے کہ میں ایم پی اے ہوں۔ اُس اردلی نے آگے ہاتھ کر کے مجھے روک کر کہا کہ نئے ڈی ایس پی صاحب تشریف لے کر آئے ہیں۔ میں نے کہا، جی فرمائیے۔ اُس نے کہا کہ جی، اندر بتانا پڑے گا کہ آپ آئے ہیں۔ مجھے شروع شروع میں تو غصہ بھی آتا تھا اور میں تڑی بھی لگا دیتا تھا کہ میں ایم پی اے ہوں، اب تو خیر عادت پڑ گئی ہے اس لئے میں اردلی کی بات سُن کر خاموش ہو گیا۔ اردلی نے دروازہ کھول کر کہا کہ عباس راں، ایم پی اے آیا ہے تو ڈی ایس پی نے کہا کہ آنے دو۔ میں اندر گیا تو ڈی ایس پی صاحب اکیلے بیٹھے تھے وہاں پر کوئی میٹنگ نہیں تھی۔ مجھے اُس

ڈی ایس پی کے خلاف بھی کوئی تحریک استحقاق پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تو بتا رہا ہوں کہ اُس نے اردلی کو یہ بتایا ہوا ہے کہ جو بھی آئے، خواہ وہ ایم پی اے ہو، ایم این اے ہو، سینیٹر ہو، اُس کو روکو، مجھے بتادو اور پھر اُس کو اندر آنے دو۔

جناب سپیکر! یہ میری چند ایک گزارشات ہیں اس کے علاوہ بھی بہت سارے واقعات ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب کسی ممبر کی توہین ہوتی ہے تو وہ کسی ایک ممبر کی توہین نہیں ہوتی۔ ہم جب اتحادی تھے اُس وقت بھی ہمارے ساتھ یہی روّیہ ہوتا تھا اور اب اپوزیشن میں ہیں تو پھر بھی ویسا ہی روّیہ ہے۔ اگر کسی ممبر کی بے عزتی ہوتی ہے تو کل کو آپ بھی اس کرسی سے نیچے آ جائیں گے اور آپ بھی ہماری طرح ممبر ہوں گے اور اگر آپ کے ساتھ یہی روّیہ ہو تو کیا آپ کو تکلیف نہیں ہوگی؟ اس ایوان کا جو Custodian ہے اس کا یہ فرض بنتا ہے کہ اس ایوان کی عزت اور احترام کا خیال رکھے اور وہ تب ہی ہوگا جب ہماری عزت اور احترام کا خیال رکھا جائے گا۔

جناب والا! یہ ممبران اسمبلی جو 2008 کے انتخابات میں منتخب ہو کر آئے ہیں ان میں سے پھر سپیکر، ڈپٹی سپیکر اور منسٹرز بنے ہیں۔ میری وزیر قانون صاحب کی خدمت میں بھی دست بدستہ گزارش ہے میں خدارا کسی پر تنقید نہیں کر رہا۔ میں ایسی کوئی بات نہیں کر رہا جس سے کسی کی دل آزاری ہو۔ میں نے تو اپنی توہین کے واقعات آپ کو بتائے ہیں اور میری میڈیا والوں سے بھی گزارش ہے کہ وہ ان واقعات کو میرے نام کے ساتھ نہ چھاپیں کہ میں نے شہرت کے لئے ایسا کہا ہے۔ وہ یہ بتائیں کہ ایک ممبر نے اپنی توہین کے بارے میں یہ کچھ بتایا ہے اور باقی ممبران خاموش ہیں جنہوں نے چھپایا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راں صاحب! شکریہ

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں آپ سے یہ وضاحت چاہتا ہوں جیسا کہ میرے بھائی معزز ممبر عباس راں صاحب نے فرمایا ہے۔ مجھے یہ بتائیں کہ کیا ایم پی اے کی گاڑی کو search کرنے کا ایک کانسٹیبل یا ڈی ایس پی کو اختیار ہے۔ میرا دوسرا پوائنٹ یہ ہے کہ ہمیں جو گرین کارڈ دیا گیا ہے اس کا مقصد کیا ہے؟ اس کا مقصد یہ ہے کہ یہ ہمارا استحقاق ہے۔ individual Not as بلکہ as the member of the organ of this democratic institution. یہ ٹھیک ہے کہ میں انفرادی طور پر ایک worker بھی ہو سکتا ہوں یا مزدور بھی ہو سکتا ہوں مگر اس ایوان کا ممبر ہونے کے

ساتھ یہ گرین کارڈ یا اسمبلی کارڈ جو ہمیں دیا جاتا ہے اس کا مقصد کیا ہوتا ہے، ہمارا order of precedent کیا ہے؟ order of precedent کے تحت کوئی بھی ممبر above the level of secretary ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ جو بھی منسٹر بنتا ہے وہ پہلے ممبر ہوتا ہے اور وزیر اعلیٰ بھی پہلے ممبر ہوا ہے اس لئے میں کہتا ہوں کہ ممبران اسمبلی کا استحقاق ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ کا point of view آ گیا ہے۔ آپ بڑے محترم ہیں۔ میں پہلے لاء منسٹر صاحب کو سن لوں اس کے بعد میں اپنے views دوں گا۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کے views میں ان points کی وضاحت چاہوں گا کہ ایک ممبر کی گاڑی کو کس طریقے سے چیک کیا جا سکتا ہے۔ ہم یہاں اکثر دیکھتے ہیں کہ چیف منسٹر آتے ہیں تو سب انسپکٹر تو اندر جا رہا ہے اور ممبر کو کہتے ہیں کہ باہر کھڑے ہو جاؤ۔ وزیر اعظم آتا ہے تو سب انسپکٹر یا اسسٹنٹ سب انسپکٹر کو تو اجازت ہے کہ وہ اندر جا رہے ہیں ہمیں کہا جاتا ہے کہ آپ باہر رکیں۔ اس ایوان کے ممبر کا استحقاق ہے کہ وہ non prohibited bore نہیں بلکہ prohibited bore کا اسلحہ بغیر لائسنس کے رکھ سکتا ہے، بغیر لائسنس کے اسلحہ خرید سکتا ہے اور جب وہ ممبر نہ رہے تو چھ مہینے کے اندر اسے لائسنس لینا ہوتا ہے۔ یہ ہمارے استحقاقات ہیں اور اگر ان کی صحیح طریقے سے protection نہ ہو تو پھر ان استحقاقات کو ختم کر دیا جائے۔ آخر ہمیں استحقاقات دینے کا مقصد کیا ہے؟ جب استحقاق دیتے ہیں تو irrespectively یہاں کوئی discrimination نہیں ہے چاہے کوئی اپوزیشن سے ممبر ہے یا حکومتی ممبر ہے۔ آپ بھی 2002 کی اسمبلی میں ہمارے ساتھ اپوزیشن میں بیٹھتے تھے۔ میرا point یہ ہے کہ یہ ہمارا استحقاق ہے۔ آج کل کے حالات کی وجہ سے ہم اپنی گاڑی search کرنے دیتے ہیں تاکہ ہماری لاعلمی کی وجہ سے کوئی نیچے بم نہ لگا دے ورنہ یہ ہمارا استحقاق ہے کہ وہ ہمیں search نہیں کر سکتے۔ میں اپنے استحقاق کی protection چاہتا ہوں۔ آپ کی وساطت سے میری لاء منسٹر صاحب کی خدمت میں یہ گزارش ہے کہ یہ general instructions دیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: میری معزز ممبران سے گزارش ہے کہ یہ تحریک استحقاق ہے۔ اس پر معزز ممبر جو محرک ہوتے ہیں ان کو short statement کی اجازت ہوتی ہے۔ ہم جب rules کی بات کرتے ہیں تو ہمیں اس پر چلنا بھی چاہئے۔ ہم اس معاملے پر تھوڑی دیر بعد point of orders لے لیں گے لیکن میں پہلے لاء منسٹر صاحب کے views لینا چاہتا ہوں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! آپ تحریک استحقاق پر ضرور لاء منسٹر کو سنیں لیکن میری گزارش یہ ہے کہ شاہ صاحب استحقاق کی بات کر رہے تھے۔ ہمیں استحقاق نہیں چاہئے بلکہ آج اس ایوان میں کوئی ممبر استحقاق کی بات نہیں کرتا ہم ممبران کو عام شہری کی طرح اگر deal کر لیا جائے تو میں اس کے لئے بھی آپ کو مبارکباد پیش کروں گا۔

جناب سپیکر! شاہ صاحب نے اتنی لمبی تقریر فرمادی کہ ہمارا یہ استحقاق ہے، ہمارا یہ حق ہے تو ہم قطعاً اپنا حق نہیں مانگتے۔ اس وقت حالت یہ ہے کہ میں نے پورے ساڑھے تین سال میں اپنی گاڑی پر ایم پی اے کی نمبر پلیٹ نہیں لگائی۔ میرے ڈرائیور اور گن مین کہتے ہیں تو میں ان سے کہتا ہوں کہ آپ ایم پی اے کی نمبر پلیٹ نہ لگا کر زیادہ بہتر رہو گے۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ میں ایم پی اے کی نمبر پلیٹ لگانے کے بغیر زیادہ معزز بھی ہوں اور میری بات سنی بھی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ میں کہیں بھی اپنے آپ کو ایم پی اے نہیں بتاتا۔ اس وقت حالت یہ ہے کہ اس ایوان میں ہمارے ایک ساتھی رہے ہیں جن کا نام رضوان گل ہے۔ وہ بدقسمتی سے اس وقت اس ایوان کے ممبر نہیں ہیں۔ پچھلے دنوں سرگودھا میں ایک واقعہ ہوا، میں آپ کو اس بات پر چیلنج سے کہتا ہوں کہ آپ کوئی ایجنسی لگادیں کہ جو واقعہ ہوا ہے اگر اس میں رضوان گل ملوث ہے تو ہم تمام ایوان یہ recommend کریں گے کہ اس کو بڑھ چڑھ کر سزا ملنی چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! صرف اس لئے اس کو انصاف نہیں مل رہا کہ وہ سابقہ ممبر ہے اور مسلم لیگ (ن) کا ممبر ہے۔ آج میں آپ سے یہ اپیل کرتا ہوں اور یہاں معزز ممبر عبدالرزاق ڈھلوں صاحب بھی بیٹھے ہیں جن کا تعلق سرگودھا سٹی سے ہے۔ میں ان کو کہتا ہوں کہ وہ حلفاً اس ایوان میں کہہ دیں کیونکہ مجھے یقین ہے کہ ان کو اس واقعہ کا علم بھی ہو گا اور اصل حقائق کا بھی علم ہو گا۔ اگر وہ حلفاً ایوان میں کہہ دیں کہ رضوان گل کی ایماء پر وہ وقوعہ ہوا اور وہ موقع پر موجود تھا تو پھر اگر کسی آدمی کو سزا کم ملتی ہے تو اس کو دس گنا زیادہ سزا دی جائے۔ ان کو انصاف اس لئے نہیں مل رہا کہ وہ سابقہ ممبر ہے۔ اس نے خود کہا تھا کہ میں پیش ہونے کے لئے تیار ہوں لیکن میری اطلاع کے مطابق ان کے گھر میں پولیس بغیر وارنٹ کے داخل ہوئی اور عبدالرزاق ڈھلوں بھی وہاں موجود تھا۔ پولیس اس کے گھر میں داخل ہوئی ہے اور اسے گرفتار کیا گیا۔ میری گزارش یہ ہے کہ ان لوگوں کے گھروں میں پولیس داخل ہوتی ہے جو ڈکیت ہوتے ہیں یا پولیس کو یہ خطرہ ہوتا ہے کہ یہ آدمی بھاگ جائے گا۔ میرے بھائی راں صاحب نے جو باتیں کی ہیں ان کی

تائید یہاں بیٹھے تمام ممبران کر رہے تھے کہ ہمارے ساتھ روزانہ یہ ہوتا ہے ہم اس کو mind ہی نہیں کرتے کہ یہ کوئی بات ہے۔ میرے بھائی شیخ صاحب نے کل کمیٹیوں کی بات کی اور میرے بھائی ملک وارث کلو نے کہا کہ نہیں جناب میرے پاس اختیار ہے۔یہاں Privileges Committee کے ممبران بیٹھے ہیں ان کے سامنے افسران نے کہا ہے کہ تسی جو کرنا اے کر لوا سی جارے آں۔25 سال میں پہلی دفعہ ہوا ہے کہ Privileges Committee کے ممبران کے سامنے کوئی افسر یہ کہے کہ تسی جو کرنا اے کر لو۔ اِس دور سے پہلے جب کسی کے خلاف کوئی Privilege Motion کسی Privileges Committee میں جاتی تھی تو ان کی رات کی نیندیں حرام ہو جاتی تھیں اور اب تو کسی کو کوئی فرق ہی نہیں پڑتا۔

جناب سپیکر! آپ Custodian of the House ہیں۔اگر آپ نے اس بات پر غور نہ کیا اور آپ نے مسکرا دیا تو یقین کریں یہ حالات اور مخدوش ہو جائیں گے۔ میں آج بھی ان ممبران سے کہتا ہوں کہ جو ملکی حالات ہیں، کوئی ممبر اپنی گاڑی search کرنے سے روکے اور نہ mind کرے کیونکہ یہ حالات اور وقت کی ضرورت ہے لیکن انتظامیہ کے ذہن میں یہ بات ہونی چاہئے کہ جس بد تمیزی سے وہ بات کرتے ہیں ہمیں اب اس کا افسوس نہیں ہوتا کیونکہ ہم use to ہو گئے ہیں لیکن اتنا تو ہو کہ جب ہم گرین کارڈ دکھائیں اور انہیں بتائیں کہ ہم ممبر ہیں تو وہ ایک طریقے اور سلیقے سے search ضرور کریں۔ اگر کوئی میری گاڑی کو search نہیں کرتا تو میں بلا کر کہتا ہوں کہ آپ اسے search کریں کیونکہ پھر آپ کو اس طرح کی عادت پڑ جائے گی کہ گاڑی کی search نہ کریں۔آپ search کریں اور search ضرور کرنا چاہئے اور میں تمام ممبران سے request کروں گا کہ کوئی ممبر search کرنے پر mind نہ کرے بلکہ خود کہیں کہ ہماری گاڑی کو search کریں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کوئی مخالف یا کوئی دہشت گرد تنظیم ان کے ساتھ کوئی بھی کھیل کھیل سکتی ہے۔آپ سے یہ request کرتے ہیں کہ سرگودھا کے معاملے میں ہمیں کوئی favour اور کوئی رعایت نہیں چاہئے لیکن جو ہمارا حق اور میرٹ ہے ہمیں وہ آپ دلوا دیں۔ ہمیں آپ سے کوئی رعایت کی امید بھی نہیں ہے اور ہم آپ سے تقاضا بھی نہیں کرتے لیکن on merit جو میرا حق ہے کہ انصاف ہمیں دلا دیں کیونکہ ہمیں انصاف نہیں ملتا جس پر ہم آپ کے مشکور ہوں گے اور اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس پر بہت سے ممبران بات کرنا چاہتے ہیں اس لئے لاء منسٹر صاحب پہلے اس کا جواب دے دیں پھر ممبران کو وقت دیا جائے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سرگودھا سے متعلق جو بات ہوئی ہے اور جیسا آپ نے بھی کہا ہے کہ اس تحریک استحقاق کو dispose of کر دیا جائے تو اس کے بعد اگر کوئی اور دوست بھی بات کرنا چاہے تو اس کے بعد کچھ عرض کروں گا۔ جو بات ملک محمد عباس راں صاحب نے کی ہے یقیناً انہوں نے جن واقعات کا ذکر کیا ہے تو ہمارے معاشرے میں رویّوں کا problem ہے جو کہ ہر جگہ پر موجود ہے۔ تھانہ میں جائیں وہاں پر بھی ہے، کسی اور ڈیپارٹمنٹ میں چلے جائیں وہاں پر بھی ہے اور بہت اعلیٰ level پر بیٹھے ہوئے یعنی ڈیپارٹمنٹ کو head کرنے والے سیکرٹری سطح پر بھی رویّوں کا problem ہے اور بعض جگہ پر ہم میں بھی کچھ لوگ ایسے ہوں گے کہ اگر ہم اپنے حلقوں میں جائیں اور اپنے ووٹرز کے پاس جائیں تو ہمیں بھی یہ بات وہاں پر سننے کو ملتی ہے کہ ہم آپ کے office گئے تھے اور وہاں پر ہمیں proper deal نہیں کیا گیا۔ بہر حال یہ رویّوں کا problem ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اسے true prospect میں دیکھنا چاہئے اور اسی میں بات کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے پریس گیلری میں بیٹھے ہوئے میڈیا کے صحافی بھائیوں سے راں صاحب کے خیالات کو endorse کرتے ہوئے یہ ضرور عرض کروں گا کہ میڈیا میں تو اس قسم کا تاثر بعض اوقات ملتا ہے کہ ایک ایم پی اے ہونا بالکل ہر چیز سے بالا تر ہے اور وہ بہت ہی strong چیز ہے حالانکہ ان معاملات کا ذکر اور بھی بہت سے دوستوں نے کیا ہے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس معاشرے کا حصہ ہیں اور ہمارے ساتھ بھی باقی لوگوں کے ساتھ ہونے والے سلوک یا اس سے کم و بیش تھوڑے سے فرق کے ساتھ ہمیں بھی وہی چیزیں face کرنا پڑتی ہیں۔ میں راں صاحب کی ان باتوں کو اس سے زیادہ اور appreciate نہیں کرنا چاہتا کہ میں آپ سے request کروں کہ ان کی تحریک استحقاق کو کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے اور اس کے بعد جو بات چل رہی تھی اس پر پہلے عبدالرزاق ڈھلوں صاحب بات کریں گے پھر ثناء اللہ مستی خیل صاحب اور ان کے بعد فوزیہ بہرام صاحبہ بات کریں گی۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اپنے محترم بھائی نوانی صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر پر یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ اس گاؤں کی وکلاء برادری اور رضوان گل کی برادری کے کچھ لوگوں کا اختلاف تھا۔ پہلے وکلاء برادری نے فائر کیا جس سے ایک آدمی کا بازو ضائع ہو چکا ہے اور ملزم بھی کم از کم 20 دن تک پولیس نے نہیں پکڑا اس لئے کہ وہ ایک وکیل تھا۔

اس کے بعد جب یہ لڑائی ہوئی تو اس میں رضوان گل، ان کے سسر اور ان کے ٹکٹ ہولڈر بھائی تبریز گل بھی شامل نہیں تھے۔ اس لڑائی میں بڑے بھرپور طریقے سے وکلاء نے pressure ڈال کر اس پوری فیملی کو شامل کیا اور جب میں نے آر پی او اور ڈی پی او صاحب سے رابطہ کیا تو انہوں نے کہا کہ ہمیں دو شخص مطلوب ہیں جنہیں پیش کر دیا جائے۔ مطلوب اشخاص کو پیش کرنے کے بعد انہوں نے کہا کہ دو لوگ اور ہیں جو اس وقوعہ میں شامل ہیں جنہیں پیش کیا جائے۔ 7۔ ستمبر کو جب رانا ثناء اللہ صاحب سرگودھا گئے تو ان کی واپسی کے بعد میں ان کے گھر چلا گیا اور دونوں ملزموں کے بارے میں ان سے بات کی۔ آٹھ ساڑھے آٹھ بجے میں گیا اور میری ایس ایچ او سے بات ہو گئی کہ 10:00 بجے ہم آپ کو دونوں ملزم پیش کر دیں گے۔ 9:00 بجے میں ان کے ڈرائنگ روم سے نکل کر اپنی گاڑی کے پاس کھڑا ہوں کہ 6/7 گاڑیاں جس کی supervision وہاں کے اے ایس پی (انویسٹی گیشن) سرفراز ورک کر رہے تھے، ان کے ساتھ ایس ایچ او تھانہ سٹی قیصر اور ایس ایچ او تھانہ سیٹلائٹ ٹاؤن شبر یز گجر پوری گارد کو لے کر گیٹ پر آ گئے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہمیں رضوان گل چاہئے جسے ہم نے گرفتار کرنا ہے۔ میں نے کہا کہ اگر آپ کو چاہئے تو میں انہیں بلوا دیتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ نہیں، ہمیں فوری چاہئے اور حکم یہ دیا کہ فوری طور پر گھر کو search کرو۔ ایس ایچ او انسپکٹر قیصر ان کے گھر میں ڈرائنگ روم کی طرف سے گھس گیا جس کے ساتھ کئی پولیس اہلکار تھے جو رضوان گل کو گھر کے اندر سے گرفتار کر کے backside کے گیٹ سے لے کر آئے۔ میں نے انہیں کہا کہ یہ بے قصور ہیں اور آپ انہیں investigate کر لیں اس کے بعد جو مرضی فیصلہ کریں۔ انہوں نے کہا کہ نہیں جی، ہمیں افسران کا حکم ہے اور ہم یہ نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک تو سابقہ ممبر پنجاب اسمبلی کو ناجائز طریقے سے گرفتار کیا گیا یا جو بھی طریق کار اختیار کیا گیا اس پر مجھے انتہائی افسوس ہے لیکن سب سے زیادہ اگر میں اپنے آپ پر افسوس کروں کہ میں وہاں پر پولیس کی رضامندی سے گیا اور ایک ممبر ہونے کی حیثیت سے موجود تھا اور اس وقت میری جتنی تذلیل ہوئی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ تذلیل کسی اور کی نہیں ہو سکتی۔ میں آپ کا بڑا مشکور ہوں اور میں آپ اور پوری اسمبلی کے سامنے یہ حلف اٹھاتا ہوں کہ رضوان گل اس پورے وقوعے میں موجود نہیں تھے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، مستی خیل صاحب!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں پولیس کے اس act کی جتنی بھی مذمت کروں کم ہے اور میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ جس بھونڈے انداز میں حلقہ کی ایک منتخب آواز رہنے والے اور اس گھر میں بیٹھی ہوئی ایک elected voice کی موجودگی میں پولیس نے جو شرمناک act کیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اتنا condemnable ہے کہ میں اسے بیان نہیں کر سکتا۔ میرے بڑے بھائی سعید اکبر اور ڈھلوں صاحب نے جو عرض کیا ہے تو کیا وہ "را" یا "موساد" کا ایجنٹ تھا یا وہ دہشت گردی کی سرگرمیوں میں ملوث تھا؟ دو پارٹیوں کی چپک میں لڑائی ہوئی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری معزز ممبران سے گزارش ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر پر اپنا point of view یعنی basic چیز تو آ گئی اب اس میں مزید کوئی اضافہ کرنا چاہتے ہیں تو وہ کر دیں کیونکہ ابھی ایوان کا بزنس بھی کافی ہے اور وقت کم ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میری آپ کے توسط سے لاء منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ ان تمام پولیس ملازمین کو فوری طور پر معطل کیا جائے اور انہیں قرار واقعی سزا دی جائے۔ آپ چونکہ ہائیکورٹ اور سپریم کورٹ کے وکیل بھی ہیں تو یہ کہاں لکھا ہوا کہ گرفتار کریں؟ آپ ان کی investigation کریں اور ان کی گرفتاری کو مؤخر کریں۔ ہاں اگر وہ guilty ہو تو اسے سزا دیں۔ یہ کہاں پر لکھا ہوا ہے کہ بغیر وارنٹ کے گھر جائیں اور ریڈ کریں۔ اگر ہم نے پولیس کے اس شرمناک فعل کے خلاف یہ act نہ کیا تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر کوئی بھی محفوظ نہیں ہو گا اور پھر پنجاب کو پولیس کے حوالے کر دیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فوزیہ بہرام صاحبہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! جو میرے بھائی نے کہا ہے میں اس کو پورا endorse کرتی ہوں اور میں اس میں add up کرنا چاہتی ہوں۔ پولیس کے اعلیٰ افسران ایم پی ایز کے ٹیلیفون بھی attend نہیں کرتے۔ نہ صرف یہ کہ وہ ٹیلیفون attend نہیں کرتے بلکہ ان کے ٹیلیفون آپریٹرز بھی انتہائی بدتمیزی اور گستاخی کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ آئی جی پنجاب کے آفس میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے، ڈی آئی جی راولپنڈی ڈویژن کے آفس میں بھی ایسا ہوتا ہے اور آر پی او کے آفس میں بھی ایسا ہوتا ہے حالانکہ آر پی او صاحب جب خود لائن پر آئیں تو عزت اور تمیز سے بات کرتے ہیں لیکن ان کے ٹیلیفون آپریٹروں

کو شاید یہ ہدایت ہے کہ ایم پی ایز کے ٹیلیفون کو نہ ملایا جائے۔ براہِ مہربانی اس کو بھی آپ take up کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ میاں محمد رفیق!

میاں محمد رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! تقریر تو مجھے بھی آتی ہے پر میں نہیں کرتا۔ ہمیشہ کم بولتا ہوں اور to the point بولتا ہوں اس توقع کے ساتھ کہ Chair مجھے اجازت دیتی رہے۔ میں بلاوجہ ایوان کا وقت ضائع نہیں کرتا بلکہ ہم تو آپ کے ماتھے کی تیوری دیکھ کر بھی بیٹھ جاتے ہیں، آپ کا حکم تو ایک طرف رہا۔ ہمیں اس قدر Chair کا ادب، عزت اور احترام ہے۔ ابھی میرے معزز دوست نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے اس پر بھی بہت کچھ کہا جا سکتا ہے، ہم تو عزت سادات بچائے پھرتے ہیں۔ اس پر میں ایک شعر عرض کرتا ہوں جو مرحوم جناب حضرت غالب دہلوی کا ہے۔

پہلے تو آتی تھی حال دل پہ ہنسی
اب کسی بات پہ نہیں آتی

جناب سپیکر! اب تو ہم عادی ہو گئے ہیں۔ یہ شعر آپ کی توسط سے سب نے سن لیا ہے میں اس کو ایک بار پھر پڑھ دیتا ہوں شاید دوستوں نے نہ سنا ہو۔

پہلے تو آتی تھی حال دل پہ ہنسی
اب کسی بات پہ نہیں آتی

ہم لوگ تو اب عادی ہو گئے ہیں۔ جو سلوک ہمارے ساتھ ہو رہا ہے اس کے ہم عادی ہو گئے ہیں اور اب ہم عزت سادات بچائے پھرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ زوبیہ رباب صاحبہ!

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! دو دن پہلے کی بات ہے کہ گلشن راوی میں ایک شادی تھی۔ میں رات کے ٹائم جا رہی تھی، میرے ساتھ ڈرائیور، گھر کا گارڈ تھا اور میں گاڑی میں پیچھے بیٹھی تھی۔ مجھے پولیس والے نے روکا۔ میری ہمیشہ سے عادت ہے کہ جب بھی مجھے کوئی روکے تو میں بڑے احترام اور عزت کے ساتھ گاڑی چیک کراتی ہوں کیونکہ مجھے پتا ہے کہ ہمارا ملک حالت جنگ میں ہے۔ کہیں اسی آڑ میں کوئی غلط واقعہ نہ کر جائے۔ میں ان چیزوں کو بہت مد نظر رکھتی ہوں اور ایک ایم پی اے ہونے کے ناتے میرا فرض بھی ہے کہ میں ان تمام چیزوں کا احترام کروں۔ یہ واقعہ ٹھوکر نیاز بیگ پر پیش آیا۔

میں نے گاڑی کا شیشہ نیچے کیا اور کہا کہ آپ گاڑی چیک کر لیں، یہ میرا گارڈ ہے، یہ میری گاڑی ہے اور میں ایم پی اے ہوں۔ اُس نے بہت غصے سے مجھے کہا کہ آپ کہاں کی ایم پی اے ہیں؟ میں نے کہا کہ میری بات سنیں! میں ایم پی اے ہوں، میں اپنا کارڈ اور اسلحہ لائسنس بھی دکھا دیتی ہوں اور میں شادی میں جا رہی ہوں۔ آپ مجھے چیک کر سکتے ہیں۔ وہ کہنے لگا کہ "پہلے تُسی دسو کہ تسی کتھوں دی ایم پی اے او؟" پھر میں نے کہا کہ میں تہانوں دساں کہ میں کتھوں دی ایم پی اے آں؟" کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ایک female بیٹھی ہے اور وہ خود چیک بھی کرا رہی ہے تو کیا وہ female شکل سے دہشت گرد لگتی ہے؟ اگر میں شکل سے دہشت گرد لگتی تھی تو پھر ٹھیک ہے وہ مجھے کہتے۔ ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم پولیس کا ساتھ دیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ حکومت پنجاب یا جو بھی ریاستیں ہیں وہ ان پولیس والوں کی ورکشاپس کرائیں جہاں ان کو تربیت دی جائے کہ لوگوں کے ساتھ کیسے پیش آنا ہے؟ چاہے وہ سویلین ہوں، بیوروکریٹس ہوں یا ایم پی اے ہوں۔ یہ ذمہ داری حکومت پنجاب پر آتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب علی حیدر نور خان نیازی!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: شکریہ۔ جناب سپیکر! جس طرح ہمارے بھائی سعید اکبر خان، عبدالرزاق ڈھلوں صاحب اور مستی خیل صاحب نے بات کی ہے۔ جو سرگودھا میں ہمارے سابقہ ممبر رضوان گل کے ساتھ واقعہ پیش آیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہایت شرمناک واقعہ ہے اور ہم اسے condemn کرتے ہیں۔ میرے صرف ایک دو سوالات ہیں۔ اس طرح کی لڑائیاں پورے پاکستان میں ہوتی ہیں اور اس طرح کے کیس بھی پورے صوبے اور پورے پاکستان میں ہوتے ہیں۔ ایک ایف آئی آر ہوئی، ہمیں اعتراض اس روّیے پر ہے جو روّیہ وہاں کی پولیس کی طرف سے اختیار کیا گیا۔ ہمارے ایک معزز ممبر کی موجودگی میں بغیر کسی search warrant کے، بغیر کسی اجازت کے، قانون کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے ڈھلوں صاحب کی موجودگی میں پولیس ان کی تذلیل کرتی ہوئی سابقہ معزز ممبر کے گھر میں گھسی۔ وہاں پولیس نے چادر اور چار دیواری کا تقدس پامال کیا، انہیں arrest کیا اور انہیں تھانے لے کر گئے۔ Arrest تو ہر روز ہزاروں لوگ ہوتے ہیں۔ ہمیں پھر اعتراض اس روّیے پر ہے جو روّیہ وہاں کی پولیس نے اختیار کیا ہوا ہے اور اس تھانے میں ایسا لگتا ہے جیسے کوئی کرفیو لگا ہوا ہے۔ باہر دور دور تک یہ محسوس ہوتا ہے جیسے وہاں کوئی بہت بڑا دہشت گرد گرفتار ہو چکا ہے جس سے ملاقات بند ہے۔ اس تھانے کے اندر کسی کو داخل ہونے دیا جا رہا ہے اور نہ ہی کسی کو ملنے دیا جا رہا ہے۔ ہمارے بہت سے ساتھی وہاں ملنے گئے لیکن ان ایم پی ایز کو تھانے میں داخل نہیں ہونے دیا گیا۔ میں آپ سے مطالبہ کرتا ہوں کہ

آپ فوری طور پر اس ایوان کی دو تین رکنی کمیٹی تشکیل دیں جو اس بات کو probe کرے کہ عبدالرزاق ڈھلوں صاحب جو ہمارے sitting member ہیں وہ اس جگہ موجود تھے، وہ وہاں ملزموں کو پیش کروانے گئے ہوئے تھے اور ملزم خود پیش ہو رہے تھے۔ 302 کے کیس ہوتے ہیں، بہت بڑے بڑے کیس ہوتے ہیں اور جس وقت ہم پولیس کو بتا دیں کہ آپ اس وقت آکر ملزموں کو لے جائیں تو ایک understanding سے ملزم پیش ہو جاتے ہیں۔ جب ملزم پیش کرائے جا رہے تھے، ہمارے ایم پی اے عبدالرزاق ڈھلوں صاحب وہاں موجود تھے تو پھر ایسی کون سی ایمرجنسی تھی؟ ہم یہ جاننا چاہیں گے کہ کیا ہم کوئی علیحدہ مخلوق ہیں، کیا ہم اس ملک کے شہری نہیں ہیں اور ہماری کوئی عزت نہیں ہے؟ میں لاء منسٹر صاحب سے فوری طور پر مطالبہ کرتا ہوں کہ پولیس کی طرف سے وہاں رضوان گل کے ساتھ جو سلوک کیا جا رہا ہے، کیا پولیس کے اپنے ذاتی grudges ہیں جو وہ نکالنا چاہ رہے ہیں؟ رضوان گل arrest ہو چکے ہیں لیکن جو دوسرے لوگوں کے ساتھ سلوک کیا جاتا ہے وہی سلوک ان کے ساتھ کیا جائے۔ وہاں پر جو کرفیو کا سماں ہے اسے فوری طور پر ختم کیا جائے۔ اس ایوان کی کمیٹی تشکیل دی جائے جس میں اپوزیشن ممبران بھی شامل ہوں اور گورنمنٹ کے ممبران بھی شامل ہوں۔ پولیس نے وہاں جو عبدالرزاق ڈھلوں صاحب کے ساتھ بدتمیزی کی ہے، ان کی تذلیل کی ہے اس بارے میں اپنی رپورٹ اس ایوان میں پیش کریں اور ان پولیس افسران کے خلاف کارروائی کی جائے۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ابھی سعید اکبر صاحب نے بات کی ہے کہ Privileges Committee کے سامنے ایک افسر نے کہا ہے کہ جو کچھ میرا کرنا ہے کر لیں۔ چونکہ اس پر توجہ نہیں ہوئی اس لئے میں آپ کی توجہ اس بات پر بھی دلانا چاہتا ہوں کہ اس مسئلے کا بھی حل ہونا چاہئے اور اس کو نظرانداز نہ کیا جائے۔ اِس آفیسر کے خلاف جو آپ مناسب سمجھیں اقدام ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں دیکھتا ہوں۔ جی، ڈاکٹر سامیہ امجد!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میری بات اس سارے ماحول سے ہٹ کر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پھر ابھی نہ کریں، بعد میں کر لینا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! مجھے کہنا یہ ہے کہ آپ نے جو ٹائم ٹیبل circulate کیا ہے کہ کس کس دن کون سے محکمے کے سوال و جواب ہوں گے۔ ہمیں اس کی دو لسٹیں موصول ہوئی ہیں ایک تو گھر پہنچی اور دوسری یہاں ملی ہے لیکن اس میں کہیں پر بھی محکمہ صحت کے سوالات کے لئے کوئی جگہ نہیں تھی۔ میری آپ سے التماس ہے کہ یہ انتہائی اہم محکمہ ہے اس کو 25 دن کے اجلاس میں ignore نہ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، اس کو دیکھ لیتے ہیں۔ سید حسن مرتضیٰ! میں نے جو نام لکھ لئے ہیں وہی بات کریں گے اس کے علاوہ کوئی اور بات نہیں کریں گے۔ اس کے بعد لاء منسٹر صاحب respond کریں گے کیونکہ ہم نے ایوان کا کام بھی چلانا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔ جناب سپیکر! جس طرح ڈھلوں صاحب نے بات کی اور رضوان گل صاحب کا معاملہ سامنے آیا۔ یہ انتہائی شرمناک واقعہ ہے۔ دوسرے دوستوں کی طرح میں بھی اس کی مذمت کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس ساری چیز کے ذمہ دار ہم لوگ ہیں۔ ہم خود یہ سب کچھ کرواتے ہیں جب ایک ممبر کمیٹی کے سامنے بیٹھ کر ایک سرکاری ملازم یہ کہہ رہا ہو کہ [***] اور ہم اس کا کچھ نہ کر سکیں اور پھر اس کو ہمارے ہی دوست کہیں کہ اس کو معاف کر دو، اس سے صلح کر لو اور پھر اس کو لاء منسٹر صاحب کے چیمبرز میں بیٹھ کر اور اس کی بات کروا کر اور مفاہمت کر کے انہیں فارغ کر دیا جائے یا ہر واقعہ پر جب کوئی انکوائری نہیں ہوئی، کوئی کچھ نہیں ہوا اور ہمارے چیف منسٹر صاحب کہیں کہ اس کو گرفتار کر کے جیل بھیج دو تو میرا یہ نہیں خیال کہ ہم ان لوگوں کی حوصلہ شکنی کر سکتے ہیں ہم تو ان لوگوں کی پشت پناہی کرتے ہیں۔ جب کوئی بے گناہ چاہے وہ مسلم لیگ (ن) کا ہو یا چاہے پیپلز پارٹی کا ہو۔ میں پارٹیوں سے ہٹ کر عرض کر رہا ہوں جب ہمارا چیف منسٹر کہے گا کہ اسے اٹھا کر lock up میں بند کر دو اور کسی انکوائری کی ضرورت نہیں ہے یہ تو ہر روز ہوتا رہے گا۔ اگر ہم پولیس کے خلاف مدعی بن کر جاتے ہیں تو ہماری شنوائی نہیں ہوتی۔ ان کا ایک ایس پی رینک کا آدمی یہ کہہ دیتا ہے کہ میں اپنے Constable کے خلاف پرچہ نہیں دے سکتا جب تک کوئی انکوائری نہیں ہو گی اس کے خلاف محکمانہ کارروائی نہیں ہو گی۔ اس وقت جب ہم ایوان میں اپنا معاملہ لے آتے ہیں تو ہمارے ایوان میں بھی معاملہ کمیٹی کو سپرد کرنے کے لئے چار سیشن گزر جاتے ہیں اور وہ noting پڑی رہتی ہیں کہ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جواب نہیں آیا اور کچھ نہیں ہوا۔

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 292 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر! ہمیں چاہئے کہ آج کے اس واقعہ کو مثال بنا دیں۔ پنجاب کے یہ بیوروکریٹس ڈینگی مچھر کی مانند ہیں، یہ بیوروکریٹس کی طبیعت کا مچھر ہے۔ آپ دیکھیں کہ یہ فجر سے لے کر سات بجے تک کاٹتا ہے، شام کو یہ مغرب کے ٹائم کاٹتا ہے اور غریب عوام کا خون نچوڑتا ہے اسی طرح یہ افسر دفتروں میں بیٹھی ہوئی کالی بھیڑیں جو ہمارے پاس کئے ہوئے بجٹ سے تنخواہیں وصول کرتے ہیں جن کی بیگمات ہمارے خون پسینے کی کمائی سے جا کر سرکاری گاڑیوں میں shopping کرتی ہیں۔ یہ ہم پر حکمران نامزد ہوئے ہوئے ہیں یہ ملازم ہیں جب تک انہیں ان کی اوقات نہیں بتائی جائے گی، جب تک انہیں یہ نہیں کہا جائے گا کہ تم دو ٹکے کے ملازم ہو۔ اس وقت تک ہمارے privileges breach ہوتے رہیں گے اور شرفاء کی پگڑیاں اچھلتی رہیں گی۔

جناب سپیکر! یہ انہیں کبھی اپوزیشن کے روپ میں اپنے حکمران کو خوش کرنے کے لئے دربدر کی ٹھوکریں کھلواتے ہیں ہم انہیں خوش کرنے کے لئے یہ کہتے ہیں کہ آج انہیں فلاں جیل میں بھیج دو، آج اس کو فلاں چکی بندی کر دو اور ہم جب کرسیوں پر بیٹھے ہوتے ہیں تو ان کے اس ایکٹ کو سراہتے رہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حسن مرتضیٰ صاحب! wind up کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آج حکومتی ایوانوں میں بیٹھنے والوں اور حکومت کے حصہ داروں کے ساتھ جب یہ ہو رہا ہے تو آپ سوچیں جہاں یہ اپوزیشن کے ایم پی ایز ہیں ان کے خلاف ان کالی بھیڑوں کا کیا رویّہ ہو گا اس پر سخت اقدامات کئے جائیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! ذرا تشریف رکھیں میں آپ کی طرف بھی آتا ہوں۔ جی، آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! شکریہ۔ اگر اس وقت privilege کے حوالے سے بات ہو رہی ہے تو وزیر قانون بھی بیٹھے ہوئے ہیں میں ایک چیز اپنے نالج میں اضافہ کرنے کے لئے پوچھنا چاہتی ہوں کہ میں خدانخواستہ فوج کے کسی کیپٹن یا میجر کا نام نہیں لوں گی۔ میں صرف یہ کہوں گی کہ سڑکوں پر ناکے لگا کر جو ملڑی پولیس کے بندے کھڑے ہوتے ہیں یہ کس کے ماتحت ہیں آیا ہمارا استحقاق ان کی نظر میں کوئی value رکھتا ہے یا نہیں، قانون اس حوالے سے کیا کہتا ہے؟ مجھے دو تین بڑے تلخ تجربات ہوئے ہیں،

رمضان شریف میں کالا شاکاکو سے ہماری گاڑی افطاری کے ٹائم موٹروے پر چڑھی تو وہاں پر افطاری کی وجہ سے کوئی بندہ اپنی سیٹ پر نہیں تھا اور ہمیں کالا شاکاکو سے کارڈ نہیں ملا جب ہم ٹول پلازہ پر آئے تو انہوں نے کارڈ مانگا تو ہم نے کہا پیچھے کوئی بندہ نہیں تھا تو انہوں نے کہا کہ نہیں جی آپ کو ہزار روپیہ جرمانہ ہوگا۔ میں نے کہا کہ ہم قصوروار نہیں ہیں قصوروار تو وہ لوگ ہیں جو وہاں ڈیوٹی پر موجود نہیں ہیں تو انہوں نے کہا کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا آپ کو ہزار روپیہ ہر قیمت پر دینا پڑے گا۔ میں نے کہا کہ میں ایم پی اے ہوں اور میں اس چیز کی خود تصدیق کرتی ہوں کہ وہاں پر کوئی بندہ موجود نہیں ہے۔ وہ کہتا ہے کہ آپ ایم پی اے ہوں گی تو اپنے گھر میں ہوں گی میں ملٹری کا بندہ ہوں اور میں کسی سے نہیں ڈرتا، آپ نے اپنا رعب ڈالنا ہے تو کسی اور پر ڈالیں میرے نزدیک کسی ایم پی اے کی کوئی value نہیں ہے۔ اب مجھے اس چیز کا جواب چاہئے کہ ایک ملٹری پولیس کا Constable ہے اور اگر آپ cantonment areas یا Fortress Stadium میں چلے جائیں۔ یہ دو سال قبل کا واقعہ ہے اور اس وقت میں نے نئی گاڑی لی ہوئی تھی اس کی نمبر پلیٹ بن رہی تھی اور میں نے گتے پر نمبر لکھ کر لگا دیا۔ اس نے مجھے cantonment میں اندر نہیں جانے دیا۔ میں نے کہا کہ یہ میرا کارڈ ہے، میں ایم پی اے ہوں اور میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ میں criminal نہیں ہوں وہ وہاں پر میرے ساتھ اکڑ گیا اور کہتا ہے میں ملٹری پولیس کا بندہ ہوں آپ بگاڑیں میرا کیا بگاڑ سکتی ہیں۔ میں نے کہا کہ بھائی میں نے تیرا کیا بگاڑنا ہے میں تو تجھ سے ڈر کر التجا کر رہی ہوں کہ مجھے جانے دیں تو اس نے نہیں جانے دیا۔ آپ یقین کریں کہ ہمیں پھر دوسرے گیٹ پر جا کر منت کرنی پڑی تب انہوں نے ہماری منت سن لی اور ہمیں اندر جانے دیا ورنہ یہ حال ہے۔ میں صرف یہ جاننا چاہتی ہوں کہ ملٹری پولیس والے کی نظر میں ہمارے ایم پی اے کا کیا استحقاق ہے، وہ کس کے ماتحت ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ کا point آگیا ہے۔ طاہر احمد سندھو صاحب! اس کے بعد لاء منسٹر صاحب آپ نے اس پر respond کرنا ہے۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! جس طرح یہ معزز ممبران بات کر رہے ہیں، رضوان گل والا جو معاملہ ہے اس کے متعلق میں نہایت احترام سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ breach of privilege کا کیس نہیں ہے۔ مہربانی کرکے ذرا House in order کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر کسی نے کوئی بات کرنی ہے تو لابی میں چلے جائیں یہاں پر serious issue discuss ہو رہا ہے اس کو ذرا سن لیں۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایک breach of privilege ہے اور ایک crime ہے تو اس کیس میں پولیس on the pretext of investigation and arrest of the accused who was really innocent. مجھے بھی پتا ہے اور سارے سرگودھا کو بھی پتا ہے کہ رضوان گل موقع پر موجود نہیں تھا۔ مجھے یہ بتادیں کہ کس قانون کے تحت اس کے گھر میں پولیس داخل ہوئی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ یہ تو already بات آچکی ہوئی ہے۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! ایک منٹ میری گزارش سن لیں کہ matter یہ نہیں ہے اور میرا مؤقف یہ ہے کہ چونکہ پولیس نے violation of law کی ہے اور یہ simple breach of privilege نہیں ہے۔ ان کے خلاف 154 کے تحت کیس رجسٹرڈ ہونا چاہئے۔ پہلے کیس رجسٹرڈ ہو، اسی طرح ان کو پکڑیں اور اس کے بعد پتا چلے کہ یہ معاملہ کیا ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! دوسری بات میں نہایت احترام سے کہہ دوں، یہ میرے بھائی own کریں گے اور میں حلفاً کہتا ہوں کہ میں نے اپنے چار سال میں ایک غلط کام کا سوچا بھی ہو، ایک غلط کام کہا ہو۔ میرے منہ پر کوئی بتادے کسی پولیس افسر آئی جی، چیف سیکرٹری اور کسی سے پوچھ لیں۔ میں خدا کی قسم اتنی لمبی لسٹ دے سکتا ہوں کہ جس طرح پولیس لوگوں کے حقوق کے ساتھ کھیل رہی ہے شرم کی بات ہے۔ میں عید کی چھٹیوں میں آرپی او کو بار بار فون کرتا رہا کہ دیکھیں یہ دہشت گردی کا کیس ہے اور میرے چک 6 میں واقعہ ہوا ہے۔ گاؤں کے اندر لوگوں نے گولیاں مار مار کر کچھ نہیں چھوڑا تو آج وہ ملزم پکڑ رہے ہیں کوئی ایک واقعہ ایسا نہیں ہے یقین کریں کہ دل خون کے آنسو روتا ہے کہ ہم کس طرف جا رہے ہیں، کیا یہ پولیس، کیا یہ بیوروکریسی عوام کے خادم ہیں؟ خدا کی قسم وہ حکمران ہیں اور ہم خادم ہیں اور حقیقی معنوں میں ہم خادم ہیں۔ صبح سے شام تک ہم خدمت کرتے ہیں کیا یہ حالات ہیں کہ کبھی کچھ اور کبھی کچھ ہے؟ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو "ڈی پی او" سرگودھا ہے اور مجھے بات کرتے ہوئے شرم آتی ہے کہ اس کو قائد محترم نے 14۔ اگست کو انعام دیا ہے۔ اس کا کردار دیکھیں تو پھر آپ کو پتا چلے کہ وہ کیا کیا کر رہا ہے، مجھ سے کسی نے پوچھا کہ ڈی پی او کیسا ہے؟ میں نے کہا کہ یار بات تو یہ ہے کہ یا تو یہ ہیرو ہے یا بہت بڑا فنکار ہے۔ مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ وہ فنکار ہی ثابت ہوا ہے۔ اب تک اس کا جو کردار ہے وہ آر ٹسٹ کا ہی ہے اور ڈی پی او کا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! میری عرض تو سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک issue ہے اس پر بات کر کے ختم کریں پھر response بھی آنا ہے۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! اسے بھی سن لیتے ہیں دیکھیں ہم بھی ادھر آئے ہیں اور اپنے دل کی بات کرنی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے آپ کو موقع دیا ہے لیکن ذرا مختصر کریں۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ آج جس طرح میری بہن آمنہ الفت کہہ رہی تھیں یا دیگر معزز ممبران کہہ رہے تھے۔ بات یہ ہے کہ ایک ایم پی اے اور ایم این اے کی پگڑی اچھالنا تو ہیر وازم ہے۔ آپ یقین کریں کہ میں نے کبھی تعارف ہی نہیں کرایا کہ میں ایم پی اے ہوں اس لئے کہ ایم پی اے بتا دیا تو وہ کوشش کریں گے کچھ نہ کچھ نکل ہی آئے۔ حالات بڑے سنگین ہیں محترم وزیر قانون صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں سرگودھا کا خصوصی طور پر نوٹس لیا جائے اور چک 6 جنوبی کے متعلق میں نے وزیر قانون کی خدمت میں جو عرض کیا ہے اس کا خصوصی طور پر نوٹس لیا جائے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب والا! اس سلسلے میں، میں نے بھی بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، میں نے دوستوں سے گزارش کی ہے کہ اب اس پر بات نہ کی جائے۔ وزیر قانون و پارلیمانی امور!

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب والا! میں نے اس مسئلے پر ایک بہت ضروری بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس طرح تو ایجنڈا مکمل نہیں ہوگا۔ راجہ صاحب میں آپ کو بعد میں ٹائم دوں گا۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب والا! آپ مجھے ایک منٹ دے دیں میں نے بہت ضروری بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب والا! آپ کی مہربانی ہوگی مجھے ایک منٹ بات کرنے کی اجازت دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ میں آپ اپنی بات ختم کریں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب والا! بہت مہربانی۔ آج فریاد کا ایک سلسلہ یہاں سے چلا اس کونے تک گیا وہاں سے پھر واپس یہاں تک آیا۔ کیا میں اور آپ بھی کبھی رضوان گل تھے، اس ایوان کے ممبر تھے اپوزیشن میں تھے، جیتے یا ہارے اس سسٹم کا حصہ تھے۔ جو لوگ اس معزز ایوان میں پہنچتے ہیں وہ ہزاروں لاکھوں لوگوں کا اعتماد لے کر پہنچتے ہیں۔ اگر دو گواہ ہوں تو اس آدمی کو سزائے موت ہو جاتی ہے۔ جس آدمی کے پیچھے اڑھائی تین لاکھ کا حلقہ ہو اور چالیس پچاس ہزار لوگوں کی back ہو، ووٹ ہو، اعتماد ہو تو اسے اس ملک کے کچھ اداروں کے لوگ ذلیل ورُسوا کریں تو یہ اس ملک کے آئین کی توہین ہے۔ اس صوبے میں بسنے والے عوام کی بھی توہین ہے۔ وہ میرے اور آپ کے ساتھ زیادتی نہیں ہے کسی ایم پی اے کے ساتھ اگر کوئی زیادتی ہوتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے اس حلقے کے عوام سے ہوتی ہے، اس صوبے کے عوام سے ہوتی ہے، اس ملک کے عوام سے ہوتی ہے۔ اس قانون کے ہوتے ہوئے میرے بھائی رانا ثناء اللہ خان کے ساتھ جو ظلم اور زیادتیاں ماضی میں ہوئیں۔ ہم نہیں سمجھتے کہ ان کے بطور وزیر قانون ہوتے ہوئے اس ایوان کے ساتھ بھی وہی ظلم دھرائے جائیں جو ان کے ساتھ ہوتے رہے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: اس وقت تو آپ نہیں بولے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: ایسا نہیں ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ کا پوائنٹ آ گیا ہے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! سیاست میں ایسے وقت آتے رہتے ہیں۔ کبھی حکومت اور کبھی اپوزیشن لیکن اس ایوان کے ممبران کا تقدس اور اس ایوان کے ممبران کا استحقاق اس بات کا متقاضی ہے کہ ہمیں ہمارا وہ جائز مقام جو آپ نے نہیں ہمارے حلقے کے عوام نے ہمیں دیا ہے وہ ہمارا حق ہے اور وہ ہمیں دیا جائے۔ میری تمام ایوان کے معزز ممبران سے استدعا ہے کہ مشترکہ طور پر قرارداد منظور کی جائے اور یہ قرارداد تمام ضابطوں، rules کو معطل کر کے پاس کی جائے۔ as a Custodian of the House آپ سے بھی یہ appeal ہے کہ ہمیں ہمارا وہ حق، استحقاق دیا جائے۔ وزیر قانون و پارلیمانی امور اس کی assurance on the floor of the House دیں اور اس سسٹم کو اتنا

speedy کیا جائے کہ ہمیں بعد میں session کا انتظار نہ کرنا پڑے۔ کون جیتا ہے تیری زلف کے سر ہونے تک۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق جو ملک محمد عباس راں صاحب نے پیش کی اور اس کے بعد باقی دوستوں نے جو اظہار خیال کیا۔ اس کے متعلق تو میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ میں اسے contradict کرتا ہوں اور نہ ہی میں اس کو oppose کرتا ہوں اسی لئے ملک عباس راں صاحب کی تحریک استحقاق کو کمیٹی کے سپرد کر دیا گیا۔ میں اس معزز ایوان کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ استحقاق کمیٹی بھی آپ ہی کی کمیٹی ہے اس میں تمام پارٹیوں کے لوگ موجود ہیں۔ وہ جو بھی اس سلسلے میں recommend کرے گی، جو بھی اس سلسلے میں directions دے گی اس کے مطابق گورنمنٹ عمل کرے گی۔ اب یہاں سرگودھا کے حوالے سے بات ہوئی ہے۔ میں اس سلسلے میں کوئی فیصلہ کن بات کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔ صرف معزز ایوان کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ سرگودھا میں ایک واقعہ ہوا اس واقعہ میں ایک وکیل کو چوک میں چند نامعلوم، "جو بعد میں انہوں نے نامزد کیا" افراد نے اس کو ہنٹروں سے اس طرح مارا پیٹا کہ اس کے کپڑے بھی اتار دیئے، اسے چوک میں بے عزت کیا اور اس کے بعد اس کا منہ کالا کیا۔ یہ واقعہ بہت سے لوگوں نے دیکھا کیونکہ چوک کا واقعہ تھا اور اس پر پورے شہر میں اور خاص طور پر Bar میں ایک اس قسم کے اشتعال کی صورتحال پھیلی کہ انہوں نے جو درخواست دی اس درخواست کے مطابق مقدمہ درج کیا جائے۔ میں اپنے طور پر assess کر رہا ہوں کہ شاید انتظامیہ کے لئے اس وقت انتظار کرنا ممکن نہیں تھا۔ اس کے بعد پھر انہوں نے جن لوگوں کو بعد میں نامزد کیا معلوم نہیں ان میں سے کون آدمی بے گناہ ہے، کون گنہگار ہے لیکن بدقسمتی سے اس وقوعہ کو lead کرنے والا جو فرد ہے، جس نے اس پورے واقعہ میں یعنی اس وکیل کو مارنے، اسے ننگا کرنے اور اس کا منہ کالا کرنے میں کردار ادا کیا وہ محترم رضوان گل صاحب کے حقیقی brother in law ہیں۔ اس کے ساتھ جو دو افراد اور تھے ان کا بھی ان کے ساتھ بہت قریبی تعلق بتایا جا رہا ہے۔ اس معاملے کو اور زیادہ aggravate اس بات نے کیا کہ رضوان گل صاحب کے خلاف جو fake Degree والا کیس چل رہا ہے اس میں یہ موصوف وکیل جن کو مارا گیا ہے یہ اس میں وکیل ہیں۔ ان ساری چیزوں نے اس بات کو اس طرح سے aggravate کیا کہ عوام میں اشتعال آیا۔ وہاں پر انتظامیہ کی بھی یہ مجبوری بنی کہ مقدمہ درج کیا جائے اور لوگوں کو گرفتار کیا جائے۔ بہرحال اس کے

بعد میرے معزز بھائی ڈھلوں صاحب اور دوسرے دوستوں نے وزیر اعلیٰ سے ملاقات کی جس میں انہوں نے کہا کہ اس مقدمے میں غلط لوگوں کو نامزد کیا گیا ہے رضوان گل صاحب موقع پر موجود نہیں تھے۔

جناب سپیکر! اس معاملے کی ایک اعلیٰ سطح پر انکوائری کرائی گئی ہے اس میں جو لوگ گنہگار ہیں ان کا ہی چالان کیا جا رہا ہے۔ باقی تمام افراد جس میں تبریز گل، رضوان گل صاحب کے سسر، ان کے ایک اور عزیز ہیں جن کو انہوں نے نامزد کر دیا تھا۔ آپ دیکھیں کہ ایک آدمی کے ساتھ جب زیادتی ہوتی ہے یا کوئی cause arise ہوتا ہے تو یہ پھر اس کی صوابدید ہوتی ہے کہ وہ درخواست میں کس کس کا نام لکھ دے۔ ہمارے ہاں یہ رواج ہے کہ تین آدمی گنہگار ہیں تو اس کے ساتھ سات بے گناہ بھی لکھ دیئے جاتے ہیں۔ بہر حال اس وقت انہوں نے درخواست میں جو لکھا سو لکھا۔ بعد میں یہ لوگ بے گناہ پائے گئے جن میں تبریز گل صاحب، ان کے سسر جن کا نام غالباً سجاد گل صاحب ہے اس کے علاوہ جاوید گل صاحب، اسی طرح سے ایک ان کے غالباً بھتیجے بھی شامل ہیں۔ یعنی ایف آئی آر میں سے نامزد ملزمان میں سے تقریباً چار لوگ بے گناہ پائے گئے ان کو بے گناہ کیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ ایک انہوں نے یہ allege کیا تھا کہ موقع پر جب یہ عمل ہو رہا تھا تو وہاں پر ہوائی فائرنگ کی گئی اور اس کی وجہ سے ATA-7 کا اطلاق بھی ہوا تھا لیکن بعد میں یہ ثابت ہوا کہ اس واقعہ کے وقوعہ پر فائرنگ نہیں ہوئی بلکہ جو لوگ پکڑے ہوئے ہیں انہوں نے بتایا ہے کہ ہم نے فائرنگ کی لیکن اس عمل کے دوران جب یہ ہو رہا تھا اس وقت نہیں کی بلکہ جب ہم ڈیرے پر چلے گئے تو وہاں پر فائرنگ کی۔ اب ATA-7 کو بھی حذف کیا جا رہا ہے۔ اس طرح سے اس کیس کو مکمل تفتیش کے ساتھ میرٹ پر یکسو کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! دوسری یہ بات کہ رضوان گل صاحب کو ان کے گھر کے اندر داخل ہو کر گرفتار کیا گیا اور humiliate کیا گیا۔ کل یہ دوست مجھے بھی ملے تھے اور اس کے بعد چیف منسٹر صاحب سے بھی بات ہوئی تو انہوں نے علیحدہ سے ایک دیانتدار آفیسر کو اس بات کے لئے مقرر کیا ہے۔ میں اس معزز ایوان کو اور ان بھائیوں کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ اگر اس میں ڈی پی او، ڈی ایس پی یا ایس ایچ او کا قانون سے تجاوز پایا گیا یا قصور پایا گیا تو قانون کے مطابق ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! مختلف ممبران نے مختلف انداز میں اپنا نقطہ نظر بیان کیا ہے اس کے متعلق بھی وضاحت یہ فرمادیں۔ وزیر قانون صاحب صرف ایک واقعہ کو لے کر بیٹھ

گئے ہیں اس کی تو وضاحت ہو گئی ہے۔ استحقاق کمیٹی کے سامنے ایک افسر نے کہا ہے کہ جو کچھ میرا کرنا ہے کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اس کی طرف بھی آتا ہوں وہ already کہہ چکے ہیں۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: اس کے علاوہ point of privilege کی بھی وضاحت ہونی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم شاہ صاحب نے جو بات کی ہے میں اس سے پہلے یہ عرض کر چکا ہوں کہ عباس راں صاحب نے جو مختلف events کی series بیان کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ ان میں سے کوئی ایک بھی غلط نہیں ہو گا۔ اس کے علاوہ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ، ایک دو اور دوستوں نے بھی بات کی ہے ان کی بات بھی درست ہو گی۔ میں کہتا ہوں کہ یہ Privilege Motion استحقاق کمیٹی کو refer ہو گئی ہے، Privileges Committee اس بارے میں کوئی ضابطہ اخلاق، کوئی direction یعنی وہ جو بھی فیصلہ کریں کہ یہ یہ قانون سازی ہونی چاہئے اور حکومت کو یہ direction جانی چاہئے میں نے اس سلسلے میں پہلے یقین دلایا ہے کہ اس پر حکومت عمل کرے گی۔ جس واقعہ کا ذکر شاہ صاحب کر رہے ہیں کہ کسی آفیسر نے مجلس استحقاقات کے سامنے آکر کہا کہ کر لیں جو میرا کرنا ہے۔ اگر تو مجلس استحقاقات نے اس واقعہ کو بنیاد بنا کر یہ refer کیا ہے کہ فلاں آفیسر نے یہ کہا ہے اور اس کے خلاف action لیا جائے۔ اگر تو یہ reference بھیجا ہے اور action نہیں ہوا تو آپ مجھے آج ہی اس reference کی کاپی دے دیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ within twenty four hours اس آفیسر کے خلاف کارروائی ہو گی اور اگر ایسا نہیں ہوا تو جب تک مجلس استحقاقات کوئی reference نہیں بھیجے گی اور ایوان اسے opt نہیں کرے گا تو پھر اس پر کس طرح کوئی کارروائی ہو سکتی ہے۔ اگر اس کے بغیر کارروائی ہو گی تو وہ بعد میں stuck down ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: صحیح بات ہے۔ شاہ صاحب اور مستی خیل صاحب! آپ ذرا ایک منٹ تشریف رکھیں اور ذرا میری عرض سن لیں۔ آج اس ایوان کے اندر جو points raise کئے گئے میں اس سلسلے میں پہلے تو Privileges Committee کے حوالے سے بات کروں گا کہ جیسے لاء منسٹر نے کہا کہ کسی آفیسر نے آکر Privileges Committee کے سامنے یہ بات کی ہے تو میں اس سلسلے میں on the floor of the House آپ کو بتا رہا ہوں کہ میں، سپیکر صاحب اور لاء منسٹر صاحب Privileges

Committee کو بلائیں گے اور بیٹھ کر ان سے بات کریں گے اگر اس طرح کا کوئی incident ہوا ہے تو ہم اس پر کارروائی کریں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ being Custodian of the House میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح لاء منسٹر صاحب نے کہا کہ یہ بہت اچھی بات ہے کہ ایک دیانتدار افسر انکوائری کرے گا لیکن میری نظر میں اس ایوان سے زیادہ دیانت دار کوئی نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) میں لاء منسٹر صاحب سے کہوں گا کہ اس معزز ایوان کے موجودہ اور ماضی میں جو ممبران رہے ہیں ہر ایک کا ایک privilege ہے چونکہ وہ عوام کے ووٹ لے کر آتے ہیں، جمہوریت کی اصل روح بھی یہی ہے کہ اس mandate کا احترام کیا جائے۔ جس طرح ہمارے معزز ممبر ڈھلوں صاحب نے کھڑے ہو کر on oath کہا تھا کہ وہ وہاں موجود تھے اور وہاں پر جو کچھ ہوا وہ انکوائری ضرور ہو گی لیکن اس انکوائری کے اندر ہمارے معزز ممبران بھی موجود ہوں گے اور ان کے سامنے یہ انکوائری ہو گی اور اس کی جو رپورٹ آئے گی اس پر کارروائی ہو گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ جن ممبران کو نامزد فرمانا چاہتے ہیں میں آپ کو اس بات کی یقین دہانی کراتا ہوں کہ ان تمام ممبران کو اس انکوائری میں associate کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! بہت شکریہ۔ جونہی آج کے دن کا ایجنڈا مکمل ہوتا ہے تو اس کے بعد میں، سپیکر صاحب اور لاء منسٹر صاحب بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔ اپوزیشن کی طرف سے بھی چونکہ آج یہاں پر breech of privilege کی جو بھی بات ہوئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ ان حالات کے اندر ہمیں انتظامیہ کے ساتھ خود تعاون کرنا چاہئے اور ہمیں role model بننا ہے تاکہ عوام ہمیں دیکھ کر search کرائیں لیکن اس کے اندر عزت برقرار رہنی چاہئے۔ میں سپیکر صاحب اور لاء منسٹر صاحب سے بھی request کروں گا کہ ہم اجلاس کے بعد بیٹھ کر پورے ایوان کی ایک کمیٹی بنائیں یا تو ہمارا privilege ختم کر دیا جائے یا پھر اس پر عملدرآمد کرایا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ہم آج ہی بیٹھ کر اس پر کمیٹی بنا دیں گے اور اس بارے میں کل تک ایوان کو apprise کریں گے۔ جی، نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! اس Chair پر آپ کی موجودگی میں ہمیں جس چیز کی توقع تھی اور تمام ممبران جس بات کا تقاضا اور توقع کرتے تھے کہ ہمارے ساتھ انصاف ہو گا اور ہماری صحیح بات کو تسلیم کیا جائے گا۔ ہم آپ کے شکر گزار ہیں کہ آپ نے بحیثیت Custodian of the House وہ حق

ادا کیا۔ میں اپنے تمام معزز ممبران کی طرف سے تہہ دل سے آپ کا مشکور ہوں اور لاء منسٹر صاحب کا بھی کہ جو جائز بات تھی جو right تھا انہوں نے اسے protect کیا اور اسے honour کیا ہم ان کے بھی مشکور ہیں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: The core of my heart ہم آپ کے شکر گزار ہیں۔ respect دو قسم کی ہوتی ہے ایک demand respect ہوتی ہے جو اپنے آفیسر اپنے subordinate سے ایک command respect ہے آج آپ نے اپنے act سے وہ بات ثابت کر دی کہ you command the respect ہم آپ کی دل سے respect کرتے ہیں and you have proved that you really deserve to be the Custodian of this House. اس لئے ہم آپ کے شکر گزار ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

سید ناظم حسین شاہ: اور ہم آپ کے ہوتے ہوئے یہ توقع کرتے ہیں کہ آپ نے جو فیصلہ کیا ہے کہ یا تو ہمارے استحقاق ختم کر دیئے جائیں یا ان پر عملدرآمد کیا جائے۔ میں پھر آپ کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ last مقرر ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: بہت شکریہ۔ آپ نے جو notice لیا ہے ہم آپ سے یہی توقع کرتے تھے کہ آپ Custodian ہیں اور اسی طرح مہربانی کریں گے۔ آپ نے فرمایا کہ role model بننے کے لئے، ہم role model بننے کے لئے تیار ہیں، ڈگیاں اور بونٹ خراب ہو چکے ہیں وہ اب بند نہیں ہوتے بلکہ کھلے ہی رہ جاتے ہیں اس سے زیادہ role model بننے کی گنجائش نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کے سپرنگ نئے ڈلوائیں۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میں اسی میں ایک بات add کروں گا۔ ہم دفاتر میں جاتے ہیں تو اتنے زور سے ڈگیاں اور بونٹ بند کرتے ہیں کہ بندہ ڈر جاتا ہے کہ دھماکا ہو گیا ہے۔ میری ایک استدعا ہے کہ اگر ایم پی اے خود گاڑی میں موجود ہو تو اس کو اس سے استثنیٰ دلوائیں، کارڈ دکھا دیں یا کوئی اس طرح کا معاملہ ہو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں جو کمیٹی بیٹھے گی وہ اسی پر سارا کچھ دیکھ لے گی۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! اس میں ایک چیز add کرتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ آج تک کسی ایم پی اے کی گاڑی میں کوئی دھماکا نہیں ہوا، کوئی مواد carry نہیں ہوا لہذا اسے بے عزت کرنے کا جو طریقہ ہے یہ بند کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اسے دیکھتے ہیں۔ جی راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! آج میں سب سے پہلے آپ کو مبارکباد دوں گا اس میں کوئی شک نہیں کہ اس پورے tenure میں بہت سارے ایسے واقعات ہیں جہاں پر آپ نے بڑا اصولی stand لیا اور پورا ایوان آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہے۔ یقیناً آج کے فیصلے کے مطابق جب کمیٹی بنے گی تو صورتحال بہتر ہو گی لیکن میری ایک گزارش ہے کہ یہ ہوتا کیوں ہے؟ کسی بھی پارٹی کا ایم پی اے ہو اس کے ساتھ یہ افسران یہ روّیہ کیوں اختیار کرتے ہیں؟ بنک میں جائیں تو وہ کہتے ہیں کہ آپ کا کریڈٹ کارڈ نہیں بن سکتا، اگر آپ ایم پی اے ہیں تو آپ کا loan نہیں ہو سکتا اور انتظامی افسران ایم پی اے حضرات کی insult کرنے میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔ جب وہ چائے پر بیٹھتے ہیں تو ذکر کرتے ہیں کہ آج فلاں ایم پی اے آیا تھا اور میں نے اس کی کافی insult کی ہے۔ اس کی وجہ صرف اور صرف وزیراعلیٰ پنجاب کا ایم پی اے صاحبان سے روّیہ ہے۔ آپ نے کمیٹی تشکیل دی جس پر میں آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں لیکن اس کے ساتھ ساتھ وزیراعلیٰ پنجاب سے بھی یہ گزارش کرتا ہوں کہ آپ کے روّیے کی وجہ سے آج پورا ایوان رو رہا ہے۔ یہاں تو منسٹر کی بھی کوئی بات نہیں سنتا، ان کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے، میں ان کی ٹیم کا حصہ رہا ہوں میں پورے یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ایک ڈاکٹر توقیر جس کے بارے میں کمیشن نے فیصلہ دیا ہوا ہے کہ یہ خواجہ شریف کے قتل کی جو جعلی سازش ہوئی تھی یہ اس کا پورا ذمہ دار ہے لیکن کوئی اس کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔ لاء منسٹر صاحب جتنے بھی طاقتور ہوں لیکن اس کے سامنے سب بے بس ہیں۔ اگر اس ایوان کا کورم پورا کرنا ہو تو اسے ایوان میں آنا پڑتا ہے تب کورم

پورا ہوتا ہے۔ میں اس issue کو سیاسی نہیں بنانا چاہتا وزیر اعلیٰ پنجاب سے میری اپیل ہے کہ خدا کے لئے چاہے اپوزیشن ہے یا حکومتی ممبران ہم سب عزت دار لوگ ہیں، خدا نخواستہ، خدا نخواستہ یہاں پر کوئی بھی ایسا شخص نہیں، میرا یہ یقین ہے کہ یہاں پر کوئی بھی ایسا شخص نہیں کہ جو کسی قسم کے غلط کام میں ملوث ہو۔ ہم عزت کے لئے سیاست کرتے ہیں۔ یہاں پر سارے عزت دار لوگ ہیں، اپنے حلقوں سے الیکشن جیت کر آئے ہیں اور اپنے علاقوں میں ان کے نام ہیں۔ ان کے نام کی وجہ سے لوگ احترام میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہاں پر ایسے معزز حضرات بھی ہیں جو کہ تین تین، چار چار مرتبہ الیکشن جیت چکے ہیں تو ایسے معزز لوگوں کے ساتھ افسران کی طرف سے اس طرح کا غیر مناسب روّیہ روا رکھنے کی بنیادی وجہ ہمارے وزیر اعلیٰ ہیں۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ خدا کے لئے اس ایوان پر رحم کریں اور اپنے ان بھائیوں اور team کو عزت دیں۔ کل سابق گورنر سلمان تاثیر کے بیٹے کے اغواء کا issue تھا اور ہم نے اس حوالے سے وزیر اعلیٰ سے ایک appeal کی تھی اور appeal کرنا تو کوئی جرم نہیں ہے۔ ہم نے وزیر اعلیٰ سے درخواست کی تھی کہ آپ خود ایوان میں آکر اس حوالے سے جواب دیں لیکن وہ نہیں آئے۔ ہر چیز میں ضد اور غرور وزیر اعلیٰ پنجاب کو زیب نہیں دیتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری ایوان سے گزارش ہو گی کہ یہاں پر ہم ممبران کے استحقاق کی بات کر رہے ہیں اور جب ممبران کی بات کرتے ہیں تو وہ اپوزیشن اور حکومتی بنچوں کے ممبر نہیں ہوتے بلکہ وہ اس مقدس ایوان کے ممبر ہوتے ہیں۔ ہم اس issue کو سیاسی رنگ نہ دیں بلکہ اس معاملے کو اسی spirit میں لے کر آگے چلیں۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہاں پر ایک بہترین اور اچھے ماحول میں بات ہوئی جس کو دونوں طرف کے ممبران نے endorse کیا اور اس کو آپ نے بھی honour کیا اور میں نے بھی اس کی respect کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ میرے محترم بھائی قائد حزب اختلاف چونکہ پوری طرح سے اس بات سے آگاہ نہیں تھے اس لئے انہوں نے پھر وہی بات کی ہے جو کہ وہ اکثر اوقات کرتے رہتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں ضروری نہیں سمجھتا کہ محترم قائد حزب اختلاف کی بات کا جواب ان جیسی بات سے دیا جائے بلکہ میں ایک انتہائی اچھی بات اس معزز

ایوان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ پچھلے ہفتے صدر پاکستان مسلم لیگ(ن) میاں محمد نواز شریف صاحب ایک وفد کے ساتھ جس میں، میں بھی شامل تھا سندھ تشریف لے گئے تھے۔ وہاں پر انہوں نے نواب شاہ، ٹنڈوالہ یار اور دوسرے علاقوں میں سیلاب و بارشوں سے متاثرہ علاقوں کا visit کیا۔ وہاں پر جا کر وہ لوگوں سے خود ملے اور جس تباہی کا الفاظ میں بیان کیا جانا مشکل ہے اس کا انہوں نے خود جا کر جائزہ لیا۔ پنجاب میں مسلم لیگ (ن) کی حکومت ہے تو اس کے متعلق بھی انہوں نے ہدایات فرمائی ہیں اور آج میاں محمد نواز شریف صاحب اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے تمام لوگوں کی مشاورت سے یہ فیصلہ کیا ہے کہ تمام منسٹرز، معاون خصوصی، مشیر، پارلیمانی سیکرٹریز اور تمام ایم پی اے صاحبان سیلاب و بارش سے متاثرہ سندھ کے بھائیوں کی خدمت کے لئے اپنی ایک ایک ماہ کی تنخواہ donate کریں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: میں معزز ایوان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہاں پولینڈ کے سفیر His Excellency Dr Andrzej Ananicz تشریف لائے ہیں اور ہم ان کو welcome کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران نے desk بجا کر معزز مہمان کو welcome کیا)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کے تشریف لانے سے پہلے یہاں پر ممبران کے استحقاق کے حوالے سے بات ہو رہی تھی وہ بات تو ختم ہو گئی لیکن الحمدللہ ایک بات clear ہو گئی کہ میں کل جو بات ایوان کے علم میں لایا تھا وہ صحیح تھی۔

جناب سپیکر: کیا آپ کو کسی نے جھوٹا کہا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جی، نہیں۔ یہ آپ کی مہربانی ہے لیکن وہ تمام ایوان کا معاملہ تھا جو آج اتفاق سے دوبارہ take up ہوا ہے اور وہ بات آج confirm ہوئی ہے کہ میں جو کچھ کہہ رہا تھا وہ صحیح تھا۔ اب بات یہ ہے کہ میرے بھائی راجہ ریاض صاحب واقعی ایک سیاسی ورکر ہیں، واقعی ہم سیاست میں ان سے بہت پیچھے ہیں کم از کم میں بہت پیچھے ہوں لیکن وہ اکثر وزیر اعلیٰ پنجاب کے بارے میں جو کچھ کہتے ہیں وہ مناسب نہیں ہے۔

جناب سپیکر: راجہ ریاض صاحب کی وزیراعلیٰ صاحب کے ساتھ پرانی دوستی بھی ہے۔

شیخ علاؤالدین: آج چونکہ ایوان کا ماحول بہتر ہے اس لئے میں آپ کی اجازت سے ایک بات کرنے لگا ہوں۔

(اذان ظہر)

جناب سپیکر: نماز ظہر کے لئے 30 منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر وقفہ برائے نماز ظہر کے لئے آدھ گھنٹہ کے لئے اجلاس کی کارروائی ملتوی کی گئی)

(اس مرحلہ پر وقفہ برائے نماز ظہر کے بعد جناب سپیکر ایک بج کر 50 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جو صاحبان باہر لابی میں بیٹھے ہوئے ہیں وہ ذرا جلدی جلدی اندر آجائیں تاکہ اجلاس کی کارروائی شروع کی جائے۔

جناب شاہجہان احمد بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بھٹی صاحب!

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جناب سپیکر! کنڈر حم شاہ نزد سید والا میں دریائے راوی کا کٹاؤ جاری تھا۔ دس پندرہ دن سے وہاں دریا نے کافی تباہی مچائی ہوئی تھی۔ آج مجھے اطلاع آئی ہے کہ جو بند بنایا گیا تھا وہ ٹوٹ گیا ہے۔ kindly آپ حکومت سے کہیں کہ اس پر زیادہ توجہ دیں اور اس کی انکوائری بھی کی جائے کہ جو بند بنایا گیا تھا وہ کیوں ٹوٹ گیا، کیا وہ ناقص مٹیریل سے بنایا گیا تھا؟

جناب سپیکر: اس بارے میں آپ کچھ لکھ کر لائیں، کوئی تحریک دیں اور کوئی طریق کار اپنائیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ صاحبہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں نے کل ایک سوال اٹھایا تھا اور آپ نے کہا تھا کہ آپ لکھ کر دے دیں۔ میں نے اسی وقت آپ کو بھی لکھ کر دیا اور ایک تحریک لکھ کر سیکرٹری صاحب کو بھی دے دی۔ وہ تحریک کب پیش ہو جائے گی کیونکہ وہ بہت اہم ہے؟ اس پر ہمارے پورے ضلع کی خواتین نظر رکھے

ہوئے ہیں۔ چاہے وہ ہماری پارٹی کی ہیں یا مخالف پارٹی کی ہیں تمام خواتین کی نظر اس اسمبلی اور آپ پر ہے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک اپنی باری پر آئے گی۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! اتنا important matter بھی اپنی باری پر آئے گا؟

جناب سپیکر: جی، جی۔ یہ سارے important matters ہوتے ہیں آپ کے لئے بھی اور میرے لئے بھی۔ مہربانی فرمائیں، تشریف رکھیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اس سے پہلے کہ تحریک التوائے کار پر کارروائی کا آغاز کیا جائے میں ممبران کی توجہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ (e)83 کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جس میں تحریر ہے کہ ایسی تحاریک التوائے کار جن میں اٹھائے گئے معاملے پر بحث کے لئے پہلے سے تاریخ مقرر کی جاچکی ہو وہ اسمبلی میں پیش نہ کی جا سکتی ہیں۔ چونکہ صوبے میں صحت خاص طور پر ڈینگی مچھر کے حوالے سے، امن عامہ کی صورتحال، قیمتوں میں اضافہ اور زراعت پر بحث کے لئے بالترتیب 16,19,23 اور 26۔ ستمبر 2011 کی تاریخیں مقرر ہو چکی ہیں لہذا مندرجہ ذیل تحاریک التوائے کار ایوان میں پیش نہیں ہوں گی۔

1۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری کی طرف سے تحریک التوائے کار نمبر 1428 ہے۔

2۔ محترمہ ثمینہ خاور حیات، محترمہ قمر عامر چودھری اور انجینئر شہزاد الٰہی کی طرف سے تحریک التوائے کار نمبر 1444/11 ہے۔

3۔ محترمہ نگہت ناصر شیخ کی طرف سے تحریک التوائے کار 1446/11 ہے۔

4۔ چودھری عامر سلطان چیمہ کی تحریک التوائے کار نمبر 1460/11 ہے۔

5۔ چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ) کی طرف سے تحریک التوائے کار نمبر 1469/11 ہے۔

6۔ محترمہ ساجدہ میر کی طرف سے تحریک التوائے کار نمبر 1478/11 ہے۔

اب تحریک التوائے کار لیتے ہیں۔ یہ تحریک چودھری عامر سلطان چیمہ کی طرف سے ہے، یہ pending کی گئی تھی اور اس کا نمبر 880/11 ہے۔ رانا صاحب! اس کا جواب آ گیا ہے؟

ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال سرگودھا کے بالمقابل ہیڈبرج کی تعمیر میں تاخیر سے عوام کو مشکلات کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جی، جناب سپیکر! اس کا جواب آگیا ہے۔ ہیڈ برج بالمقابل ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال سرگودھا کی تعمیر کا منصوبہ جس کا تخمینہ لاگت 5.548 ملین روپے تھا مورخہ 13-9-2007 کو منظور ہوا۔ اس منصوبہ کے لئے مختص فنڈز EXN Highway سرگودھا نے XEN Provincial Machinery Maintenance Division Lahore کو منتقل کر دیئے جس میں مندرجہ بالا فنڈز کو مدنظر رکھتے ہوئے ہیڈ برج کی تعمیر کے لئے مطلوبہ مٹیریل کی سپلائی کا کام مورخہ 08-08-12 کو مکمل کر لیا۔ تاہم یہ سامان مکینیکل ورکشاپ میں موجود رہا اور اس ضمن میں کوئی خُورد بُرد نہ ہوئی ہے۔ اس برج کا سامان تعمیر کے لئے مطلوبہ جگہ منتقل کر دیا گیا ہے اور منصوبہ کو جلد از جلد مکمل کر دیا جائے گا۔ تاہم منصوبہ کی تکمیل کی تاخیر میں کوتاہی کے ضمن میں متعلقہ چیف انجینئر کو ہدایت کی گئی ہے کہ معاملے کا تفصیلی جائزہ لے کر ذمہ دار افسران کا تعین کر کے ان کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے۔

جناب سپیکر: اب حکومت کی طرف سے مؤقف آگیا ہے اب اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس پر بحث نہیں ہو گی کیونکہ انہوں نے یقین دہانی کرادی اور وہ اس پر کارروائی بھی کریں گے۔ یہ عرصہ چھ سال سے اسی طرح pending پڑا ہے اور سامان تیار ہے مگر اس کو لگایا نہیں جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: انشاء اللہ جلد کریں گے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: چونکہ لاء منسٹر نے یقین دہانی کرائی ہے اگر انہوں نے یہ نہ کیا تو پھر میں آپ کے نوٹس میں دوبارہ لاؤں گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اب اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار جناب شاہجہان احمد بھٹی کی طرف سے ہے۔ یہ بھی پڑھی جا چکی ہے اس کا نمبر 1379 ہے۔

گورنمنٹ پرائمری سکول شاد باغ کالونی ننکانہ صاحب کی اپ گریڈیشن نہ ہونا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب یہ ہے کہ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول شاد باغ کالونی ننکانہ صاحب کو ایلیمنٹری کا درجہ دینے کے لئے بحوالہ لیٹر نمبر DOP(1-4/15) مورخہ 10-01-14 ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر ننکانہ صاحب کی طرف سے administrative approval جاری کی گئی۔ سکول کا کل رقبہ ایک کنال دس مرلہ ہے۔ رقبہ کم ہونے کی وجہ سے مراسلہ نمبر 1779 مورخہ 10-08-09 کے تحت محکمہ اوقاف کو جگہ کے لئے ایک لیٹر بھیجا گیا جس کا جواب موصول نہ ہوا اس لئے مراسلہ نمبر 2079 مورخہ 10-05-06 کے تحت ڈسٹرکٹ آفیسر بلڈنگ کو لیٹر لکھا گیا کہ درجہ مڈل کی بلڈنگ سکول کی چار دیواری کے اندر ہی تعمیر کر دی جائے۔ بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ نے بنیادیں کھدوائیں مگر اس کے بعد تاحال بلڈنگ تعمیر نہیں ہو سکی۔ اس کے متعلق انہوں نے اب یہ direction دی ہے کہ اس میں جگہ کے problem کو resolve کر کے بلڈنگ کی تعمیر کو مکمل کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، حکومت کی بات آ گئی ہے اور وہ اس پر ایکشن بھی کر رہے ہیں۔ قاعدہ 86 کے تحت اس پر بحث تو نہیں ہو سکتی۔

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہ رہا تھا کہ وہاں پر ایک گنجان آبادی ہے اور بچیوں کی تعلیم کا مسئلہ ہے۔ یہ ہمارے قوم کے مستقبل کا معاملہ ہے۔ یہ مسئلہ اس لئے موجود ہے کہ وہاں پر جگہ تو available ہے لیکن کچھ ایسی طاقتیں ہیں جو اس پر قبضہ کرنا چاہتی ہیں۔ انہوں نے ایک technicality کی بنیاد پر اس میں روڑے اٹکائے ہوئے ہیں کہ جب تک یہ جگہ ہمارے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے نام نہیں ہو گی ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ حالانکہ جس آفس میں ڈی سی او ننکانہ بیٹھا ہے وہ ان کے نام نہیں ہے وہ بھی محکمہ اوقاف کی جگہ ہے۔ اس میں ایک گورنمنٹ ایجنسی کہہ رہی ہے کہ ہم آپ کو جگہ دیتے ہیں۔ ہائیکورٹ کے آرڈر ہیں کہ آپ یہ جگہ صرف سکول یا کسی public welfare project کے لئے استعمال کریں۔ اس میں مجھے حکومت کی اتنی بے بسی نظر آ رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اس میں تھوڑی سی effort آپ خود بھی کریں۔ آپ چیئرمین سے مل لیں!

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جناب سپیکر! آج حکومت مجھے وہاں work order جاری کرے میں خود وہاں جا کر سکول تعمیر کروا دوں گا لیکن وہ work order صرف اس لئے جاری نہیں کر رہے ہیں، حالانکہ آپ کہتے ہیں کہ اس کے پیچھے جو لوگ ملوث تھے۔۔۔

جناب سپیکر: بھٹی صاحب! آپ ایسا کر لیں کہ اس کا ان سے این او سی جاری کروا دیں پھر میں حکومت کو کہوں گا کہ فوری طور پر آپ کا کام کرے۔

جناب شاہجہان احمد بھٹی: کن سے این او سی جاری کروائیں؟ محکمہ اوقاف نے تو لکھ کر دیا ہوا ہے، Administrator کی approval گئی ہے کہ یہ جگہ مناسب ہے کیونکہ یہاں کوئی مڈل سکول نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہاں پر اتنی آبادی ہے کہ وہاں پر آئندہ ہمیں ہائی سکول کی ضرورت بھی ہو گی۔ جس طریقے سے وہاں پر قبضہ گروپ متحرک ہیں اس طرح تو وہاں پر کسی سکول کے لئے کوئی جگہ ہی نہیں بچے گی۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! یہ ضروری معاملہ ہے، ذرا اس کو دیکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں شاہجہان صاحب سے یہ کہوں گا کہ یہ سیکرٹری سکولز سے رابطہ کر لیں میں بھی ان سے بات کرتا ہوں جو بھی اس میں کوئی رکاوٹ ہے تو اسے دور کروائیں۔

جناب سپیکر: جی، رکاوٹ دور کروا دیں ٹھیک ہے۔

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ زوبیہ رباب کی طرف سے تحریک التوائے کار نمبر 1397، pending ہوئی تھی۔ میرے خیال میں یہ پڑھی نہیں گئی۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! ابھی پڑھنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، اب آپ اپنی تحریک التوائے کار نمبر 1397 پڑھیں۔

ڈائریکٹر انسٹیٹیوٹ آف بزنس اینڈ مینجمنٹ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور کے بجٹ میں خُورد بُرد

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "خبریں" مورخہ 18۔اگست 2011 کے مطابق یونیورسٹی آف انجینئرنگ میں 2کروڑ کی خُورد بُرد کا انکشاف ہوا ہے۔ تفصیلات کے مطابق انسٹیٹیوٹ آف بزنس اینڈ مینجمنٹ یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور کے گزشتہ برس کے بجٹ میں کمپیوٹر لیب پروفیشنل ڈویلپمنٹ سنٹر، ریسرچ سنٹر، پراسپیکٹس کی پرنٹنگ، ہیلتھ انشورنس، ٹرانسپورٹ، فیکلٹی اور گریجویٹ ٹیچنگ اسسٹنٹس کی مد میں مختص یہ رقم انتظامیہ نے خُورد بُرد کر لی۔ اس خُورد بُرد میں ڈائریکٹر انسٹیٹیوٹ آف بزنس اینڈ مینجمنٹ مکمل طور پر ملوث پائے جا رہے ہیں جس بناء پر انسٹیٹیوٹ بجٹ کا بیشتر حصہ غیر ضروری پارٹیوں، پرتعیش کھانوں اور برتھ ڈے پارٹیوں پُر خرچ کیا جا رہا ہے۔ ڈائریکٹر انسٹیٹیوٹ نے دوستوں کو نوازنے کے لئے ٹیچنگ اسسٹنٹ بھرتی کر لئے ہیں جبکہ اہم ترین عہدے ڈپٹی ڈائریکٹر (امتحانات) کی سیٹ جو کافی عرصہ سے خالی پڑی ہے اسے پر نہیں کیا جا رہا اور امتحانات کا نظام درہم برہم ہو رہا ہے۔ اس صورتحال پر یونیورسٹی کے طلبا اور عوامی حلقوں نے مطالبہ کیا ہے کہ حکومت فوری طور پر معاملے کی تحقیقات کروائے اور ذمہ داروں کے خلاف کارروائی عمل میں لائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول نہیں ہوا۔ اس کو آپ next week تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو next week تک pending کیا جاتا ہے۔ جی، اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1399/11 بھی آپ کی ہے۔ میرے خیال میں یہ بھی نہیں پڑھی گئی۔

صوبائی دارالحکومت میں جانوروں کی خوراک انسانوں کے لئے کھلے عام فروخت کا انکشاف

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ صوبائی دارالحکومت میں اس وقت جانوروں کی خوراک انسانوں کے لئے کھلے عام فروخت، بازاروں میں معمولی قیمت پر ایسا جوس فروخت کیا جا رہا ہے جو بلیوں کی مائع خوراک ہے۔ ذرائع کے مطابق لاہور میں جانوروں کے لئے مخصوص خوراک کھلے عام انسانوں کے لئے فروخت کی جانے لگی۔ بازاروں میں ایک ایسا جوس فروخت کیا جا رہاہے ہے جو بلیوں کی مائع خوراک ہے۔ معمولی قیمت پر دستیاب بلیوں کی یہ خوراک بچے بڑی تعداد میں خرید رہے ہیں۔ جن علاقوں میں یہ خوراک فروخت کی جا رہی ہے ان میں بند روڈ اور گلبرگ سر فہرست ہیں۔ ان علاقوں میں جانوروں کی خوراک کو مشروبات کے جعلی لیبل چسپاں کر کے فروخت کیا جا رہا ہے۔ دنیا بھر میں مشہور اس خوراک کو جدید تحقیق نے اسے بلیوں کے لئے بھی خطرناک قرار دے دیا ہے لیکن چند لوگ چھوٹے بچوں کی صحت کے دشمن کھلے عام، بڑے دھڑلے سے مضر صحت جوس فروخت کر رہے ہیں اور اس جوس کی سپلائی مسلسل جاری و ساری ہے، کوئی پوچھنے والا نہ ہے۔ صوبائی دارالحکومت میں شہریوں کا کہنا ہے کہ اتنی بڑی تعداد میں جوسز کی سپلائی کی جا رہی ہے جو ضلعی انتظامیہ اور صوبائی حکومت کے لئے ایک سوالیہ نشان ہے۔ یہ معاملہ اس قدر سنگین ہے کہ اسمبلی فوری دخل اندازی کرے تاکہ اس کا حل نکل سکے اور اس گھناؤنے کاروبار میں ملوث افراد کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 1399 ہے اس میں جب یہ خبر موصول ہوئی ہے تو اس کے بعد محکمہ فوڈ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے فوری کارروائی کرتے ہوئے مبینہ Cat Juice کے پیکٹ لاہور سے برآمد کر کے اپنے قبضہ میں لے لئے اور فوری طور پر ان کے نمونہ جات ڈسٹرکٹ لاہور کی فوڈ لیبارٹری اور کاؤنٹر چیک کے لئے PCSIR لیبارٹریز لاہور میں برائے تجزیہ جمع کروائے ہیں۔ مذکورہ دونوں لیبارٹریوں کی تجزیہ رپورٹ کے مطابق

ان پیکٹس میں شربت پیک کیا گیا تھا جبکہ پیکٹوں پر درج شدہ اجزاء کے مطابق کسی قسم کا گوشت برائے بلیوں کی خوراک نہ پایا گیا۔یہی بات معزز عدالت عالیہ کے رُوبرُو بھی پیش کی گئی کیونکہ وہاں پر بھی اس معاملہ کا notice لیا گیا ہے۔اس سلسلے میں عرض ہے کہ اس miss branding کے کیس میں ملوث اشخاص جو pet food کے خالی پیکٹوں میں جوس پیک کر کے محض سستے داموں فروخت کر رہے تھے ان کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی کی گئی ہے۔یہ بات حقیقت ہے کہ اصل pet food نہایت مہنگا ہے۔اس سلسلے میں یہ کارروائی کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، Not pressed

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! میں مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: جی، dispose of کی جاتی ہے میرے خیال میں اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1400 بھی آپ کی ہے۔

لاہور، محکمہ صحت میں گھوسٹ پیرا میڈیکل انسٹیٹیوٹ کے ذریعے جعلی اسناد کا اجراء

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ صحت میں گھوسٹ پیرا میڈیکل انسٹیٹیوٹس کے بہت بڑے سیکنڈل کا انکشاف ہوا ہے۔محکمہ صحت کے حکام کے علم میں تین ایسے پیرا میڈیکس انسٹیٹیوٹس آئے ہیں جن کا عملاً کوئی وجود نہیں لیکن اس کے باوجود گزشتہ کئی برسوں سے مختلف ڈسپلنز میں داخلے کئے جا رہے ہیں اور میڈیکل فیکلٹی کے عملے کی ملی بھگت سے ان کے امتحانات بھی لئے جا رہے ہیں اور اب تک سینکڑوں نوجوان جعلی اسناد کے ساتھ مختلف محکموں میں تعینات ہیں۔ تفصیلات کے مطابق انسٹیٹیوٹ آف پبلک ہیلتھ کی ڈین کی سربراہی میں قائم کمیٹی پیرا میڈیکس سکولوں کی چیکنگ کی ذمہ دار ہے لیکن کمیٹی کی غیر تسلی بخش کارکردگی اور مختلف علاقوں میں جعلی سکولوں کی موجودگی کی اطلاعات کے پیش نظر صوبائی سیکرٹری صحت نے سیکرٹری میڈیکل فیکلٹی پنجاب اور ڈپٹی سیکرٹری ہیلتھ پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی جس میں متعدد سکولوں کے ریکارڈ کی چھان بین اور جائے وقوعہ کا دورہ کرنے کے بعد تین ایسے سکولوں کا پتا چلایا جن کا کوئی وجود نہیں تھا لیکن وہاں پر سینکڑوں طلبہ زیر تعلیم تھے۔ان میں انسٹیٹیوٹ آف میڈیکل ایجوکیشن علامہ اقبال ٹاؤن، انسٹیٹیوٹ آف ہیلتھ مینجمنٹ فیصل ٹاؤن اور کلف مینگر سکول خلیج

پلازہ جیل روڈ شامل ہیں۔ مزید تحقیق کے بعد یہ انکشاف بھی سامنے آیا کہ ان تین میں دو سکولوں کو انسٹیٹیوٹ آف پبلک ہیلتھ ہی کا ایک اسسٹنٹ پروفیسر آکوپیشن، ایک شعبہ پیرا میڈیکس کا انچارج اسسٹنٹ اور ایک اکاؤنٹس کلرک مل کر چلا رہے تھے۔ اس نیٹ ورک کا پنجاب میڈیکل فیکلٹی کے عملے کے ساتھ رابطہ ہے جن کی ملی بھگت سے اب تک سینکڑوں افراد کو جعلی اسناد کے ذریعے سینٹری انسپکٹر بنا دیا گیا جو مختلف محکموں میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ ایک طالب علم سے اوسطاً 40 سے 45 ہزار روپے وصول کئے جاتے ہیں اور ایک ادارے میں ایک وقت میں کم و بیش 130 طلبہ زیر تعلیم ہوتے ہیں جن کے لئے ٹیچر سٹاف اور نہ ہی انفراسٹرکچر موجود ہے۔ اس خبر سے عوام میں تشویش اور طلباء وطالبات میں بے چینی پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو next week تک کے لئے pending فرما دیں کیونکہ اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: جی، تحریک التوائے کار نمبر 1400 کو till next week pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 11/1401 بھی محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ آپ کی ہے۔

مالی سال 12-2011 میں محکمہ تعلیم کے بجٹ میں کمی کی وجہ سے زیر تعمیر ترقیاتی منصوبہ جات ادھورے رہ جانے کا خدشہ

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ یکم جولائی 2011 سے نئے شروع ہونے والے مالی سال میں تعلیم کی مد میں بجٹ میں مزید کمی ہونے کی وجہ سے بہت سے تعلیمی شعبوں میں ترقیاتی منصوبے ادھورے رہ گئے۔ پنجاب حکومت نے گرمیوں کی چھٹیوں کے دوران لاہور سمیت کئی شہروں میں قائم سرکاری سکولوں کی حالت کو بہتر بنانے کے لئے اور پانی، واش روم، بجلی جیسی بنیادی سہولتوں کی فراہمی کے لئے قائم کمیٹی کو ہنگامی بنیادوں پر کام کرنے کی ہدایت جاری کی تھی۔ تاہم چھٹیاں ختم ہونے کو ہیں اور سینکڑوں ایسے سکول ابھی باقی ہیں جن کے کلاس رومز کی چھتیں بھی نہیں اور سینکڑوں سکولوں میں جہاں طالبات پڑھتی ہیں وہاں باتھ

روم کی یا تو سہولت ہی نہیں ہے یا انتظامیہ نے اپنی مدد آپ کے تحت انتظام کیا ہوا ہے۔ وہاں پر دروازے ہی نہیں ہیں۔ پنجاب میں ایک سروے کے مطابق تین ہزار سے زائد سکولوں میں انگلش سمیت سائنس مضامین پڑھانے والے اساتذہ اور خواتین اساتذہ کی تعداد بہت کم ہے جس کی وجہ سے ایک استاد پانچ مضامین پڑھانے پر مجبور ہے۔ محکمہ تعلیم پنجاب کے حکام سکولوں کی اس حالتِ زار پر محض خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں۔ فنڈز نہ ہونے کا سہارا لے کر یہ افسران مسائل پر کوئی توجہ نہیں دے رہے۔ دیہی علاقوں میں قائم متعدد سرکاری سکول عرصہ دراز سے آپریشنل ہی نہیں ہیں۔ متعلقہ ای ڈی اوز اور ایجوکیشن افسران نے بھی کبھی ان سکولوں کا دورہ نہیں کیا۔ یہ سکول مقامی بااثر افراد کے زیر سایہ صرف شادی بیاہ اور دیگر سماجی تقاریب کے لئے استعمال ہو رہے ہیں۔اساتذہ کی مختلف نمائندہ تنظیموں، سماجی حلقوں نے پنجاب حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ کچھ وسائل سرکاری سکولوں کی حالتِ زار کو درست کرنے کے لئے عملی منصوبہ پر خرچ کئے جائیں لہذا میری استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: رانا صاحب! اس کا جواب آگیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جی، یہ تحریک التوائے کار نمبر 1401 ہے اس کا جواب آگیا ہے۔۔ پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت پنجاب کے 36 اضلاع میں قائم سرکاری سکولوں میں بنیادی سہولیات کی فراہمی کے مرحلہ وار پروگرام پر عملدرآمد جاری ہے جس کے تحت ترجیحی بنیادوں پر ان سکولوں میں بنیادی سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں جو ضرورت مند سکولوں کی فہرست میں پہلے آتے ہیں۔ گزشتہ سال 11-2010 کے آغاز پر 36 اضلاع میں قائم سرکاری سکولوں میں بنیادی سہولیات کی فراہمی کی 1531 سکیموں پر مرحلہ وار کام مکمل کرنے کے لئے حکومت پنجاب نے 4۔ ارب روپے کی رقم مختص کی تھی۔ 30۔ جون 2011 تک کے اعداد و شمار کے مطابق کل منظور شدہ سکیموں کی تعداد 2682 تھی جن پر 4951 ملین روپے کی لاگت آنا تھی ان میں سے 2361 سکیموں پر کام شروع ہوا اور 803 سکیمیں اب تک مکمل ہو چکی ہیں۔ باقی جو ہیں ان پر مرحلہ وار کام in progress ہے۔ جہاں تک سرکاری سکولوں میں اساتذہ کی کمی کا تعلق ہے تو واضح رہے کہ سال 2009 میں حکومت پنجاب نے 40 ہزار نئے اساتذہ ایجوکیٹرز absolutely میرٹ پر بھرتی کئے تھے اور اب حال ہی میں 8۔ ستمبر 2011 کو پنجاب کابینہ سے اس کی دوبارہ approval لی گئی ہے اور 32218 سائنس ٹیچرز ہوں گے اور انہیں سو فیصد میرٹ پر بھرتی کیا جائے گا بلکہ اس مرتبہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے جو انٹرویو کے

مارکس ہوتے ہیں جس میں discretion ہوتی ہے اور اس میں بعض اوقات اپنی پسند کے امیدواران کو favour کیا جاتا ہے وہ بھی ختم کر دیا گیا ہے اور کسی بھی امیدوار کا جو complete academic career ہوگا اس کی بنیاد پر میرٹ ترتیب دیا جائے گا اور جو میرٹ ترتیب دیا جائے گا اسے باقاعدہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی ویب سائٹ پر display کیا جائے گا اور اس کے بعد ان اُمیدواران کو یہ حق حاصل ہوگا کہ ایک complaint authority بنائی جا رہی ہے جس کی سربراہی ہائیکورٹ کے ریٹائرڈ جج کریں گے۔ وہاں پر اگر کسی اُمیدوار کو یہ شکایت ہو کہ میرے خلاف میرٹ کو disturb کیا گیا ہے تو وہ اس complaint authority کو جو کہ میرٹ پر فیصلہ کرے گی اور اس پر کوئی political interference نہیں ہوگی تو وہاں پر اپنی شکایت کر کے اپنا حق یا اپنی شکایت کا ازالہ کرا سکے گا۔ اس طرح سے 32218 اساتذہ کو آنے والے چند ماہ میں enroll کیا جائے گا۔ اس طرح سے محکمہ تعلیم میں جو سکول ہیں ان کی صورتحال انشاءاللہ کافی بہتر ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

محترمہ زوبیہ رُباب ملک: جناب سپیکر! میری ایک گزارش ہے کہ سرگودھا میں ایک شہر میانی ہے۔ وہاں پر ایک پرائمری سکول ہے میں نے اس سے پہلے بھی اس کا ذکر کیا تھا کہ اس سکول کا کرایہ نہیں دیا جا رہا، بچیوں کی تعداد 1500 ہے ٹیچر اور طالبات کو کہا جا رہا ہے کہ آپ بھی جائیں تو وہ بچیاں اب کہاں پڑھیں؟ ان کے لئے یہ بہت بڑا issue ہے تو آپ اس گرلز پرائمری سکول، میانی کو دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: آپ رانا صاحب کو لکھ کر دے دیں اس پر انشاءاللہ تعالیٰ عملدرآمد ہو جائے گا۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، next چودھری ظہیر الدین صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔ تشریف فرما ہیں؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): اس کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسے کیسے pending کر دیں۔ ایسے بات نہیں چلتی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر یہ already move ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: اچھا یہ تحریک التوائے کار move ہو چکی ہے۔ اس کا جواب آنا ہے۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! اس کا جواب موصول نہیں ہوا اس لئے اس کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد شیخ صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 11/1422 ہے یہ بھی 2011-09-09 کو move ہو چکی ہے۔

محکمہ آبکاری و محصولات کے عملہ کی ملی بھگت کی وجہ سے پبلک ٹرانسپورٹ میں غیر معیاری سی این جی سلنڈروں کی تنصیب

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو چکا ہے۔ اس ضمن میں محکمے کی طرف سے یہ جواب ہے کہ جہاں تک عوامی گاڑیوں میں CNG Kits کی تنصیب کا تعلق ہے ڈیزل کی قیمتوں میں تیز رفتار اضافے کے پیش نظر اور حکومت کی تحفظ ماحولیات آلودگی کے پیش نظر CNG کے فروغ کے لئے کئے جانے والے اقدامات کی وجہ سے CNG کا استعمال روز افزوں اضافے کی طرف مائل ہے جبکہ اس کے استعمال کو ممنوع قرار دینے کی کسی حکومتی پالیسی کا سر دست وجود نہ پایا جاتا ہے۔ CNG Conversion Kits اور سلنڈروں کے غیر معیاری ہونے کے بارے میں خدشات حالیہ وقوعہ مورخہ 2011-02-12 کی روشنی میں درست پائے گئے ہیں لیکن یہ مفروضہ صرف چند گاڑیوں کی حد تک درست تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ اس واقعہ کے فوراً بعد ضلعی انتظامیہ لاہور اور محکمہ جات داخلہ، ٹرانسپورٹ، ماحولیات، ٹریفک پولیس، پی ٹی اے، آر ٹی اے، موٹر وہیکل ایگزامینر، محکمہ شہری دفاع، بم ڈسپوزل و دیگران کا اجلاس مورخہ 2011-03-13 کو جناب کمشنر لاہور کی سربراہی میں منعقد ہو کر آئندہ کے لئے سخت لائحہ عمل اپنایا گیا ہے تاکہ اس قسم کے واقعات کا اعادہ نہ ہو۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ یہ ایک انتہائی خطرناک قسم کا مسئلہ ہے جیسے کمرشل گاڑیوں کو CNG میں convert کیا گیا ہے۔ آپ believe کیجئے میں اس وقت ثابت کر سکتا ہوں کہ 90 فیصد گاڑیوں کی چھتوں پر سلنڈر لگے ہوئے ہیں اور سلنڈر گوجرانوالہ کے بنے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ اس کا نوٹس لے رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! آپ میری عرض تو سن لیں۔

جناب سپیکر: آپ میری بات سن لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! آپ پہلے میری عرض سن لیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں یہ rules بھی آپ کے بنائے ہوئے ہیں۔ اس کے مطابق ہم نے چلنا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! آپ میری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: آپ rule 86 کو پڑھ لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! پہلے میری بات سن لیں۔

جناب سپیکر: میں بڑے آرام سے اور ادب سے کہہ رہا ہوں ہوں کہ آپ rule 86 پڑھ لیں۔

شیخ علاؤالدین: میرے سے زیادہ ادب اس سارے ایوان میں کوئی نہیں کرتا اور آپ کو بھی پتا ہے۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آپ کو بھی معلوم ہے کہ اس سے لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں ہو رہا لوگوں سے اتنا ہی کرایہ لیا جا رہا ہے اور یہ جو لوگ بیٹھے بیٹھے گاڑیوں میں زندہ جل جاتے ہیں اس کا پورے ایوان کو ذمہ دار اور جواب دہ ہونا پڑے گا۔

جناب سپیکر: آپ کا شکریہ۔ Not pressed اس لئے اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین صاحب نے فرمایا ہے کہ میرے سے زیادہ کوئی عزت نہیں کرتا تو کیا باقی سب لوگ بے ادب ہیں؟

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ جی، اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1423 بھی آپ کی ہے۔ جی، وزیر قانون!

شادی بیاہ کی تکلیف دہ رسومات کی وجہ سے اخراجات میں اضافہ سے متوسط طبقہ کے لوگوں کو پریشانی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! وفاقی حکومت نے Marriage Function Prohibition Ordinance of Display and Wasteful Expenses Ordinance 2000 نافذ کیا اور بعد ازاں amendment Act 2006 جس میں شادی بیاہ کے موقع پر one dish کی اجازت دی اس سلسلے میں حکومت پنجاب نے Punjab Marriage Functions Act 2003 نافذ کیا اور اس کی روشنی میں محکمہ لوکل گورنمنٹ نے rules بنائے اور انہیں نافذ کیا۔ محکمہ لوکل گورنمنٹ حکومت پنجاب نے۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، Order in the House

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): محکمہ لوکل گورنمنٹ حکومت پنجاب نے تمام ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسرز، ڈسٹرکٹ پولیس آفیسرز، تحصیل ٹاؤن میونسپل آفیسرز اور سیکرٹریز یونین کونسلوں کو اس پر عملدرآمد کے لئے ہدایات جاری کیں۔ مزید برآں اس ایکٹ پر عملدرآمد کو یقینی بنانے کے لئے ضلعی سطح پر ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسرز اور صوبائی سطح پر ایک کمیٹی تشکیل دی گئی ہے جو اس بارے میں وقتاً فوقتاً ہدایات جاری کرتی رہتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس ایکٹ پر کوئی عملدرآمد ہو رہا ہے تو وہ یقیناً پنجاب میں ہی ہو رہا ہے۔ یعنی جو دس بجے کا ٹائم ہے اس پر پوری پابندی ہے اور تمام جگہوں پر جو ہوٹل ہیں وہاں دس بجے کے ٹائم کو پوری طرح observe کیا جاتا ہے اور one dish کو بھی پوری طرح سے observe کیا جاتا ہے لیکن جہاں پر پرائیویٹ فنکشن ہوتے ہیں وہاں کبھی کبھار اس کی violation کی شکایت ہوتی ہے تو اس پر قانون کے مطابق کارروائی کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے صرف یہ بات کرنی تھی کہ۔۔۔

جناب سپیکر: ایسی بات نہ کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کلے ہی دکھائی دیں اور دوسرا کوئی نہ ہو، لہذا آپ اس بات کو چھوڑ دیں، بڑی مہربانی، انہوں نے categorically تمام باتوں کی نشاندہی کر دی ہے اور notice بھی ہو رہا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر ایسا ہوتا رہا تو مڈل مین تو فنکشن کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکے گا۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ not pressed, dispose of

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں حاضر نہیں تھا لہذا ایک تصحیح کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جب آپ حاضر ہی نہیں تھے تو پھر تصحیح کس بات کی؟

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! یہاں on the floor of the House مجلس استحقاقات کے حوالے سے ایک بات ہوئی ہے لہذا میں ریکارڈ کی درستی کے لئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں مجھے تو نہیں پتا لیکن یہاں کسی صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ Privileges Committee کے اندر یہ کہا گیا کہ کسی افسر نے کمیٹی میں کہا کہ [********]

جناب سپیکر: یہ الفاظ درست نہیں ہیں۔ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، کر دیئے ہیں۔

ملک محمد وارث کلو: بسراء صاحب! میری بات سنیں، میں باہر گیا ہوں تو پریس والوں نے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ پریس والوں کی بات کر رہے ہیں، اپنی نہیں کر رہے۔بقول ان کے لیکن میں نے نہیں پڑھا۔

ملک محمد وارث کلو: پریس والوں نے مجھ سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے تو میں ریکارڈ کی درستی کے لئے بات کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ساڑھے تین سال کے اندر اس کمیٹی کے اندر اس قسم کے vulgar الفاظ کبھی بولے گئے ہیں، کبھی کسی افسر نے بولے ہیں اور نہ ہی کبھی کسی معزز ممبر نے بولے ہیں لہذا میں ریکارڈ درست کروانا چاہتا ہوں کہ میرے جس کسی معزز ممبر نے جو بھی الفاظ کہے ہیں وہ اپنے الفاظ واپس لیں اور آپ انہیں حذف کریں۔

جناب سپیکر: جی، انہیں حذف کر دیا جائے۔بس ٹھیک ہے وہ غلط الفاظ ہیں اور یہ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوا۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میاں محمد نواز شریف صاحب نے جو اعلان کیا اور ان کے behalf پر لاء منسٹر صاحب نے اعلان کیا کہ پنجاب اسمبلی کے سب لوگ ایک مہینے کی تنخواہ دیں گے ہم ان کے اس اعلان کو welcome کرتے ہیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی کی پارلیمانی پارٹی تو پہلے ہی یہ کر چکی تھی۔ کل اپوزیشن لیڈر راجہ ریاض صاحب 25 ٹرکوں کے ساتھ سندھ جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: 25 توپوں کے ساتھ؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! 25 ٹرکوں پر سامان لے کر جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اچھی بات ہے، پلیز ان کی بات سنیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آج سندھ میں جو تباہی آئی ہے رپورٹ یہ ہے کہ پچھلے سال جو سیلاب آیا تھا اس دفعہ اس سے بھی زیادہ نقصان ہوا ہے۔

جناب سپیکر: کیا وہاں agitation کے لئے جا رہے ہیں؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے گزارش کر لینے دیں۔ میری صرف یہ گزارش ہے کہ ہم بڑا بھائی ہونے کے ناتے، بڑا صوبہ ہونے کے ناتے سندھ کے لوگ ہماری طرف دیکھ رہے ہیں، خواہ ہمارے ڈویلپمنٹ فنڈز پر cut لگانا پڑے خواہ وزیر اعلیٰ صاحب کے discretionary fund سے دیئے جائیں۔ جو ہماری تنخواہوں کا اعلان کیا گیا ہے ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے، آج وہاں پر جتنا بڑا نقصان اور تباہی ہوئی ہے میری ادب کے ساتھ گزارش ہے کہ ہمیں بڑا بھائی ہونے کے ناتے اپنے سندھی بھائیوں کے لئے وزیر اعلیٰ صاحب کو ایک سپیشل پیکج announce کرنا چاہئے خواہ وہ cut ڈویلپمنٹ فنڈز پر آئے یا صوابدیدی فنڈز پر۔۔۔

جناب سپیکر: وہ کر چکے ہیں، اب آپ کر لیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ مذاق کی بات نہیں بلکہ it's a very serious and sensitive issue لہذا میری گزارش ہے کہ اسے بڑا seriously take up کیا جائے۔

جناب سپیکر: بات notice میں آ گئی لیکن اختیار ان کے پاس ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر
طوفانی بارشوں سے ہونے والے نقصان کی وجہ سے
ضلع بہاولنگر کو آفت زدہ قرار دینے کا مطالبہ

(---جاری)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے آج سے تین چار دن پہلے پوائنٹ آف آرڈر پر ضلع بہاولنگر کے حوالے سے ایک بات کی تھی کہ وہاں پر بڑے پیمانے پر تباہی ہوئی ہے۔ آپ پھر کہیں گے کہ ہم لوگ مخالفت برائے مخالفت یا سیاسی issue بنانے کے لئے بات کرتے ہیں۔ آج خوش قسمتی ہے کہ وزیر زراعت صاحب بھی تشریف فرما ہیں آپ اندازہ کیجئے کہ پانچ دن پہلے میری کہی ہوئی بات پر ان سے پوچھ لیجئے، لاء منسٹر سے پوچھ لیجئے کہ کیا انہوں نے ڈی سی او سے رپورٹ لی؟ آپ نے اسی جگہ پر بیٹھ کر حکم دیا تھا کہ آپ اس ضلع کی رپورٹ lay کر دیں کہ کتنا نقصان ہوا ہے، کتنے غریبوں کے مکان گرے ہیں؟ لیکن آج پانچ دن گزر جانے کے باوجود وہ رپورٹ نہیں منگوائی گئی، وزیر زراعت یا وزیر قانون کی جانب سے مجھے ہی کہہ دیا گیا ہوتا کہ ہم نے یہ کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں شاید آپ کو تلاش کرتے پھرتے ہوں اور آپ کسی چینل پر پہنچے ہوں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہیں ہوتا ہوں اور ہر جگہ مل جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: ابھی منسٹر صاحب کی بات سنیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! بہت شکریہ، کل ملتان میں cotton crop management group کی میٹنگ تھی جسے وزیر زراعت Chair کرتا ہے اس میں پورے ساؤتھ کے ڈی۔او، زراعت موجود تھے وہاں اریگیشن کے لوگ بھی تھے میں نے وہاں انہیں کہا ہے کہ فوری طور پر سروے کریں نہ صرف بہاولنگر میں بلکہ جہاں جہاں بھی cotton crop damage ہوئی ہے اس کی رپورٹ دیں۔ ہم پھر ڈی جی ریلیف کو یہ رپورٹ submit کرکے اس کا ازالہ کریں گے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ کوئی اتنا بڑا کام نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اولکھ صاحب! معزز ممبر نے جس بات کی نشاندہی کی ہے اس حوالے سے پوری ہمدردی کرنی چاہئے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں on oath بات کر رہا ہوں کہ ضلع بہاولنگر میں زمیندار کا زراعت کے علاوہ اور کوئی source of income نہیں ہے باقی جگہوں پر بھی ایسا ہی ہوگا، تمام زمینداروں کی کپاس کی فصل تباہ ہو چکی ہے میری صرف اتنی عرض ہے کہ وزیر صاحب کوئی time frame دے دیں دو دن، چار دن، ہفتہ اور مہینہ تاکہ ہم assess کر سکیں کہ جن لوگوں کی فصلیں تباہ ہو گئی ہیں آپ ان کے لئے کیا کر سکتے ہیں اور جن کے مکان گر چکے ہیں ان کے لئے کیا کر سکتے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وزیر صاحب یہ کہنا چاہتے ہیں کہ آج کالا باغ ڈیم پر قرار داد لے آئیں تو ابھی ساری assessment ہو جاتی ہے اور ہمیشہ کے لئے مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے ایسی بات نہیں کی۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! ان کو کہیں کہ یہ قرار داد لائیں۔ Catchment areas میں یہ بارشیں ہو رہی ہیں، پورے ملک کی تباہی کی وجہ یہ ہے کہ کالا باغ ڈیم نہیں بن رہا، storage نہیں بن رہا یہ اس کو تو مانتے نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے جو بات کی ہے ہم اس کا جواب لینا چاہتے ہیں۔

ملک محمد عامر ڈوگر: شیخ صاحب! دس سال تک آپ کی پارٹی برسر اقتدار رہی ہے کیا آپ نے ڈیم بنایا ہے۔

جناب سپیکر: میں وزیر زراعت سے بار بار کہہ رہا ہوں کہ خصوصی طور پر بہاولنگر کے بارے میں جلد از جلد رپورٹ لیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! لاء منسٹر بیٹھے ہیں دونوں باتوں کا انہوں نے جواب دیا ہے نہ وزیر زراعت نے، چونکہ ماحول کو خراب کرنے کی شیخ صاحب کی عادت ہے۔ وہ ایک ایسی بات کو خراب کر رہے ہیں اور وہ صرف اور صرف play with the gallery کرتے ہیں۔ Just to come in the news papers, just to publish in the news papers میری ان سے گزارش ہے کہ خدارا جو اتنے sensitive issues ہوں کم از کم ان پر کوئی input آ لینے دیا کریں۔ مجھے ایک تو time frame والی بات بتا دیں اور دوسری بات جو فنڈز پر cut لگا کر سندھی بھائیوں کی امداد کے لئے بات کی تھی اگر اس پر کوئی strategy ہے تو کیا ہے وہ بتا دیں؟

خواجہ محمد اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ آپ بے شک ریکارڈ چیک کرا لیں کہ جتنی دفعہ بھی ایوان کا ماحول خراب کیا ہے وہ شوکت بسراء صاحب نے کیا ہے یہ شیخ صاحب پر بے جا الزام لگا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: خواجہ صاحب! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے جو دو باتیں پوچھیں ہیں ان کا منسٹر صاحب جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: آپ ان کی بات سنیں گے تو پھر ہی وہ جواب دیں گے۔ جی، احمد علی اولکھ صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! گزشتہ سال پنجاب میں جب سیلاب آیا تھا تو اس کی وجہ سے 18 لاکھ ایکڑ فصلیں متاثر ہوئی تھیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب وہاں پر خود گئے اور ان متاثرین کو بیس بیس ہزار روپے وطن کارڈ کے تحت دیئے گئے۔ اس کے علاوہ ان کو کھاد اور بیج مفت مہیا کئے گئے۔ حکومت پنجاب اور وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے اس حوالے سے کوئی غفلت نہیں ہوئی بلکہ وزیر اعلیٰ پنجاب خود اس بارے میں بڑے conscious ہیں۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! وہ خصوصی طور پر بہاول نگر کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جو اضلاع متاثر ہوئے ہیں ان کا ہم نے مجموعی طور پر سروے کرایا ہے جس کے مطابق تقریباً 30 ہزار ایکڑ کپاس کی فصل متاثر ہوئی ہے۔ کل وہاں پر پنجاب کے تمام زراعت کے افسران موجود تھے اور ان کے ساتھ ساتھ محکمہ اریگیشن کے افسران کو بھی بلایا گیا تھا۔ میں نے ان کو ہدایت کی ہے کہ آپ ان متاثرہ علاقوں کا سروے کر کے جلد از جلد مفصل رپورٹ پیش کریں تاکہ پنجاب حکومت ان کی ہر ممکن مدد کر سکے۔

جناب سپیکر: اس سروے کی رپورٹ کب تک آ جائے گی؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جلد آ جائے گی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! انہوں نے عملی طور پر کچھ نہیں کرنا صرف یہاں پر الف لیلیٰ کی کہانی سنانا شروع کر دیتے ہیں کہ کہہ دیا گیا ہے، ہو جائے گا وغیرہ۔ میں نے تو یہ عرض کیا ہے کہ مجھے کوئی ایک specific period بتا دیں۔ اگر آپ ایک مہینے میں کر سکتے ہیں تو ایک مہینے کا time frame دے دیں۔ میں آپ کو بتا دوں کہ ہارون آباد، چشتیاں اور فورٹ عباس کے اندر کم از کم بیس سے تیس ہزار لوگوں کے گھر اس بارش کے اندر بہہ چکے ہیں۔ میں ریکارڈ کے ساتھ بات کر رہا ہوں کہ وہاں پر فصلیں برباد ہو گئی ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ رپورٹ دے دیں منسٹر صاحب آگے سے کہتے ہیں کہ وہ کہہ دیا ہے، صوبے میں کہہ دیا ہے، پنجاب میں کہہ دیا ہے، لاہور میں کہہ دیا ہے، پشاور میں کہہ دیا ہے۔ مجھے تو سمجھ نہیں آتی کہ یہ کیا بات کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وہ سب علاقوں کی رپورٹ لے رہے ہیں اور رپورٹ آنے پر آپ کو بتائیں گے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): بسراء صاحب! آپ مجھے جانتے ہیں، میں آپ کو جانتا ہوں اور میں آپ کا احترام بھی کرتا ہوں۔ آپ کو میں نے بتا دیا ہے لیکن آپ کو سمجھ نہیں آ رہی۔ میں نے عرض کیا ہے کہ تھوڑا انتظار کریں۔ حکومت نے ایک طریق کار کے تحت ہر کام کرنا ہوتا ہے۔ میں خود ایک farmer ہوں اور farmers کا نمائندہ ہوں اس لئے آپ سے زیادہ مجھے اس بات کا احساس ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): آپ نے پہلے کسانوں کے لئے کیا کیا ہے؟ آپ نے تو پورے پنجاب کے کسانوں کا بیڑا غرق کر دیا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ اب آپ لوگ ذرا خاموشی اختیار کریں۔ جن لوگوں کی قرار دادیں ہیں وہ انتظار کر رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ نے پھر ماحول کو خراب کرنا ہے اور اگر آپ ماحول کو خراب کریں گے تو I will take action, I tell you.

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میرے معزز بھائی صرف ایک ضلع کی بات کرتے ہیں جبکہ ہم چاہتے ہیں کہ پورے پنجاب کے اندر جہاں پر بھی سیلاب اور بارشوں کی وجہ سے نقصان ہوا ہے ان سب کے لئے ایک relief کی announcement ہونی چاہئے۔ اسی وجہ سے تمام علاقوں سے رپورٹس منگوائی جا رہی ہیں۔ مجھے یہ کہنا ہے کہ صوبہ پنجاب،

سندھ، بلوچستان اور خیبر پختونخواہ یعنی چاروں صوبوں میں سیلاب اور بارشوں کی وجہ سے تباہی ہو رہی ہے لیکن صدر پاکستان اور وزیر اعظم بیرون ملک دوروں پر گئے ہوئے ہیں۔ اب تو سپیکر قومی اسمبلی بھی بیرون ملک چلی گئی ہیں۔ یہ کیسے حکمران ہیں کہ عوام بھوکے مر رہے ہیں، سیلاب اور بارشوں کی وجہ سے تباہی کا شکار ہو رہے ہیں اور یہ بیرون ملک دورے کر رہے ہیں؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ میں نے پہلے کہا تھا کہ ماحول کو خراب نہ کرنا۔ آپ کی بڑی مہربانی اب تشریف رکھیں۔ ان کا مائیک بند کر دیں۔ سب لوگ تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! کیا یہ پنجاب کے کسان کی بات کر رہے ہیں، کیا یہ بارشوں اور سیلاب سے متاثرہ لوگوں کی بحالی کے لئے کام کرنے والے ہیں؟

جناب سپیکر: شاہ صاحب! تشریف رکھیں۔ all of you تشریف رکھیں۔ کچھ باتیں ایسی ہیں کہ جن کا سب کو پتا ہے۔ آپ سب لوگ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! انہوں نے سٹیل مل کا بیڑا غرق کر دیا۔ پورے ملک کو لوٹ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ بیٹھ جائیں۔ میں آپ کو بار بار کہہ رہا ہوں کہ بیٹھ جائیں، خاموش ہو جائیں۔ جی، ڈوگر صاحب!

ملک محمد عامر ڈوگر: جناب سپیکر! افسوس ہے کہ ہم قومی issue اور سانحہ کو سیاست کی نذر کر دیتے ہیں۔ نواب شاہ اور سندھ میں جو سیلاب آیا ہے اس حوالے سے صدر پاکستان آصف علی زرداری صاحب نے میاں نواز شریف صاحب کو دعوت دی اور وہ وہاں پر تشریف لے گئے۔ صدر صاحب خود بھی وہاں پر visit کر چکے ہیں۔

جناب سپیکر: میاں محمد نواز شریف صاحب خود نواب شاہ گئے ہیں۔

ملک محمد عامر ڈوگر: جناب سپیکر! کل کے جنگ اخبار میں فریال تالپور صاحبہ نے حامد میر صاحب کی وساطت سے کہا ہے کہ ہم میاں محمد نواز شریف صاحب کو welcome کہتے ہیں۔ اس وقت پوری قوم ایک سانحہ سے دوچار ہے۔ ہمیں اس حوالے سے سیاست نہیں کرنی چاہئے بلکہ ہمیں across the board اپنے بھائیوں کی مدد کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، بالکل یہ ٹھیک ہے۔

ملک محمد عامر ڈوگر: میری رانا ارشد صاحب سے گزارش ہوگی کہ اس موقع پر ایسی باتیں کرنا مناسب نہیں ہے۔ شیخ علاؤالدین صاحب نے کالا باغ ڈیم کے حوالے سے بات کی ہے۔ وہ میرے بزرگ ہیں اگر یہ لوٹا نہ ہوتے تو بڑے بہترین Parliamentarian ہیں۔

جناب سپیکر: آپ نے یہ اچھی بات نہیں کی ہے۔

ملک محمد عامر ڈوگر: میں کہتا ہوں کہ 2001 سے لے کر 2008 تک یہ خود حکومت میں رہے ہیں تو انہوں نے اپنے دور حکومت میں کالا باغ ڈیم کیوں نہیں بنایا؟

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! مجھے بھی بات کرنے کا موقع دے دیں۔ میں کب سے کھڑا ہوں اور آپ سے اجازت مانگ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ میرا گلا دبا رہے ہیں، مجھے بات کرنے کا موقع ہی نہیں دے رہے۔

قرار دادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب سپیکر: نہیں، میں کسی کا گلا نہیں دباتا۔ شاہ صاحب! آپ کی بڑی مہربانی ہوگی مجھے قاعدے کے مطابق چلنے دیں۔ جی، عامر سلطان چیمہ صاحب کی قرارداد ہے وہ اپنی قرارداد پیش کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! مجھے بھی اپنے حلقے کی عوام کے لئے بات کرنے کا موقع دیا جائے۔ میں بھی اس ایوان کا ممبر ہوں اور اپنے حلقے کی نمائندگی کرنے کے لئے آیا ہوں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! نہیں اس وقت میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ میرے ساتھ زبردستی نہ کیا کریں۔ یہ مناسب نہیں ہے اور میں اس کو اچھا نہیں سمجھتا۔ اب آپ آرام سے تشریف رکھیں میں آپ کو بعد میں وقت دوں گا۔ جی، عامر سلطان چیمہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہاں پر بات کرنے کا میرا بھی حق ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے لیکن اس طرح سے حق نہیں ملتا۔ یہ صرف آپ اکیلے کا حق نہیں ہے بلکہ یہ سارے ایوان کا حق ہے۔ آپ تشریف رکھیں کیونکہ میں نے floor عامر سلطان چیمہ صاحب کو دیا ہے۔

مائیکرو کریڈیٹ بنک قائم کرنے کا مطالبہ

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ غربت کے خاتمہ کے لئے بنگلہ دیشی گرامین بنک جس کا بانی نوبل انعام یافتہ ہے کی طرز اور اغراض و مقاصد پر ایک Micro Credit Bank قائم کیا جائے جو دیہی اور مضافاتی علاقوں کے غریبوں کو بغیر کسی ضمانت کے چھوٹے قرضہ جات فراہم کرے جس سے وہ اپنی مہارتوں کو بروئے کار لا کر اپنی معاشی حالت کو سنوار سکیں اور قومی پیداواری عمل میں حصہ دار بن سکیں۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ غربت کے خاتمہ کے لئے بنگلہ دیشی گرامین بنک جس کا بانی نوبل انعام یافتہ ہے کی طرز اور اغراض و مقاصد پر ایک Micro Credit Bank قائم کیا جائے جو دیہی اور مضافاتی علاقوں کے غریبوں کو بغیر کسی ضمانت کے چھوٹے قرضہ جات فراہم کرے جس سے وہ اپنی مہارتوں کو بروئے کار لا کر اپنی معاشی حالت کو سنوار سکیں اور قومی پیداواری عمل میں حصہ دار بن سکیں۔"

SHEIKH ALA-UD-DIN: Sir, I oppose it.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین صاحب نے اس قرارداد کو oppose کیا ہے جبکہ میں ایک fact معزز ایوان اور آپ کے notice میں لانا چاہتا ہوں کہ یہ سوال اس سے پہلے بھی قرارداد نمبر 82/2011 کے تحت ایوان میں اُٹھایا جا چکا ہے چونکہ اس قرارداد کا تعلق مرکزی حکومت سے ہے لہذا اس قرارداد کی کاپی وزارت خزانہ حکومت پاکستان کو ارسال کی گئی۔ وزارت خزانہ نے اس ضمن میں جواب دیا ہے کہ اس وقت ملک میں 8 مائیکرو فنانس بنک (ایم ایف بی) اور 23

مائیکرو فنانس ادارے (ایم ایف آئی ایس) پہلے ہی کام کر رہے ہیں۔ ان تمام بنکوں اور اداروں نے مجموعی طور پر 20 لاکھ لوگوں کو قرضہ فراہم کیا ہے۔ بنک لائسنس یافتہ ہیں اور مائیکرو فنانس انسٹیٹیوشن آرڈیننس 2001 کے تحت سٹیٹ بنک آف پاکستان انہیں regulate کرتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس پر وزیر قانون صاحب نے بڑی واضح بات کر دی ہے اور یہ already اس کی support میں ہیں اور میرا مقصد بھی یہی تھا کہ بنگلہ دیش میں چٹاگانگ یونیورسٹی کے پروفیسر یونس نے مائیکرو بنک کی بنیاد رکھی تھی۔ میرے خیال میں اس پر مزید بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ اس قرارداد کو واپس لے لیں اور یہی بہتر رہے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ ریکارڈ کا حصہ ہے اور میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ایسی چیزیں ریکارڈ پر نہ لائی جائیں جن کا معاملہ بالکل اُلٹ ہو۔ آپ میری بات سُن لیں میں صرف عوام کے فائدے کے لئے ایک بات کرنے لگا ہوں اور عوام کے فائدے کی بات ہمیشہ کرتا ہوں۔ چیمہ صاحب نے ڈاکٹر یونس کا حوالہ دیا ہے اُس کو بنگلہ دیش حکومت نے blood sucker قرار دے کر علیحدہ کیا۔ وہ 24 فیصد markup پر کام کر رہے تھے اور چیمہ صاحب کو یہ قرارداد پیش کرنے سے پہلے یہ سوچنا چاہئے تھا کہ اوپر بڑے قابل لوگ بیٹھے ہیں جب یہ پڑھیں گے کہ اس بنیاد پر پاکستان میں کام کیا جائے، ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ بغیر collateral کے کام نہیں ہو سکتا۔ 14 فیصد discount rate ہے، نہیں ہو سکتا اور 9 فیصد banking spread ہے، نہیں ہو سکتا۔ ہم ایسی قراردادیں لا کر اپنے اس ایوان کا مذاق اُڑاتے ہیں اور میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں۔ شکریہ

جناب سپیکر: چودھری صاحب! میرے خیال میں آپ اس قرارداد کو withdraw ہی کر لیں کیونکہ یہی بہتر ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں اپنی قرارداد کو withdraw کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب کی قرارداد withdraw ہوئی۔ دوسری قرارداد محترمہ حمیرا اویس شاہد کی طرف سے ہے۔ جی، محترمہ!

پنچایتی نظام کو آئین کے تابع کرنے کا مطالبہ

محترمہ حمیرا اویس شاہد: اس ایوان کی رائے ہے کہ:

"تنازعات کے حل اور مقامی جھگڑے طے کرنے کے لئے فوری انصاف مہیا کرنے کا حامل پنچایتی نظام بہت موثر ہے تاہم ضرورت اس امر کی ہے کہ دیہی کونسلیں، پنچائتیں، غیر رسمی نظامِ انصاف کو قانون framework کے تحت لایا جائے۔ یہ ایوان سفارش کرتا ہے کہ اس نظام کو قانونی framework میں لا کر اس پنچایتی نظام کو مستحکم کرنے کے ساتھ ساتھ پنچایتوں کا کردار بھی متعین کیا جانا چاہئے۔ پنچائت آئین کے مطابق ہو اور اُن کا احتساب ہو سکے۔ انہیں اسلام اور آئین کے تحت حاصل انسانی حقوق کی خلاف ورزی کرنے کی اجازت نہ ہو۔"

جناب سپیکر: اس ایوان کی رائے ہے کہ:

"تنازعات کے حل اور مقامی جھگڑے طے کرنے کے لئے فوری انصاف مہیا کرنے کا حامل پنچایتی نظام بہت موثر ہے تاہم ضرورت اس امر کی ہے کہ دیہی کونسلیں، پنچائتیں، غیر رسمی نظامِ انصاف کو قانون framework کے تحت لایا جائے۔ یہ ایوان سفارش کرتا ہے کہ اس نظام کو قانونی framework میں لا کر اس پنچایتی نظام کو مستحکم کرنے کے ساتھ ساتھ پنچایتوں کا کردار بھی متعین کیا جانا چاہئے۔ پنچائت آئین کے مطابق ہو اور اُن کا احتساب ہو سکے۔ انہیں اسلام اور آئین کے تحت حاصل انسانی حقوق کی خلاف ورزی کرنے کی اجازت نہ ہو۔"

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں اس قرارداد کو oppose کرتی ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں بھی اس قرارداد کو oppose کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ ساجدہ میر صاحبہ! آپ پہلے اس پر بات کر لیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ اس پنچایتی نظام کو نافذ کرنے سے لوکل گورنمنٹ کا رول ختم ہو جائے گا جو کہ ایک تیسری حکومت کا درجہ رکھتی ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ جن کو پنچائت کا سربراہ بنایا جائے گا اُس کی دیانتداری کی کون قسم کھا سکتا ہے کہ وہ دیانتدار ہو گا یا کسی سے انصاف

کر سکے گا۔ اس طرح لڑائی جھگڑے بڑھیں گے اور پسند ناپسند پر فیصلے ہوں گے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ قرارداد نچلی سطح پر عوامی نمائندگی کے راستے میں رکاوٹ ہے اس لئے میں اس کو oppose کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ حمیرا اویس شاہد! آپ اپنی قرارداد پر بات کریں۔

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! اس قرارداد میں لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے تحت village Councils کی بات نہیں ہو رہی۔ یہ بات پنچائت اور جرگہ کے حوالے سے ہو رہی ہے اور ہمارے rural areas میں صدیوں سے یہ ایک tradition چل رہی ہے۔ اب میڈیا نے چونکہ اس کو بہت زیادہ expose کرنا شروع کیا اور میں نے بھی ذاتی طور پر as a Journalist بہت ساری stories میں کام کیا جس میں پنچائت نے ایسے ایسے فیصلے صادر کئے جس کی وجہ سے بڑے خوفناک ظلم ہوئے۔ ایک recent واقعہ یہ ہوا تھا کہ تین مہینے پہلے Southern Punjab میں ایک بچی کو کرنٹ لگا کر مارنے کی سزا دی گئی۔ بات یہ ہے کہ اگر لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے تحت village Councils موجود ہوتیں تو ایسے واقعات نہ ہوتے۔ وہ کلاز کبھی نافذ ہوئی اور نہ اس پنچائت کی tradition کو change کیا جاتا ہے اس لئے کہ rural areas میں انصاف ملنے کا یہ ایک سستا طریقہ ہے۔ اس نظام کو question نہیں کر رہی لیکن کیا یہ پنچائتیں اتنی بڑی ہیں اور اتنی powerful ہیں کہ ان کی accountability نہیں ہوتی اور انہوں نے جتنے کیسوں میں human rights violations کی ہیں اور اتنے gross قسم کے human rights cases کے فیصلے انہوں نے کئے ہیں، کیا اُن کی accountability نہیں ہے، کیا یہ پنچائتیں آئین سے اوپر ہیں، کیا یہ پنچائتیں Nation Security issues، آئین اور شریعت کے خلاف جاتی ہیں اور ہم ان کی accountability نہیں کر سکتے؟ اس قرارداد کو اس ایوان میں لانے کا مقصد یہ تھا کہ پنچائتیں ایک بہت بڑا effective source of justices ہیں لیکن اُس کا ایک legal framework بنائیں یعنی اُس کی power کیا ہے، اُس کی jurisdiction کیا ہے، اُس کی حد کہاں سے شروع ہوتی ہے، اُس کی حد کہاں پر ختم ہوتی ہے؟ جس طرح باقی اداروں میں accountability ہے اس کو بھی accountable ہونا چاہئے کیونکہ پنچائتوں کے فیصلوں پر اس ملک نے اتنی خوفناک international chain دیکھی ہوئی ہے۔ میں آپ سے صرف یہ کہہ رہی ہوں کہ یہ policy matter ہے اور میرا مقصد یہ تھا کہ آپ لوگ اپنے اپنے حلقوں میں پنچائتوں کو deal کرتے ہیں اور پنچائتوں کی jurisdiction، اُن کا legal framework متعین ہونا چاہئے تاکہ یہ more effective ہوں۔

جناب سپیکر: جی، سید حسن مرتضیٰ صاحب! آپ نے اس قرارداد کو oppose کیا ہے تو آپ نے اپنے آپ کو اسی قرارداد کی حد تک confine کرنا ہے۔ اگر آپ کوئی اُلٹی سیدھی تقریر کریں گے تو میں وہ نہیں سنوں گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ میرے سے یہ توقع کرتے ہیں کہ میں الٹی سیدھی تقریر کرتا ہوں۔ آپ رانا ارشد صاحب کو مائیک دیتے ہیں تو کیا وہ یہاں پر تلاوت کرتے ہیں؟ میری بات کو آپ نے الٹا سیدھا کہا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں احتجاجاً جا رہا ہوں۔ کیا آپ اپنی مرضی کے الفاظ چاہتے ہیں کہ جو آپ کہیں وہ میرے منہ سے نکلیں۔

جناب سپیکر: آپ نے oppose کیا تھا اس لئے میں نے آپ کو floor دیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ نے یہ کیسے کہہ دیا کہ آپ الٹی سیدھی حرکتیں کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے حرکتیں نہیں کہا۔ میں نے حرکتوں کی بات نہیں کی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ کو رانا ارشد صاحب کے الفاظ تو سنائی نہیں دیئے ہوں گے۔ وہ جو مرضی کہہ لیں۔ ہم بات کریں تو آپ کو وہ الٹی سیدھی حرکتیں لگتی ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اس پر بات کرنا چاہتے ہیں یا نہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں آپ کے روّیے پر احتجاجاً واک آؤٹ کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: میرا روّیہ آپ کے ساتھ کبھی غلط نہیں ہوا لیکن میں آپ پر افسوس ضرور کرتا ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ کا روّیہ آگے پیچھے میرے ساتھ بالکل صحیح ہوتا ہے۔ آپ مجھے جب مائیک دیتے ہیں تو روّیہ بدل جاتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس طرح بات کریں گے تو پھر روّیہ ٹھیک نہیں رہے گا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر سید حسن مرتضیٰ احتجاجاً واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر چلے گئے)

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! شاہ صاحب کو اس قرارداد کے بارے میں معلومات نہ ہیں اس لئے یہ ایسا کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: ہندلی صاحب! آپ شاہ صاحب کو ایوان میں واپس لائیں۔ جی، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں بڑی شکر گزار ہوں کہ آپ نے اپنے استحقاق کو استعمال کرتے ہوئے ہمیں یہ حق دیا کہ ہم اپنی رائے بھی دیں اگرچہ یہ rule نہ ہے۔

جناب سپیکر! میں اس قرارداد کی حمایت کرتی ہوں۔ Indus valley civilization پانچ ہزار سال پرانی ہے یہاں کا جو ثقافتی پس منظر ہے اس کو کسی طور پر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ عادات اور رسوم یہاں کے لوگوں میں رچ بس گئی ہیں۔ یہاں انصاف کا جو پنچائتی سسٹم ہے انتہائی مضبوط ہے۔ آپ چاہیں بھی تو اس کو root out نہیں کر سکتے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر سید حسن مرتضیٰ واک آوٹ ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لائے)

جناب سپیکر: ہم شاہ صاحب کو ایوان میں واپس آنے پر خوش آمدید کہتے ہیں۔ جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! پانچ ہزار سال میں جو justice system جس کو superior سمجھا جاتا تھا وہ یہ تھا کہ بوہڑ کے پیڑ کے نیچے چار پائی ڈال کر پانچ بزرگ بیٹھتے تھے اور تمام پنچائت میں انصاف کرتے تھے۔ آپ انصاف کے اس رواج کو معاشرے سے نکال نہیں سکتے تو اس کو اپنے اس سسٹم میں لے کر آئیں۔ ہماری قرارداد یہی کہتی ہے کہ ہم جب تک اس سسٹم کے check and balance کے لئے کوئی legal framework نہیں بنائیں گے تو ناانصافیاں ہوں گی جیسا کہ ساجدہ میر نے کہا ہے۔ ان ناانصافیوں یا کم درجے کے جو فیصلے ہوئے جن کی مثالیں موجود ہیں جن سے ہمارے culture کی بدنامی ہوئی ہے تو اس کو چیک کرنا بھی ہمارا ہی فرض ہے۔ یہ پنچائتی سسٹم اتنا مضبوط ہے کہ اس کی وجہ سے معاشرے میں balance ہے۔ اس کی support میں حکومت کو اپنی ذمہ داری ادا کرنی چاہئے اور اس کو legal system میں لانا چاہئے۔ میں پرزور درخواست کروں گی کہ اس قرارداد کو پاس کیا جائے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! کوئی بھی قرارداد پیش کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے اور اگر اسے oppose کیا جاتا ہے تو اس لئے کیا جاتا ہے کہ اس پر سب کی رائے آ جائے یعنی جو جس نظر سے اس قرارداد کو سمجھتا اور دیکھتا ہے اس کے مطابق رائے دیتا ہے تاکہ ان کی رائے کو سامنے رکھتے ہوئے فیصلہ کیا جائے۔ اس دنیا کو قائم ہوئے لاکھوں سال گزر گئے ہیں اور آج ہم ایک civilized قوم بن چکے ہیں،

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ قوانین بھی بڑے مستحکم بنتے جا رہے ہیں اور قانون بنانے والے ادارے بھی بڑے مستحکم ہو چکے ہیں۔ان اداروں کے تحت بننے والے systems کا تعلق grass root level تک ہونا چاہئے اس کے لئے میں یہ سمجھتی ہوں کہ ہمارا جو بلدیاتی سسٹم تھا وہ بہت ہی مضبوط تھا جس کے تحت grass root level پر خواتین کونسلرز تھیں۔وہ سسٹم ایسا تھا جس میں نمائندے اپنے عوام سے ووٹ لے کر وہاں کام کرنے کی پوزیشن میں ہوتے تھے۔اس سسٹم میں ایک مصالحتی کونسل بھی ہوتی تھی اگر اس کو یہ حق حاصل تھا کہ وہ فیصلے کرے تو اس سسٹم میں ان پر کوئی انگلی نہیں اٹھا سکتا تھا کیونکہ کل کو ان لوگوں نے پھر جا کر اپنے عوام سے ووٹ لینے ہوتے تھے۔میں سمجھتی ہوں کہ وہ ایک بہت ہی فعال سسٹم تھا۔اس سسٹم کو وقت کے ساتھ ساتھ مزید improve کرنے کی ضرورت تھی اور یہ ضرورت رہتی ہے نہ کہ آپ اس سسٹم کو بالکل dissolve کر کے پانچ ہزار سال پرانے یا ایک لاکھ سال پرانے دور میں چلے جائیں۔ ہمیں اس سسٹم کو بہتر بنانا چاہئے۔میں یہ بھی کہوں گی کہ جو لوگ جرگہ یا پنچائت لگاتے ہیں اور وہاں پر جو فیصلے ہوتے ہیں تو اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ ایک مسیحا کا کردار بھی ادا کرتے ہیں۔میں آخر میں اس قرارداد کی بھرپور حمایت کرتی ہوں اور تمام ممبران سے کہوں گی کہ اس کو پاس کیا جائے۔شکریہ

جناب سپیکر: مہربانی، شکریہ۔میاں محمد رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بے حد شکریہ۔میں اس قرارداد کے حق میں عرض کرنا چاہوں گا کہ صدیوں سے یا آج بھی پنچائتی نظام unofficially چل رہا ہے اور بہتر طور پر چل رہا ہے کہیں کہیں غلط فیصلے ضرور ہوئے ہوں گے۔میں یہ دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ آج بھی تھانوں میں مک مکا کے بعد تھانیدار پارٹیوں کو پنچائت کے پاس بھیج دیتا ہے کہ فیصلہ کر لو۔

جناب سپیکر! میں بھارت کی مثال دینا چاہتا ہوں وہاں پر پنچائتی نظام کو قانونی حیثیت حاصل ہے اور وہاں کی پنچائت جب بیٹھتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ جب پنچ کرسی پر بیٹھتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ بھگوان کرسی پر بیٹھا ہے اور بھگوان غلط فیصلے نہیں کر سکتا۔اگر کوئی واقعہ یا وقوعہ ہوتا ہے تو وہاں کی مقامی پنچائت کو صحیح حقیقت کا پتا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔یہ جو قرارداد آئی ہے میں اس کی حمایت میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ قرآن مجید نے بھی گھریلو جھگڑے جیسے طلاق وغیرہ کے ہوتے ہیں اس میں بڑی ترغیب دی

ہے اور حکم دیا ہے ایک نمائندہ مرد کی طرف سے اور ایک نمائندہ عورت کی طرف سے مقرر کر کے فیصلہ کیا جائے۔ایسے مسائل جو تھانوں اور عدالتوں میں حل نہیں ہو سکتے وہ پنچائتوں میں حل ہو جاتے ہیں۔ ہماری بہن نے جو قرارداد پیش کی ہے میں اس کی حمایت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اس کی تائید کرتا ہوں۔لاء منسٹر صاحب خود ایک ماہر وکیل بھی ہیں۔یہ Arbitration Act کی ایک ذیلی بات ہے۔ملک کی تقسیم سے پہلے پنچائت کا نظام اس علاقے میں بھی تھا۔آپ کو بھی پتا ہے کہ اعلیٰ کردار کے لوگ ہوتے ہیں، جو حقائق مقامی لوگ سمجھ سکتے ہیں وہ کوئی نہیں سمجھ سکتا۔اگر یہ کر دیا جائے تو لوگ کورٹ کچہری کی بہت بڑی مصیبت سے بچ سکیں گے۔میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔جی، سندھو صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور / انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں اس قرارداد کی سب سے پہلے اس حوالے سے مخالفت کرتا ہوں کہ اس کو ایوان میں آنا ہی نہیں چاہئے تھا کیونکہ سپریم کورٹ کی کم از کم تین چار سو judgements اور dictums ہیں اس کے علاوہ ہائیکورٹ، ماتحت عدالتوں اور عائلی عدالتوں کی بھی ہیں۔اس پنچائتی سسٹم کو سپریم کورٹ اپنے dictums میں own نہیں کرتی۔وہ کہتی ہے کہ ہم پر binding ہے اور نہ ہم اس کے فیصلے کو تسلیم کرتے ہیں اس لئے یہاں پر یہ کہنا کہ اس کو legal framework order دیا جائے۔اُس وقت پنچائتیوں کا effect ہوتا تھا جب کبھی محلے دار اپنے محلوں میں ڈکیتیاں نہیں کرتے تھے۔

جناب سپیکر: ایوان کی کارروائی کے لئے پانچ منٹ وقت بڑھایا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور / انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اُس وقت ان پنچائتیوں کا effect ہوتا تھا جب ایک گاؤں کی بیٹی کی سارے لوگ عزت کرتے تھے، اُس وقت ان پنچائتیوں کا effect ہوتا تھا جب ایس ایچ او نے اپنے ہی بندے پنچائتی نہیں رکھے ہوتے تھے کہ پیسے دے کر وہاں صلح ہو جائے۔اس کی legal value یہ ہے کہ سپریم کورٹ کی بے شمار dictums اور judgements ہیں جس میں وہ پنچائتوں کو own نہیں کرتے لہذا میں اس قرارداد کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں، تائید کرتا ہوں اور ایک فقرہ add کرتا ہوں کہ سپریم کورٹ کسی آئین کے تابع ہے۔ میری بہن نے جو قرارداد دی ہے میں اپنے فاضل دوستوں سے کہوں گا کہ اس کے الفاظ کو غور سے پڑھیں۔ سپریم کورٹ اعلیٰ عدلیہ ہے، قانون کا طالب علم ہونے کے ناتے ہم اس کا احترام کرتے ہیں، وہ ہمارے ملک کی عدالت عظمیٰ ہے لیکن وہ کسی آئین کے تابع ہے۔ اگر پارلیمنٹ قانون سازی کر کے پنچائت کے سسٹم کو اسلام، آئین، قرآن واحادیث کی روشنی میں اس کے ambit کے اندر رہتے ہوئے endorse کرتی ہے تو کوئی سپریم کورٹ اس کو روک نہیں سکتی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

کیونکہ آئین سب سے supreme law ہے۔ میرے دوستوں کو یہ پتا ہونا چاہئے کہ تمام قوانین آئین کے تحت اور آئین کے اندر رہتے ہوئے اپنا کام کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ حکومت کے تمام organs بھی آئین کے تابع ہوتے ہیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، شاہ صاحب! کیا آپ کوئی گوہر افشانی کریں گے ؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں اسے oppose کرتا ہوں۔ پنچائتی سسٹم بہت عرصہ پہلے بڑا موثر تھا لیکن وقت اور حالات نے اس سسٹم کو بالکل غیر موثر بنا دیا ہے۔ اب چھوٹی چھوٹی باتوں پر suo-moto action ہو جاتا ہے۔ آپ نے پنچائت کو دیکھا ہو گا کہ وہ ملزم کی حیثیت میں کٹہرے میں کھڑے ہوتے ہیں۔ اس سے امن وامان کا مسئلہ بھی پیدا ہوتا ہے اور عدالتیں بھی متنازعہ ہو جاتی ہیں۔ میں یہی گزارش کروں گا کہ اس پنچائتی سسٹم کو باعزت طور پر دفن کر دینا چاہئے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، ڈوگر صاحب!

ملک محمد عامر ڈوگر: جناب سپیکر! میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔ آپ نے اور میں نے اپنے باپ دادا کو ڈیروں اور گھروں پر دیکھا ہے اور پنچائتیں ہوتی آئی ہیں۔ ہم نے ان میں روزمرہ کے مسائل، خاندانی مسائل، جھگڑے حتیٰ کہ قتل اور آپس میں لین دین کے جھگڑوں کو بھی حل کیا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ان پنچائتوں سے 70 فیصد سے زیادہ عدالتوں کا بوجھ کم ہوتا ہے اور لوگ تھانوں سے بچتے ہیں۔ میری بہن نے بڑی خوبصورت بات کی ہے کہ اس کا ایک legal framework ہونا چاہئے، اس کی حدبندی اور limits ہونی چاہئیں۔ ہم اس کی مکمل support کرتے ہیں کہ پنچائت سسٹم ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ تنازعات کے حل اور مقامی جھگڑے طے کرنے کے لئے فوری انصاف مہیا کرنے کا حامل پنچایتی نظام بہت موثر ہے تاہم ضرورت اس امر کی ہے کہ دیہی کونسلوں / پنچایتوں / غیر رسمی نظام انصاف کو قانونی framework کے تحت لایا جائے۔ یہ ایوان سفارش کرتا ہے کہ اس نظام کو قانونی framework میں لا کر اس پنچایتی نظام کو مستحکم کرنے کے ساتھ ساتھ پنچایتوں کا کردار بھی متعین کیا جانا چاہئے۔ پنچائت آئین کی پابند ہو اور ان کا احتساب ہو سکے۔ انہیں اسلام اور آئین کے تحت حاصل انسانی حقوق کی خلاف ورزی کرنے کی اجازت نہ ہو۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب اجلاس کی کارروائی کل مورخہ 14۔ ستمبر 2011 صبح 10:00 بجے تک ملتوی کی جاتی ہے۔